نکاتِ نوریہ

ترجمہ

نوریہ شریف

تصنیف

حضرت سید عبداللہ نوری

بن

حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاتِ نوریہ

ترجمہ

نوریہ شریف

تصنیف

حضرت سیّد عبد اللہ نوری

ترجمہ

حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ

نکاتِ نوریّہ

ترجمہ

نوریّہ شریف

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

تصنیف

حضرت سید عبداللہ نوری بن حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

پروفیسر محمد لطیف عاصی

شاہ مقیم اکیڈیمی گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ترجمہ:- اللہ (تعالیٰ) ایمان والوں کا دوست ہے۔
انھیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔
(القرآن)

منوّر ہے جو بیت اللہ جناب سید عبداللہ
جو تفسیر کلام اللہ کتاب سید عبداللہ

اللہ الصمد

یا عزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دم میراں لعل پاک سہاول شیر قلندر

SAJJADA NASHEEN
Syed Ejaz Ali Shah Ghilani
S/o Pir Syed Agha Nisar Ali Shah Ghilani

HSM

Tel.No. 04449-...
HUJRA SHAH MAQEEM
DISTT. OKARA

Dated ....

وہ مقدس ہستی جنہیں حضرت امام ابو حنیفہ کی گود کی سعادت نصیب ہوئی۔

جنہیں منبع علم عطا ہوا۔ اسی مقدس ہستی نے یہ کتاب (نوریہ شریف) کو قلم کا شرف عطا کیا۔

یہ نور جنہیں حضرت محمد مقیمؒ سید عبد اللہ نوریؒ نوریہ شریف تصوف سے بھرپور ہے۔ یہ زندگی کے اس نسخے کو اجاگر کرتی ہے جسکو عام فہم لوگ اگر کسی صاحب علم سے سمجھ لیں تو ہر غم سے ہو تو نئے جہان ہو جائے۔

فقیر ...
Sajjada Nasheen
Dt. 18th March 1996

عرض حال

الحمد للہ رب العلمین و بعد درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "نوریہ شریف مولفہ جناب پیر سید محمد عبد اللہ کی مخطوطہ پُر علوم معرفت سے اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کرنے کا بار گراں سونپا گیا اور ابتداً مجھے یہ کام صعب و مشکل اور امکان سے بعید لگا اور چند ایام اس کی عبارت کو سمجھنے میں لگ گئے۔ بعدہ اللہ کے پاک نام سے ابتدا کی تو قادر مطلق نے اپنے غیبی تعاون سے نوازا۔ اگرچہ پرانی اور بے نقط عبارت کے پڑھنے کا قبل ازیں اتفاق نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا اس کتاب کے ترجمہ سے مجھے پرانی مخطوطہ کتب کے سودات پڑھنے کا موقع آ گیا۔ میں جناب عبد الحکیم اعوان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب عظیم المفہوم اور نادرہ کے ترجمہ کا کام سونپا۔ اور جناب پروفیسر عبد اللطیف بھٹی کا جن کے قرب کے باعث میں اس مشکل اور کٹھن کام سے عہدہ برآ ہو سکا اگر کہیں ترجمہ میں اشقال اور جھول ہو تو یہ میری کم مائیگی علمی پر محمول کرتے ہوئے معاف کر دیں اور مفید مفاہیم کتاب پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کے فوائد سے بہرہ یاب ہوں۔ مترجم ہونے کے ناطے میں نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ و ترمیم نہیں کی من و عن مفہوم و لفظی ترجمہ بیان کر دیا ہے امید واثق ہے کہ قاری کتاب اس ترجمہ کو پڑھ کر مجھے دعا دے گا۔ باقی الانسان مرکب عن الخطا والنسیان کے مترادف ترجمہ کی پابندی کہیں نہ کر سکا تو معذور جانئیے گا۔ والسلام

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

احقر العباد

محمد لطیف العاصی عفی عنہ لیکچرار فارسی گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ
مقیم ظفر پارک مرید کے

۲۹ جون 1995
۳۰ محرم الحرام روز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاص کر تعریف ہے خدای بزرگ کی جس نے اپنے سوا کسی دوسرے کو وجود کی زینت نہ بخشی کہ جب فقر تکمیل کا مرتبہ پالیتا ہے تو وہ اللہ کی ذات میں سما کر خود وہی ذات بن جاتا ہے اور درود ہو محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو مظہر ذات باری و مظہر خدائی برتر ہیں اور ذاتی مقام پر کہ میں احمد بغیر میم ہوں اور عبد کے مقام پر کہ میں سردار ہوں اس کا بندہ اور رسول ہوں کہ جب بچپن سے ان کی متلاشی طبع بلوغت کے درجہ کو پہنچی تو حضرت قبلہ گاہی کے وصال کے موقع پر رضی اللہ عنہ اور وہ اللہ پر راضی ہوئے اور ان کی برکت سے جناب اقدس شہنشاہ قطب الاقطاب اللہ کے پیاروں میں سے منفرد اولیاؤں کے سردار اور وارث ولایت بے انتہا اور فقر و درویشی کے لئے فخر اور جن کی شان سے اوہام پرے رہتے ہیں اور وہ دور اندیش ہیں ان کی جناب میں عرض قبول ہوئی اور جس کے مقابل کوئی آدمی صورت و معنی کے لحاظ سے نہیں اور وہ مقبولِ دربار الٰہی ہیں۔ ایک بزرگوں کے طریقہ کے مطابق انہوں نے تلقین فرمائی اور اس سے تھوڑے عرصہ بعد فانی منزل سے بقا کی منزل کو سدھارے ان کی یہ مصروفیت وہی تلقین تھی یہاں تک کہ عمر مبارک ان کی چالیس سال یا زیادہ تھی اور قیاس قریب یہ بات ہے کہ وہ اس عمر میں زندہ تھے جب بحر معرفت میں کوشش کر رہے تھے تاکہ مقصود کو پالیں اور مدت گزر گئی اور مجھ فقیر کی عمر پنجاہ کی کسر میں کم یا زیادہ ہو گی اور بے چینی و بے قراری حصول مقصد حد سے گزر گئی اور چونکہ شہنشاہی بخشش کا سمندر بے انتہا و بے کنارا ہے جب ایک عنوان کے تحت انہوں نے چاہا کہ اس کے درجات کو مخصوص طریق سے جس سے کسی کو بھی تلقین نہ فرمائی تھی بتانا شروع کیا چند سال ہی صحبت سے استفادہ کیا ہو گا اور یہ کہ اس راستہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کے علاوہ کسی بھی کتاب میں مندرج نہیں تو حسب الحکم میں نے ان کو تحریر کر لیا اور اس رسالہ کا نام "نکات نوریہ فی ترتیب طالبین الہویہ" رکھ دیا تا کہ ہر وہ شخص جو اس خاص طریق کا محرم ہو اور جو خصوصی طور پر تربیت اولاد سے تعلق رکھتا ہے اس طریق میں تربیت کا محتاج نہ ہو کہ اس رسالہ میں پانچ گرہیں (باریک نقاط) راہنما ہیں اور ہرگز اس میں رسوم ورواج کو داخل نہ ہونے دے جو کہ انکار مجہول کے حکم میں ہیں اور اس طرز سے کسی نے بھی کسی شخص کی لمبے عرصہ تک تربیت نہیں کی اور مستقبل میں بھی نہیں کرے گا اور یہ توفیق ہمارے مرشد شہنشاہ کا ہی خاصہ ہے جو وقوع پذیر ہوئی۔

امر حضور پر نور برائے دفع کل آفات بعد از نماز فجر اکیس دفعہ سورہ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھے اور ظہر کے بعد بائیس دفعہ، عصر کے بعد تیئیس دفعہ، مغرب کے بعد چوبیس دفعہ اور عشاء کے بعد پچیس دفعہ پڑھے اور درود حضرت محمد صلی اللہ و آلہ وسلم کی ذات کو بھیجے ایضاً جس وقت سوار ہو ہر مطلوب و مقصود کے لئے تو اپنے سامنے کی طرف آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرے اور ایک دفعہ پڑھ کر اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دم کرے اور ایک دفعہ بائیں ہاتھ کی طرف، ایک دفعہ اپنی پچھلی طرف، ایک دفعہ اپنے اوپر کی طرف آسمان کی سمت دم کرے۔ ایک دفعہ اپنے پاؤں کی زمین پر اور ایک دفعہ تمام جسمانی اعضاء پر دم کرے مجموعی طور پر سات مرتبہ ہوا۔ ایضاً برائے ذاتی و ہمراہیوں کی سلامتی جب کہ دشمن کے ساتھ جنگ کا ارادہ ہو تو لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ سورۃ سات دفعہ پڑھ کر اپنے تمام اعضاء پر دم کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے تمام اعضاء پر اور ان سب لوگوں پر جو ہمراہ ہوں اشارے سے دم کرے ایضاً برائے شکست دشمن جب کہ سامنے آجائے اور نظر آنے لگے تو حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا اسم

اعظم رضی اللہ عنہ اور وہ اللہ پر راضی ہوئے اکیس دفعہ پڑھ کر دم کرے مگر اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلائے ہوئے ہو آپس میں ملائے ہوں اور ہاتھوں کی سمت دشمن کی طرف ہو اس طرح کہ دم کا بوجھ دشمن کی طرف جاری ہو جائے حضرت شہنشاہ کو یاد کرے اور امداد طلب کرے تمام دشمن شکست کھا جائیں گے ایضاً برائے حصول رزق مسلسل۔ فجر کی نماز میں فرض اور سنت کے درمیان سورۃ اِذَا جَآءَ پنجاہ دفعہ پڑھے اور عشاء کی نماز فرض و وتر کے درمیان یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے اگر صاحب اولاد ہو تو ایک سو دفعہ اور اگر بے اولاد ہو تو ایک ہزار دفعہ پڑھے ایضاً برائے حب وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ایک سو بار پڑھے اور ہر دفعہ پڑھنے میں اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کرے اور تھوڑی سی مٹھی کھول کر دم کرے یہاں تک کہ سو دفعہ مکمل کر لے اور پھر مٹھی کو مضبوطی سے بند کر لے جب اپنے مطلوب کے نزدیک جائے تو مٹھی کھولے اور اس شخص کے دل کی سمت ہاتھ کر کے اپنے ہاتھ پر دم کرے ایضاً برائے برکت اور زیادتی رزق و غلہ یہ تین آیات قرآنیہ کسی مٹی کے کونڈہ یا برتن پر جسے پانی نے مس نہ کیا ہو لکھے اس کے منہ کو ننگا نہ کرے ڈھکنے یا دوسرے برتن کو اس پر رکھ دے اور تھوڑے سے غلہ پر بھی تینوں آیات دم کرے کہ ایک ذرہ بھر تھوک بھی اس پر پڑے اور یہ دم کیا ہوا غلہ ڈھیر یا ذخیرہ کئے ہوئے غلہ میں بکھیر دے اور خرچ کے لئے ایک شخص کے سوا دوسرا آدمی نہ جا کر لائے وہ باوضو ہو اور کسی پیمانے یا ترازو سے نہ تولے آیات کریمہ یہ ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے کلمات وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ تک پڑھے

اگر کسی نے بارش بند کر رکھی ہو اور اسے کھولنا چاہے تو چاہیئے نو یا دس اشخاص اپنے دائیں ہاتھوں کو کھڑے ہو کر آسمان کی طرف بلند کریں اور شہادت کی انگلی سب کی

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

اٹھی ہوئی ہو اپنی زبان سے بلا خوف و بے حجاب بلند آواز میں کاف کاف چند دفعہ
کہیں

ایضاً ایسی حدبندی کی لئے جس میں دشمن داخل ہونے نہ پائے:- اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر اپنے چاروں طرف جتنا چاہے تصور حد مقرر کر لے اور تصور کے مطابق انگلی گھمائے اور اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ کوٹ اسار یا محمد الرسول اللہ چاہے دروازہ ماریا اور اپنے تصور میں قلعہ مقرر کرے۔

ایضاً برائے دفع دشمن:- کھڑا ہو کر دشمن کی طرف منہ کرے اور بلند آواز سے بے پردہ ہو کر قصیدہ بردہ پڑھے

ایضاً برائے آلات جنگی از جانب دشمن:- وضو کرے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر لے اور ایک دفعہ پڑھ کر دم کرے وہ کلمات یہ ہیں کل تیراں تلواریں بند گان سکھ جان دیاوے دمنہ مند تہاں منہ" اگر رات ہو تو مندرجہ ذیل الفاظ کہے سکھ جان دیاوے رات مندر تہاندی رات"

ایضاً عین وقت پر مٹی کا ایک ڈھیلہ ہر دو ہاتھوں میں پکڑے اور ہر دو ہاتھوں کی مٹی کو محفوظ کر لے اگر بائیں ہاتھ کی مٹی کو جنگ اور خونخواری کرنے والے کے گھر میں ڈالے تو اس کا گھر بند ہو جائے اگر اس صورت کو دور کرنا چاہے تو اس گھر کی مٹی کھود کر علیحدہ کر دے اور دائیں ہاتھ کی مٹی اس کے گھر میں ڈالے

ایضاً اگر دشمن قریب تر آ گیا ہو تو سات دفعہ سورۃ قریش پڑھ کر اس کی طرف دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن مغلوب ہو جائے

ایضاً آیت کریمہ اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کاغذ کے پرزہ پر لکھ کر جس شہر میں

رہ رہا ہو اس میں درخت کی بلند تر جگہ یا کسی اور جگہ پر آیت کریمہ کو کھڑی شکل میں لکھے اور حروف کی سمت دشمن کی طرف کرے تو وہ شہر پر قدرت و غلبہ نہ پا سکے گا اور شہر کے لوگ غالب آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

ایضاً برائے مغلوب کرنے دشمن کے ! قصیدہ ہر روز تین دفعہ کہ خود پڑھے اور پڑھتے وقت اپنا منہ دشمن کی طرف کرے اور ہر دفعہ جب قصیدہ ختم ہو ہاتھ میں لکڑی پکڑ کر دشمن کی طرف زمین پر مارے اور دل میں دشمن کو عاجز کرنے کا تصور کرے۔

ایضاً اگر کسی کام کے لئے سفر اختیار کرے تو چاہیے کہ دہی کھا کر سفر شروع کرے۔

ایضاً ہر دنیاوی کام کے شروع کرنے یا کسی جگہ جانے کا ارادہ کرنے سے پہلے اس قطعہ کو دھیان میں رکھے کہ اپنے داہنے نتھنے کے سوراخ سے سانس شروع کرے اور اگر بائیں نتھنے سے سانس شروع ہو تو کام نہ کرے

ایضاً اگر دنیاوی کام کے لئے کسی شخص سے بات کرنا درکار ہو مشرق سمت منہ کر کے سنے اگر کوئی رکاوٹ آ جائے تو چہرہ جنوب کی طرف کر لے

ایضاً ظاہری جمعیت اور اولاد کے لئے ہر روز ہزار دفعہ درود ہزارہ پڑھے ایضاً طالب سالک کو چاہیے کہ جب تک منزل سلوک میں ہو کسی کے لئے دعا یا بددعا نہ کرے اگر کرے گا تو دعا کے بدلے دس یا بیس یوم اپنے وظیفہ سے منہا یا کم کرے اور اگر بددعا کرے تو چالیس روز اپنے وظیفہ سے کم کرے یعنی گھٹاوے اور یہ مدت پوری کرے۔

نکتہ:- اگر طالب حق کی باتیں سننے سے اپنے کانوں کو روک لے تو اس کے کام سازی دنیا کی باتیں سن سکنے کی اہلیت پا لیں گے اگر آنکھیں خلقت کو دیکھنے سے بند

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کرے تو آنکھیں اسرار (خفیہ) چیزوں کو دیکھنے کی صلاحیت پالیں گی اگر دنیاوی معاملات کو سنوارنے کا علم اپنے دماغ سے نکال دے تو علم الٰہی جو ہمیشہ سے ہے دکھائی دے، گا۔ اگر حب دنیا ترک کر دے تو حب حق تعالیٰ غالب آ جائے اور ان مرتبوں کا حاصل ہونا کثرت سے نوافل پڑھنے عبادت الٰہی میں مصروف رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔

نکتہ:- ہندی جدادی نکال تسوکیا کہی کال یعنی موت

نکتہ:- ولایت کے معنی تمام موجودات کا مالک ہونا ہے نہ کہ ملک و ملکوت پر قابض ہونا وغیرہ

نکتہ:- فقیر وہ شخص ہے جو خود ذات حق میں واصل ہو جائے باوجود اس مرتبہ کے حصول کے اپنے آپ کو بندہ شمار کرے۔

نکتہ:- ہندی پردتی وسکرتی پروان یعنی جو کچھ حکم ہو اور فرمان جاری ہو مرشد کے دربار سے اس کو۔ بہتر اور اشرف جانے اور مضبوطی سے اس پر قائم ہو جائے

نکتہ:- اولیاء کی عبادت یا مصروفیت اس دار فنا نکلنا ہوتا ہے جیسے سانپ کا اپنی کینچلی سے نکلنا نہ کہ موت کی غشی، نہ موت اور نہ جان کندن اور نہ اس کے سوا جو شخص کہ اہل کشف ہوتا ہے ان احوال صریحاً ظاہر کو دیکھتا ہے اور عام چیزوں کی طرح جانتا ہے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ یہ روایت اس بات کی گواہ ہے

نکتہ:- اہل طریق سلطان ابوالوقت ہوتا ہے اور دیگر یہ سب ابن الوقت ہوتے ہیں۔

نکتہ:- ہر وہ شخص جس کی نظر دیکھنے والی ہو گئی راستے کو دوسرے تمام طریقے جو

خاندانوں میں ہیں شفاعت کے محتاج ہیں۔

نکتہ:- دل کی تسلی شغل و تصور کے ساتھ تمام مراتب سلوک کے لئے لازمی طور بہتر و اعلیٰ ہے کیونکہ تمام مراتب اسی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔

نکتہ:- ہر بھید جو کہ خفیہ آنکھوں (باطنی آنکھوں) سے دیکھا جا سکتا ہے شیطان کو اس میں ہرگز دخل نہیں اور خواب کی حالت میں دخل اندازی کر لیتا ہے اس محویت کو جو کہ خواب کے قریب اس میں بھی

نکتہ:- دل کی شگفتگی اس خوشی سے حاصل ہوتی ہے جو طریق سلوک پر چلنے سے ملتی ہے اور دوسرے کے غم سے شگوفہ کی طرح مرجھا جاتی ہے۔

نکتہ:- صاحب سلطان ایسے طریق کو جس کا کوئی دوسرا مخالف ہو اور اس کی مخالفت ہرگز اس کے دل میں پریشانی پیدا نہ کرے اور خود کو شغل میں مشغول رکھے کہ کسی بھی طرح کی برائی اسے نہیں پہنچے گی اور کم نظر نہ ہو گا کیونکہ صاحب اختیار نے راستے کو دیکھا ہوتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے چشم نہانی سے دیکھتا ہے۔

نکتہ:- شروع میں جب طالب پر اسرار جلوہ ظاہر کرنے لگیں تو وہ طالبِ راہ اس چھوٹے درخت کی مانند ہوتا ہے جو اکیلا مضبوط نہ ہوا ہو اگر کسی کے حق میں دعا یا بد دعا کرے تو قبول ہو جائے گی لیکن وہ درخت جڑوں سے اکھڑ جائے گا چاہیئے کہ اس اختیار سے اپنے آپ کو دور رکھے اور جب کمال حاصل کر لیتا ہے بڑے درخت کی طرح اس کی جڑیں اور تنا مضبوط ہو جاتا ہے اور اکھڑ جانے کے خوف کا بوجھ نہیں رکھتا جو کچھ کرتا ہے مختار ہوتا ہے۔

نکتہ:- عقلمند و دانا شخص وہ ہوتا ہے جو تینوں عالموں سے آگاہ و باخبر ہو عالم ارواح

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کہ دنیا میں آنے سے پہلے اس جگہ تھا اور عالم دنیا اور عالم برزخ کہ وہاں جائے گا اور فقیر کو بھی اس علم سے بہت زیادہ آگاہ کیا گیا اور عام لوگ اس عالم سے جو اس جگہ جائیں گے خبر رکھیں گے اور ماضی و مستقبل سے نہیں اس عنوان سے برزخ میں بھی

نکتہ:- خاص عمل سے غیر کا خطرہ اور جہان کا شور و غل اس کی طبیعت کے گوشوں میں نہ جا سکے گا بلکہ اس کی بو تک نہ رہے گی

نکتہ:- عارف لوگوں کی اس دنیا میں ملاقات ایک دوسرے کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو اس دنیا میں ہیں زمین پر سفر کر کے جانے کی طرح نہیں بلکہ اس تصور کی طرح ہے جو کہ آنکھ جھپکنے کے ساتھ ہزاروں میلوں کا فاصلہ طے کر کے چلے جاتے ہیں اور واپس آ جاتے ہیں۔ اپنا جانا اور دوسرے کی طرف سے اپنی بات سے ثابت اور تحقیق شدہ ہے۔

نکتہ:- صاحب کرامت بننے کے عمل میں مصروف شخص کو چاہیئے کہ دنیوی خوف و خطرہ اور کسی وہم و وسواس کو دل میں نہ آنے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔ خاص طور پر جب منزل چہارم میں پہنچ کر کتنا طاقتور اور قوی ہو جاتا ہے کہ پھر اگر کوئی شخص دوسری طرف سے اس جگہ پہنچ جائے تو تمام دنیا ہلاک و برباد کر دے اور اس بات کو خاص طور پر محفوظ رکھے تاکہ مرتبہ کمال تک رسائی ہو سکے۔

چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسماء باری تعالیٰ کے تمام علوم اور سب کی طاقتوں کو جو کہ مقامات حالات اور منزلوں میں بدرجہ کمال و تمام میں رکھتے تھے باوجود اس کے ایک ذرہ بھر اس قوت کا اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر ظاہر نہ فرماتے تھے اور پوشیدہ رکھتے تھے اور ظاہری قوت کو جو شمشیر ظاہری سے عبارت ہے کام

لیتے ہیں اور جنگ کیا کرتے تھے۔ لہذا جناب رسول اللہ کی شریعت، اولیاء، اولاد و نسل کی ہمیشہ یہی رہے گی اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ نہ ہوتے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ کسی شخص کے بارے میں پریشان خاطر نہ ہو اور اسے دشمن نہ جانے کہ اصلی فاعل اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اگر کوئی لکڑی (لاٹھی) سے مارے تو اس لاٹھی پر ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں کہ اس کا مختار اور فاعل وہ شخص ہے اسی طرح بندوق ہے ناراضگی بندوق پر نہیں بلکہ بندوق کے مالک سے ہے اور اگر دشمن کے حق میں بد خواہی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھل نیکی و خوبی کا پائے گا۔

نکتہ:- عارفوں کے نزدیک بہشت مشغول عمل ہوتا ہے اور دوزخ عمل کو چھوڑنا ہے چاہیئے کہ رات دن اس میں مشغول رہے اور اس سے پرہیز کرے

مسئلہ اصحاب کہف:- بسم اللہ الرحمن الرحیم جس جگہ لکھے اس عنوان سے لکھے الٰہی۔ بحرمت یملیخا مکشلمینا کشفوطط تبیونس کشافطط بونس بوانس بوس اسم کلبھم قطمیر میدان جنگ میں سات دفعہ پڑھ کر دشمن کی طرف دم کرے تو دشمن انشاء اللہ تعالیٰ شکست کھائے گا اور کاغذ پر لکھ کر جھنڈے پر باندھے اور سامنے رکھے اور درد زہ کے لئے کمر میں باندھے اور جب پیدائش بچے کی ہو جائے تو جلد کھول دے اور اگر لکھ کر بازو میں رکھے گا تو زخموں سے بچا رہے گا اور جھنڈے پر کسی کپڑے میں لپیٹ کر یا کسی اور چیز میں رکھے یا کاغذ پر لکھ کر بلندی پر باندھے اسماء کی سمت دشمن کی طرف کر کے گیارہ دفعہ پڑھے۔ آلات جنگ کو تباہ کرنے کے لئے توپ کے قریب تر پہنچے تو گیارہ اسمائے مذکورہ آلات حرب بند کرنے کی نیت سے پڑھ کر دم کرے اور اگر پڑھتا رہے تو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhan

بہتر ہے اور اس اسم اعظم و معظم و مکرم پر جب عمل کریں اور اپنے ارد گرد دم کرے تو دشمن کی آنکھوں سے یوں چھپا رہے کہ دشمن جتنی بھی کوشش کرے ہرگز نہ پا سکے اور نہ دیکھ سکے اور لاکھوں مطالب اس اسم اعظم و مکرم کی وجہ سے جاری ہوں۔

عمل آیت کریمہ:۔ سفر پر جانے کے وقت یا جب جنگ کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو ایک بار پڑھ کر روانہ ہو تو صحیح و سلامت گھر واپس لوٹے گا اگرچہ موت آ چکی ہو آیت کریمہ یہ ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ

عمل برائے اولاد:۔ نئے ماہ پہلے اتوار باوضو ہو کر سورۃ انا انزلناہ انگلی کے ساتھ مع اعراب پہلے دن ظہر کے وقت کھلائے۔ یہاں تک کہ گیارہ دن رات اسمائے اصحاب کہف لکھ کر اس کے سینہ پر مارے اگر مہینے کے پہلے دن امیدواری ہو جائے تو بہتر ورنہ اسی طرح دوسرے اور تیسرے ماہ کرے

چیچک کا عمل:۔ کہ دانے کم نکلیں جب چیچک ظاہر ہو تو سورہ فاتحہ کو بسم اللہ سمیت بغیر نقطوں کے لکھ کر گلے میں ڈالیں

فراخ دستی و خوشحالی کے عمل کے لئے:۔ اس زمانہ میں سچی طلب جو کہ خالص ہو۔ بہت کم بلکہ فراخدستی کی طلب سے ملی ہوئی ہو۔ اس لئے کوئی شخص بھی اس بارگاہ سے خالی نہ جائے اس اسم کو اول و آخر درود فرض و وتر کے درمیان پانچ سو بار پڑھے اور چھ سو بار بعد نماز فجر پڑھے تو فراخ دستی حاصل ہو گی۔ اسم اعظم و مکرم یہ ہے "یَا مُغْنِیُّ"

عمل دفع تاپ:۔ آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ

الظّٰلِمِیْنَ کو ایک دفعہ لکھ کر گلے میں باندھے اور تین دفعہ لکھ کر پانی میں دھو کر ایک صبح پیئے اور ایک پھر صبح کے وقت اسی طرح پیئے انشاء اللہ شفا پا جائے گا۔

عمل دفعہ تاپ:۔ یہ دعا لکھ کر مریض کے گلے میں باندھے "علی شیر اللہ" کا پیارا نہ رہی تپ دوری نہ رہی تجارا نہارا ہمہ جو تا حق لا الہ الا اللہ پاک محمد رسول اللہ گلے میں لٹکاتے وقت یہ پڑھے کہ دہائی غوث پاک دی تاپا سدے نیڑی نہ آوی بعد میں یا محیط لکھ کر دائیں ہاتھ کی کلائی میں باندھے اور اگلے دن ہاتھ سے کھول کر بہتے پانی میں ڈالے اور یا محیط لکھ کر بائیں ہاتھ میں باندھے اور اس کو بھی بہتے پانی میں ڈالے اس کے بعد تیسرے دن یا محیطاً لکھ کر ہاتھ میں باندھے جس وقت صحت یابی ہو جائے دونوں کو کھول کر پھینک دے

عمل دفع درد سر:۔ مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر سر میں باندھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طِ طِ طِ طِ طِ طِ طِ یا کبیکج یا کبیکج

دیگر دفع سر:۔ شہادت والی انگلی سے درد سر کی جگہ پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرے اسی طرح چند بار کرے جسم میں جس جگہ بھی درد ہو اسی طرح کرے اوپر دی ہوئی ترکیب الفاظ

اَیضًا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کٓھٰیٰعٓصٓ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَہَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا لکھ کر سر پر باندھے انشاء اللہ شفا ہو گی

عمل دفع آسیب دشمن سورۃ قریش کو ایک ہزار ایک دفعہ اور آخر میں درود گیارہ دفعہ خود یا کسی سے پڑھا کر شہر کے گرد دم کرے انشاء اللہ دشمنوں کے شر سے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

محفوظ رہے گا۔

عمل:۔ بعد نماز فجر اکتالیس دفعہ اول و آخر تین دفعہ درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اسے چار قسم کی تنگی سے محفوظ رکھے گا۔ پہلی تنگی رزق دوسری دل کی تنگی تیسری تنگی قبر اور چوتھی تنگی حشر دعا یہ ہے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ○

عمل سورۃ اذا جاء:۔ اگر سو دفعہ اول و آخر درود شریف مذکورہ سورہ پڑھے اور مسلسل پڑھتا رہے یعنی ورد رکھے تو نصیب جاگ اٹھے اگر یاد الٰہی کے خاص وقت میں سات دفعہ پڑھے تو دین میں تقویت پاتا ہے اس سے مراد معرفت دین ہے اگر جنگ کے لئے سوار ہو تو جنگ سے پہلے سات مرتبہ سورہ مذکور پڑھے جنگ میں اس کو اللہ کی مدد حاصل ہو گی۔

عمل درود مستغاث:۔ زکوٰۃ اکتالیس دن آخری دن رات کو عمل کرنے اور گیارہ دفعہ استغفار اور تین دفعہ آیت کریمہ لقد جاءکم رسولنا رب العرش العظیم اس کے بعد تین دفعہ درود غریب اس کے بعد کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے مذکور درود پڑھے اس کے بعد تین دفعہ درود غریب پڑھے یہاں تک کہ چالیس دن اور اسی طرح کرے اور پڑھنے کی جگہ ایک ہی مقرر کرے پاک ہو کر کھانے میں زکوٰۃ کے طور پر اگر دولت مند ہو تو گھی اور گوشت ترک کر دے خصوصاً گوشت ترک کرے اگر غریب ہو تو یہ خود مسلسل پرہیز ہے اس راستے میں کوئی پرہیز نہیں۔ حضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی اگر صفائی رکھے بیداری اور جاگنے کی حالت میں دیگر اسرار بھی حاصل ہوں گے اور پڑھنے کے دوران ایک سفید و پاک چادر مخصوص طور پر اس مقصد کے لئے محفوظ رکھے اور پڑھنے کے وقت درود مکرم و

معظم اپنے سامنے پھیلا لے اور سچے دل سے جانے کہ حضرت سرور کائنات تشریف فرما ہیں اور آپ کا بیٹھنا شریف اس چادر پر ثابت ہے اور رغبت کا نہ ہونا ہمارے صاحبوں کا اسے اور اس کو یہ تھا کہ تمام صاحبان اپنے اوپر باطنی طور پر حالت سکرات لاگو کر لیتے تھے اور ظاہری حالت سجود کی ہوتی تھی اور اس ورد میں کل دعا و حمد جو حالت سکر میں تقاضا کرتی ہے جب اس کلمہ پر پہنچے تین دفعہ تکرار کرے کلمات یہ ہیں هٰذَا رَسُوْلُ جَدِّ الطَّیِّبِیْنَ اَلْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ دَاعِ مَظْهَرُ اللّٰهِ الْمُسْتَغَاثُ اِلٰی حَضْرَتُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اور پانچ دفعہ یہ۔ کہے خُذْ بِیَدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور اس جگہ پہنچ کر یہ پڑھے اَغِثْنَا یَا رَسُوْلَ الثَّقَلَیْنِ اَنْتَ حَقٌّ مُبِیْنُ اللّٰهِ الْمُسْتَغَاثُ حَضْرَتُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تین دفعہ پڑھ کر بعد میں پانچ دفعہ خُذْ بِیَدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور جب اس جگہ پہنچے مُطَهَّرُ بِنَا رَسُوْلَ اِلٰی رَحْمَتِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْمُسْتَغَاثُ اِلٰی حَضْرَتِ اللّٰهِ تَعَالٰی تین دفعہ پڑھے بعد میں پانچ دفعہ خُذْ بِیَدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بعد از ادائے زکوٰۃ بیٹھ کر پڑھے اور خوشبو کو لازم ٹھہرائے اور روزانہ منزل پڑھنے کی منازل تین ہیں ایک دفعہ اور تین دفعہ یا سات دفعہ اور اس منزل کو پڑھنے کے اوقات تین ہیں بعد نماز عشاء، اگر پڑھے تو دنیاوی کلام اس کے بعد نہ کرے اور وقت فجر یا وقت ظہر بعد ادائے زکوٰۃ اور اس کپڑوں کو جن کو پہن کر پڑھے صدقہ میں دے دے اگر ایسا نہ کر سکے تو اور ایک کپڑا دے دے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ایک آدمی کو کھانا کھلا دے۔

نکتہ:۔ اصل اصول یہ ہے کہ اپنے تیئں تمام اوقات اور تمام سانسوں کو تصور میں حاضر رکھے اور اوقات اور ان کے اسماء میں غیر حاضر نہ رہے کہ سامنے آنے والا وقت کشاد مطلب کے لئے بہترین ہے اور کشاد مطلب اس بات پر منحصر ہے ہر چند ابتدا

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

میں حال مشکل ہے کہ اکثر اوقات طالب اس سے بھاگ جاتے ہیں اور پریشان حال ہو جاتے ہیں چاہیئے کہ ثابت قدم رہیں اور مایوس نہ ہوں

تو مایوس نہ ہونا اگر وہ یار تجھے دھتکار دے اگر آج دھتکار دے اور کل نہ بلائے چونکہ ہر روز ہر وقت تیرا در پر منہ دکھانا ثابت ہو جائے تو پھر خود بلا لے گا اس کے بعد کوئی چیز تیری راہ میں رکاوٹ نہ رہے گی اور ہر وقت حاضری ہوتی رہے گی۔ حاضری میں رکاوٹ تیرے اعمال ہیں اور اس کے دفعیہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ہر وقت کسی دروازے پر آتا رہے گا اور نہیں چھوڑے گا اور دروازے پر آواز دیتا رہے گا تو جس وقت قبولیت کی گھڑی آئے حضور حکم موانعات کا ملتا ہے کہ یہ آنے میں رکاوٹ نہ ہو اس وقت سب کھڑے ہو جاؤ اور طالب کو مسلسل حاضری (حضوری) بغیر کسی تکلیف کے میسر ہوتی ہے جب اس مقام پر پہنچ گیا تو فنا فی الشیخ ہوا۔

نکتہ:- عمل کے وقت جو خطرہ ہو اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ حضوری حاصل ہونے سے قبل کھانے پینے کے یا دیگر اعمال کو بدل دینے کی کوشش کرے تا کہ نفس بے خطرہ ہو جائے اگر خطرہ اپنی طاقت سے باہر ہو تو خدا کے سپرد معاملہ کر دے اور اپنے دل کو اس سے بے فکر کرے۔

نکتہ:- اور جو صورت حال سامنے آئے اس سے واپس نہ لوٹے بلکہ خود کو اس میں داخل کرے اور خلقت سے پردہ نہ کرے مثلاً اگر سجود یا رکوع کی حالت ہو تو اسی طرح سجود میں بھی خلقت سے حجاب نہ کرے۔

نکتہ:- دعا کی قبولیت عامہ کا وقت وہ ہوتا ہے جب خلقت آرام کر رہی ہوتی ہے

چنانچہ قبولیت کا وقت زوال یا آدھی رات یا آخری حصہ رات یا ان کے علاوہ ہوتا ہے اور خاص قبولیت کا وقت وہ ہے جب کہ دل حاضر ہو اور حضور دل کا مطلب یہ ہے

بیت:- اگر عاشق معشوق کی یاد میں ہو تو اسے کوئی مخلوق یاد نہیں ہونی چاہیئے۔

نکتہ:- ہر امن کی حالت خوف کی متقاضی ہوتی ہے اور ہر خوف کی حالت امن کی طرف تقاضا کرتی ہے امن امن کی حالت میں خوف کی طرف بدلنے والی ہوتی ہے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ ساری رات جاگتا رہے

نکتہ:- قبولیت تین طرح ہوتی ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے دوسرے یہ کہ مرشد سے ہدایت پالے تیسرے اپنے مقصد کو پالے اور اللہ کی ذات میں واصل ہو جائے۔

نکتہ:- ابتدا سے آخر تک یقین کرنا چاہیئے کہ جو صورت سامنے آئے اس سے بددل نہ ہو

نکتہ:- زبان کی صفائی کی علامت (حیف زبان ہونا) یہ ہے اس وقت میں درستی زبان ہو سختی زبان کی اس راستے میں منع ہے خاموشی اختیار کرے اگر کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو جو بات سچ ہو کہے منصف کو درمیان نہ لائے اگر اس سچائی سے کوئی ناراض ہو تو ہونے دے۔

نکتہ:- اس مشرب میں کمال یہ ہے ایک سانس بھی رات دن میں ضائع نہ جائے۔

نکتہ:- ترک دنیا کا مفہوم اس سے محبت نہ کرنا ہے اور خود کو ہر شخص سے بیگانہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

جانا ہے

نکتہ:- دشمن کا بھی برا نہ چاہے کہ اس میں اس کی اپنی ہلاکت ہے اگر اس کے حق میں اچھی دعا مانگے گا تو دشمن جلد ترین ہلاک ہو جائے گا۔

نکتہ:- سید زادہ اگر کسی بھید کی بات سے منہ پھیرے تو ایسا ہو سکتا ہے اور راہ حق میں منہ نہیں پھیر سکتا اگر اس میں کوئی فتور ہو تو اس ماں کی طرف سے ہوتا ہے جو سید زادی نہ ہو۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ اپنے حاضر رہنے پر شکر بجالائے اور غیر حاضر ہونے پر غم وافسوس کرے۔

نکتہ:- چار موتیوں کی حد یہ مقام ہے تنہائی سے پیار کرے اور خلقت سے نفرت ہو جائے۔ یہ عمل جب درست ہو جائے تو چار موتیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

نکتہ:- دو چیزوں کو ترک کرنے کی ٹوپی جو سلسلہ قادریہ کا پہناوا ہے اس سے اشارہ حلق کو چھوڑنا اور کھانے کو چھوڑنے کی طرف ہے۔

نکتہ:- فقیر ایک ایسا شخص ہے جو خوشی کے موقعہ پر خوش نہیں ہوتا اور غم پر غمگین نہیں ہوتا نہ کسی کا دوست ہوتا ہے نہ کسی کا دشمن سرے کی طرح کسی کو اس سے گزند نہیں پہنچتا۔

نکتہ:- یقیناً ہر طالب کو چاہیئے کہ جیسے جو شخص کنواں کھودتا ہے اور اس کے دل میں ہرگز نہیں سماتا اور وسوسہ پیدا نہیں ہوتا کہ پانی زمین سے نکلے گا۔

نکتہ:- بھوک اللہ تعالیٰ کی کنگھی کرنے والی عورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی

ہے اور کپڑے کے سفید ہو جانے ٹیڑھی نہیں ہوتی اور اسی طرح باطنی صفائی باحس ہونے اور بھوک میں ہے (یعنی غربت میں)۔

نکتہ:- اگر نظر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے شرفیاب ہو جائے حیران نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے کافروں اور منافقوں نے بھی آپ کی زیارت کی ہے اور ایسے بہت سے واقعات اس سے پہلے ہو چکے ہیں۔

نکتہ:- آنکھوں کی پلکوں سے دیکھنا دھول آسمان کا بھی ایک پسندیدہ قسم ہے۔ ہر شخص جو اسرار کے نظر نہ آنے کی وجہ سے مایوس ہو چکا ہو اس طریقے سے اسے اسرار نظر آنے لگیں گے ہر پسندیدہ طریقوں کی تفصیل اور تعداد انشاءاللہ لکھی جائے گی۔

نکتہ:- رضاء الٰہی کے حصول کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ ہر حال میں راضی رہے اور آخری مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو رضا چاہنے والا تلاش کرتا ہے اور اسے عظیم قوت عطا کرتا ہے ہند تہان تول بلمارے چتری مونڈھے تران نترائیں اور اپنی قوت ہرگز خرچ نہیں کرتا ہے

نکتہ:- مرتبہ فقر حاصل کرنے کی محکم نیت کرے اور اپنے مرتبے سے ہٹ کر کسی دوسرے مرتبے پر ہرگز کھڑا نہ ہو اور خواہش نہ کرے

نکتہ:- محبت وہمت طالب کے دو بازو ہوتے ہیں اور سچائی سر ہوتا ہے۔

نکتہ:- ہر قلبی واردات جو طالب پر جلوہ نما ہو اس کی طرف توجہ کرکے اسے دیکھے اور اگر وہ واردات پردے میں چھپ جائے تو چاہیئے کہ حسرت اور افسوس نہ کرے اور اس کا منتظر بھی نہ ہو کہ اس واردات قلبی سے بہتر واردات قلبی جلوہ گر ہوگی

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- حصول دنیا کی خاطر اس کے حال لوگوں (مالداروں) سے دھوکہ و فریب اور حیلہ سازی نہ کرے اگر صفائی زبان (صیف زبان) کی منزل کو پالے اور اس مرتبے والا بن جائے کہ کچھ کہے وہ ہو جائے تو اس کو اپنی نوع (انسانیت) پر نہ لگائے اور اپنے تئیں اس سے بے کنار و فارغ رکھے بلکہ اپنے ہمت کو راہ حق تعالیٰ کی خبر کے حصول کا وسیلہ جانتے کے سوا کچھ نہ جانے راز حقیقی کے کشاد کے سوا توجہ نہ کرے کہ جب یہ چیز حاصل ہو گئی تو سب چیزوں پر قبضہ ہو گیا

نکتہ:- ہمت کو فتح کے قریب جانے

نکتہ:- اس راستے میں دشواری میں آرام و آسانی اور آرام و آسانی میں دشواری و محنت اختیار کرے تو ابدی راحت پائے گا اور ہمیشہ رہنے والا آرام نصیب ہو گا۔ جو شخص دنیا کی راحت اختیار کرے گا اس نے اپنے اوپر حل کا دروازہ کھول لیا اور راحت سے محروم ہو گیا

بیت:- جب کوئی دنیا کی خاطر محنت کرتا ہے تو مشقت کے جال سے خلاصی نہیں پاتا

نکتہ:- عارف کے جسد خاکی کے ظہور کی جتنی زیادتی ہو گی اتنا ہی اس کا جسد بڑھے گا یعنی اس کے عرفان کی وسعت بڑھتی جائے گی۔ مثلاً گندم کا دانہ یا کوئی اور کاشت کریں تو وہ مطلق ختم نہیں (فناہ) نہیں ہو جاتا بلکہ فناہ کا لباس پہنلیتا ہے اور اس کی حقیقت کی بنا پر ان دانوں میں جو خوشہ میں ہیں اپنی صورت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور کئی بن جاتے ہیں (لاتعداد بن جاتے ہیں)

نکتہ:- طریقت کے کام میں تسلی سے معمور دل ہوتا ہے اور جمیعت کا مفہوم یہ

ہے کہ دل عمل (زہد و تقویٰ) میں اس طرح مصروف ہو جائے کہ دنیوی و اخروی خوشی و غم کی گنجائش نہ رہے اول اول حال کبھی کچھ ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ جب اپنے عمل میں حد سے زیادہ کوشش کرتا ہے اور اپنے تئیں رات دن عمل میں مصروف رکھتا ہے تو تسلی دلی حاصل کر لیتا ہے۔ جس قدر سکون طبیعت حاصل ہو گا اسی قدر اسرار کا ظہور حاصل ہو گا۔

نکتہ:- اگر امور دنیوی کا بھی تعلق و واسطہ طالب حق سے ہو تو چاہیئے کہ نفع حاصل کرنے اور نقصان کے زیادہ کرنے میں اتنی زیادہ جلد بازی نہ کرے بلکہ جو کچھ اس میں وہ کرتا ہے وہ اپنے عمل (زہد و اطاعت) میں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کاموں کی تدبیریوں کی اور اس میں آسانی پیدا کرنا اپنے ذمہ کر لیتا ہے اور اسے دنیا کے تمام غموں سے فارغ کر دیتا ہے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد بغیر وہم و وسواس کے کی جائے تا کہ اسرار حق حاصل کرنے کے علاج و چارہ کے لائق ہو جائے۔

نکتہ:- بعض حاجی کہتے ہیں کہ میں نے فلاں بزرگ کو مکہ یا عرفات میں دیکھا ہے محض جھوٹ ہے کیونکہ وہ اس جگہ حاضر ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں لیکن باطنی آنکھوں سے عام دکھائی نہیں دیتے۔

نکتہ:- اگر مرید (طالب) میں شیطانی صفت نہ ہو اور پیر میں صفت خدائی نہ ہو تو وہ خدا تک رسائی نہیں پا سکتا اور شیطانی صفت یہ ہے کہ ارادہ باطن کا چھپانا اور پیروی اس کی ایسے کی۔ جہانوں اور جہاں والوں کا ہدف طعن بن گیا اور اپنے اوپر لعنت کا طوق گوارا کر لیا اور حکم کی ظاہری مخالفت کی اور باوجود اس کے بھید ظاہر نہ کیا اور مخالفت اپنے ذمہ لے لی اور پیر میں موجود صفت خدائی مرید کے ساتھ سلوک معاملہ کرتی ہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- مولا علی اے تمام نبیوں کے اسرار کے مالک عین علی اے عین ذات خدا تعالیٰ

نکتہ:- مرید اگر پیر کی جتنی زیادہ تعریف کرے گا اور اس کا علم نہ ہو یہ مرید کے حق میں جھوٹ نہیں ہو گا تیری تعریف کا حساب نہیں یہ پیر کی شان ہے۔

نکتہ:- طریق اعظم میں ہر چاروں اسماء کے چار فرشتے مو کل ہیں کہ مرید دو آنکھوں اور دو کانوں نے ہدایت کے راستے پر بیٹھتے ہیں اور دل سے اندر داخل ہونا نہیں چاہتے۔

نکتہ:- دین و دنیا کے کاموں کی سپرد داری ان چاروں فرشتوں کے سپرد ہے اسی سبب سے اس عمل کے مالک کو دونوں جہانوں کا کوئی آسیب یا برائی حائل راہ نہیں ہو سکتے۔

نکتہ:- معاشرہ کے لوگ خاص طور پر اس طریق کو جو حال و مقام پر کوئی مرتبہ نہیں رکھتے اگر کبھی فیض روحانی اس پر منکشف ہو تو طلبی خواہش نہ کرے کیونکہ اس کی طرف متوجہ ہونا ایسے شخص کی طرح ہو گا جو کہ بادشاہ سے تو محبت رکھتا ہے اور بادشاہ اور سب لوگوں سے محبت رکھنے کی وجہ سے بادشاہ بھی اس کو لائق صحبت نہیں سمجھتا اور وہ بادشاہ سے ایک سوئی بھی مانگ لے تو بادشاہ کے دل میں اس کے متعلق یہ بات پہنچے گی یہی قیاس کرتا ہے وہ ذات حق کے طالب کی اور ہمارے لئے اس میں پینے کی چیز ہے۔

نکتہ:- یہ حیران کن اور بہت بڑی بات ہے اور اہم جو کہ تمام مرتبوں کا مجموعہ ہے اور راز ذات کو منکشف کرنے کے لئے چاہیئے کہ طالب (مرید) اپنے سر اور گردن کو پست رکھے اور سلامت روی و تسلیم و رضا میں قناعت کرنا اور اپنی طلب کو ختم کرنا

ہے جب یہ صورت حال میسر ہو جائے تو کوئی گزند اور برائی اسے نہیں پہنچے گی۔

نکتہ:- شیخ یعنی ہو کے سامنے مُوتُو قَبلَ اَنتَ مُوتُو ہو جائے مرید مر جائے یعنی اپنا اختیار ختم کر دے اور سب کچھ شیخ کے حوالے کر دے اور سونے سے قبل ایسے مشغول عمل ورد ربانی ہو کہ اس انہماک حاصل کر لے اور نیند کی طرح حواس ظاہری کی معطلی نمایاں ہو۔

نکتہ:- حوصلہ و ہمت کی زیادتی طریقت کے معاملے میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے

نکتہ:- پیر کی خدمت میں حاضر ہونا اور خدمت کا بجا لانا دو قسم کا ہوتا ہے ظاہری و باطنی روحانی جسم میں ہر دو میں رات دن کا فرق ہوتا ہے وہ خلل و علت کے ساتھ اور یہ بغیر علت اور بغیر تکلیف کے اس لئے عارف لوگوں نے اس کو منتخب کیا ہے۔ اس کی مثال حباب کے تعین کے سلسلہ میں جان لے کہ دریا کے خلاف ہوتی ہے بلکہ عین دریا کی طرح ہوتی ہے اور دریا بالکل حباب نہیں ہوتا خاص چیز کو مطلق عام کرتا ہے۔

بیت:- ساقی گویا اور ساقی سب اسی ذات مطلق میں سے ہیں پانی و مٹی کا خیال اس راستے کا ایک بہانہ ہوتا ہے۔

نکتہ:- شریعت مخفی ہوتی ہے اور طریقت و حقیقت ظاہر ہوتی ہیں جیسے اللہ کی مخلوق کا نکاح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سب لوگ نہیں جانتے نہ نام اور نہ نشان ہی کچھ عرصہ کے بعد رہتا ہے اور مجنوں کا لیلا کے ساتھ نکاح اور دوسرے عاشقوں کا حال ظاہر و نمایاں کے ساتھ اور مشہور ہوتا ہے حال و مستقبل میں چنانچہ عارف لوگوں کی قبر کی مٹی قیامت کے آنے تک جہاں اور جہاں والوں کی سجدہ گاہ ہوتی ہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

رسمی و ظاہری عالم جب مرجاتے ہیں ان کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ اگر غیبی فیض کے طفیل ظاہری فیض حاصل ہو جائے تو کانوں سے سن کر آنکھوں میں اس کو ترکیب دینی چاہیے۔

نکتہ:- مرید (طالب) کو چاہیے کہ دنیا اور اس کی چیزوں کے متعلق جناب باری تعالٰی کے حضور عرض نہ کرے یا (اپنے مرشد سے نہ مانگے) اگر ایسا کرتا ہے تو ایسا رہتا ہے اپنے بیٹھنے کا مقصد اور بیان کا منشا۔ خوشحالی سے پہلے بیان کردے اور یہ عارفوں کے نزدیک بہت قبیح قابل تضحیک اور بدنما ہو جاتا ہے۔

بیت:- خدا سے اس کی رضا کے علاوہ طلب کرنا گویا پھول بو کر وسواس میں اضافہ کرنا ہے۔

نکتہ:- بعض عارف لوگوں سے شراب پینے کا کام وقوع پذیر ہوا اس کا سبب اس یار (رب) کے چہرے کا پرتو دیکھنا تھا یا اس مستی کو اس خدائی مستی سے دوست بناتا تھا تاکہ زیادہ ہو جائے یہ مستی۔

بیت:- اے ہماری مسلسل شراب نوشی کی لذت سے بے خبر ہم نے تو پیالہ میں یار کے چہرے کا عکس دیکھا ہے

نکتہ:- غلبہ مستی یہ ہے کہ نیند کی طرح غالب آجائے اور کام سے بھی باز رکھے اور اس حالت کو اپنے سے دور رکھنا چاہیے یا صاحب نشہ اقدام کرے یا صاحب نشہ اپنے تئیں بھگانہ لے جائے یعنی حواس باختہ نہ ہو اور اس مستی پر فخر نہ کرے کہ یہ مستی بھی غنیمت ہے۔

نکتہ:- اگر زمین سے آسمان تک سونا ہی سونا اور چاندی ہو جائے تو اس سب کچھ کو

خدا کی راہ میں خرچ کردے راہ حق میں اور ایک لمحہ سچے دل سے اللہ کو یاد کرے

فرد:- پیٹا بادشاہی کے تیس سالہ دور سے یہ بات مکمل کر سمجھ میں آگئی کہ ایک لمحہ بھر کے لئے خدا کی یاد میں رہنا حضرت سلیمان جیسی بادشاہت پالینے سے۔ بہتر ہے وہ یاد الٰہی ہر شاہی یاد سے۔ بہتر ہے اور یادِ مولا سب سے افضل ہے۔

نکتہ:- شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کی طرح خالص تھی اور رسمی عالموں نے جو نظری و عقلی دلائل مانند پانی کے تھیں انہوں نے ان کو دودھ میں داخل کیا تو نہ دودھ اپنی حالت پر قائم رہا اور نہ پانی جب حضرت مہدی ظہور پذیر ہوں گے پانی کو دودھ سے باہر نکال دیں گے تو دودھ جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٗ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اپنے حال پر قائم و باقی رہ جائے گا اور تمام مذاہب منسوخ ہو جائیں گے۔

نکتہ:- اگر مرید کمال کا حوصلہ رکھتا ہو تو پیر کے مرتبہ کے برابر ہو جاتے یا اس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ تو جائز ہے اور حوصلہ سے اسرار کے ظاہر نہ کرنے یا کرامت کے ظہور نہ کرنے کے معنی ہیں اور ظہور کرامت کرنے میں یہ (مرید) گھاٹا میں آجاتا ہے اور وہ زیادہ گھاٹے میں آجاتا ہے یعنی پیر حرام کا صادر ہونا اسرار کے روکنے کا باعث واقعہ ہوتا ہے۔

نکتہ:- عبادت الٰہی میں مصروف (صاحب شغل) کو جو اس طریقے میں ہو چاہیے کہ ظاہری اسباب پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرے بلکہ تمام چیزوں کو چاہے دنیا ہو یا آخرت اور اسرار الٰہی جو کہ بے شمار ہیں تمام کو اپنے وظیفہ طاعت میں یقین سے جانے اور کلی اعتماد اپنے کام پر کرے کہ سب کچھ اس شغل سے ہی ہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- سکون و حقیقی آرام دل کا سکون و آرام ہے دوسرے تمام آرام و سکو
خلقت کے نزدیک ہیں ان کو آرام سمجھتے ہیں یہ عین بے آرامی ہے۔

نکتہ:- اگر جاگ رہا ہو اور شغل سے غفلت نہ کرے اس وقت زندہ نہیں رہتا بلکہ
مردہ ہوتا ہے اور اگر شغل (عبادت) میں نیند غلبہ کرے اور نہ سوئے تو بھی مردہ ہو
ہے۔ زندہ اس وقت ہوتا ہے جب آنکھ جھپکنے کے لحظہ میں غافل نہ ہو اور یہ حقیقی نما
ہوتی ہے۔ اس کی حفاظت اس حد تک لازمی ہے کہ اگر تسبیح پڑھ رہا ہو تو دانے
پھیرتے وقت ان دانوں کی طرف توجہ کرلے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اس مرتبے کا
حصول قصد اور شغل میں بے شمار اور بہت زیادہ مصروفیت سے حاصل ہوتا ہے۔

فرد:- خدا کے سوا ہر خیال کو چور سمجھ اور سالکوں کی زیارت کے لئے اس کو فرض
سمجھ۔

نکتہ:- اس کے درمیان خواب برائی ہے اسرار کا منکشف ہونا سوائے بیداری کی
حالت کے نہیں۔

نکتہ:- جال یعنی وہ جالی جس سے مچھیرے مچھلیاں پکڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی را
چار قسم کے ہوتے ہیں پہلا جال شریعت

بیت:- اگر تجھے پیر مغاں آتش خانے کا مجاور تجھے حکم دے تو شراب سے لباس
کو رنگ لے کہ سالک منزل کے طور و طریقوں سے بے خبر نہیں ہوتا دوئم جال شر
سوئم جال فضیلت چہارم جال دنیا کہ اس سے مراد حب دنیا ہے۔ جو شخص عمدہ چیزوں
کو پسند کرتا ہے عارفوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے اگرچہ اس کو اس دنیا میں کشف
اسرار حاصل نہ ہوا ہو

نکتہ:- اللہ تعالیٰ کے بے شمار خزانوں کے قفل کی چابی یہ شغل ہے۔

نکتہ:- ذکر اور مشاہدہ ایک جگہ جمع نہیں ہوتے کیونکہ ذکر ابتدا مسند کی جیسے کہ
گلاب کا پھول جب کہ مذکور ہو دیکھنے کی چیز پس اگر ذکر کرنا جائز نہ ہو تو کیسے جمع
ہو سکتے ہیں۔

نکتہ:- قادری سلسلہ کے پسندیدہ رنگوں میں سے سبز اور سرخ رنگ ہوتے ہیں اور
حضرت عالی شان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوتے کہ کبھی تو سیاہ پشم کا
لباس پہننے حضرت حیات المیر نے اسی رنگ کا لباس دیکھا تھا اپنے پیر و مرشد کی
پیروی کے سلسلہ میں تھا۔

نکتہ:- موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنا جس شخص کو موت سے پہلے موت کا مقام
حاصل ہو جائے اسے اس کے بعد موت نہیں آئے گی۔ وہ نہیں مرتا جس کا دل عشق
سے زندہ ہو جائے دنیا کے دفتر پر ہمارا ہمیشہ رہنا لکھا ہوا ہے۔

نکتہ:- ہمارے پیر نے ہمارے حق میں کہا کہ وہ اعلیٰ مرتبہ ہو گا

نکتہ:- تصور کے غلبہ میں اگر شغل عبادت ختم ہو جائے تو اس سے یہ مراد لی جائے
گی کہ وہ اتنا عاجز و تھکا ہوا ہے اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے

نکتہ:- یہ چیزیں بہت بڑی جانتا ہوں اور اہم اور تیز ترکش میں اپنے مقصد کو پا
لیتا ہے کیونکہ طالب کے لئے اطراف اور میدان برابر ہوتے ہیں یعنی جس طرح بیداری
کی حالت میں اپنے تئیں مشغول شغل جانتا ہے نیند کی حالت میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے
اور اس درجہ کے حصول کے راستہ میں چار خطرے ہیں جب کہ دل میں تمنا ہو پہلا سو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

جانا اس میں یہ خطرہ ہے کہ اگر بجھ نہ جائے اور دوسرا خطرہ بات کرنا کہ اتنی بات چیت کرے کہ اسم باری تعالیٰ اور تصور میں رکاوٹ نہ بنے اور ذکر بے معنی نہ ہو جائے

نکتہ:- خلل اس بات میں ہے کہ تیری خدمت میں حاضری کے قید کی حالت ہوتی ہے اور ضرورت سے زیادہ کسی سے بھی بات نہ کرے اور خطرہ یہ ہے کہ اس میں جو چیز ناموافق طبیعت ہو سننے میں یا اس کے علاوہ حال میں رکاوٹ بنے اس کو بہت غیر حاضری جانے اگر تمام وقت حاضر رہے اور طبع کے خلاف کوئی چیز حائل راہ نہ ہو گی چوتھے کھانے کی لذت پینے کی لذت، سننے کی لذت، دیکھنے کی لذت، پہننے کی لذت سامنے نہ آئے اور جب درجہ برابر ہو جائے پیر کے طفیل نیند اور بیداری میں تو جو کچھ چاہے کرے کیونکہ وہ کل موجودات کا اختیار حاصل کر لیتا ہے اور اسم اعظم کے چاروں درجوں پر بااختیار ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- شغل عبادت میں اتنا مشغول ہو کہ خلقت کی بات نہ سمجھے اور اگر سوال کے مطابق جواب دے دے تو ان کے اعتقاد نہ رکھنے پر شک نہ کرے بلکہ خلقت عین اعتقاد کا سبب بن جائے گا اور ہمارے پیر اور ہادی ابتدائی حالت میں چھوٹی عمر میں اسی حالت میں تھے۔

نکتہ:- ابتدائی حالت میں طالب حق تعالیٰ کنویں کی طرح ہوتا ہے کہ جب تھوڑی سی گندگی سے ناپاک ہو جاتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ اس کا پانی نکال دیا جائے تاکہ پاک ہو جائے اور طالب کے باطن کا پلید ہونا غیر سے محبت کرنا ہوتا ہے اور اس شغل کی بنیاد دل کی صفائی ہے اور غیر کے خیال سے بھی دل پلید ہو جاتا ہے اور اس کی پاکی شغل زہد و ریاضت ہے اور طالب کو ہر وقت یہ صورت حال درپیش رہتی ہے کہ سے دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے کسی گندگی کا اسے ڈر نہیں ہوتا کہ ہر وقت پاک

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ہوتا ہے۔

نکتہ:- بندہ کو یاد کرنا اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد لازمی ہے جب کوئی بندہ اپنی یاد کر کے جان گیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یاد کیا ہے اسپر بندے پر لازم ہے کہ اس کے بعد کسی شخص کو اور کسی بھی طرف رجوع نہ کرے اور مشغول نہ ہو بلکہ ہر وقت اور ہر حال میں مشغول یاد الٰہی رہے تاکہ اصلی مقصود کو پالے اگر حق کے راستے میں غیر کی طرف رجوع کرے اور کبھی کبھی غفلت سے اسی حالت میں رہے کہ مالک اپنے غلام کو بلائے اور وہ غلام اپنے آنے میں دوسرے کام میں مصروف ہو جائے اور منہمک ہو جائے اور اس صورت میں مالک کے دل میں غلام کے بارے میں کیا رائے ہوگی اسی پر اللہ تعالیٰ کا طالب اپنے بارے میں قیاس کر لے میری بات کو سمجھ

نکتہ:- اگر طالب سے راستہ چلنے میں کوئی ادنیٰ حرکت ظہور پذیر ہو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے سو قسم کی رکاوٹیں آئیں گی اور ہیچ کے معنی اپنے وظیفہ یا فرض سے غافل ہونا ہے چاہیئے کہ آنکھ جھپکنے کے لحظہ میں کارِ طاعت سے غافل نہ ہو۔

نکتہ:- جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کو تخلیق کیا تو حکم دیا کہ تمہیں دنیا کے گھر میں بھیجیں گے تو مجھے یاد رکھو گے یا نہیں؟ سب نے جواب دیا کہ آپ کو بھولیں گے نہیں۔ جب اس دنیاوی جگہ پر آ گئے تو چوبیس ہزار افراد رات اور دن کے لئے مقرر ہوئے۔ اگر تمام انفاس اللہ کی یاد کے وعدہ کے خلاف نہ کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یاد کی سانسیں کم ہوں تو گھاٹا کھا گئے اگر زیادہ ہو گئے تو تکلیف میں پھنس گئے اور گزرے ہوئے زمانے کا تدارک ہو گیا اور کسی خاندان میں موت کا علم نہیں ہوتا مگر اس ذات پاک میں تقدیر بلکہ اس پر فائدہ ہے اور اس حال میں بھی خاص طریقہ سے جو کہ اس جناب میں موجود ہے اگر یہ عنایت ہو جائے تو علم حاصل ہو جائے گا چاہیئے کہ اپنی نظر

کو سر اور سانس پر نہ جمائے بلکہ اپنے فقر کے حصول پر مکمل کرے۔ یادِ الٰہی میں گزرا ہوا ایک نفس تختِ سلیمانی کے حصول سے بہتر ہوتا ہے اور اپنی نظر اس بات پر لگائے کہ یہ بھی آخرت کی فکرمندی کی طلب کا ذریعہ اور سبب ہے۔

نکتہ:- فنافی المرشد کا مرتبہ کثرتِ تصور سے حاصل ہوتا ہے اور یہ پہلی بات ہے اور جب یہ مقام عطا ہو جائے تو ہر درویش ہر جگہ پر اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہے اور غیر کا تصور نظر سے اٹھ جاتا ہے اور وہ غیر کو دیکھتا نہیں اس کے بعد فنافی الرسول اور فنافی اللہ کا مقام حاصل ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- سلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عارف کا میلانِ طبع طریقِ حق پر چلنے سے اس میں سے برکت دور ہو جاتی ہے اگر توجہ اور رجحان عطا پر ہو تو برکت کا پھل پیدا ہو جاتا ہے

نکتہ:- عارف باللہ کو جب اللہ تعالیٰ خود مختار کی تجلی عطا ہوتی ہے تو خلقت کے لئے اس کی آنکھ کا کانٹا بننا مشکل ہو جاتا ہے

نکتہ:- ہمارے ہادی اور آقا حضور پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کا مشروب ملامت تھا مجھے کہا بدلے کی چیزیں سو یا سینکڑوں تھیں تم نے کسی ایک کا تبادلہ نہ کیا اس سلسلہ میں عرض کیا حکم ہو تو میں تبادلہ اپنی ذات کے بدلے کر لوں پس اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہوتے سوائے سختی کے تیرا رونا ایسا ہے جیسا کتوں کی آواز۔ تم پر اتنا لازم و کافی ہے محبت و پیار رکھتے ہیں مگر کسی سے نہیں کرتے ارادہ خدا کا کرتا ہے اور خدا ہی کرواتا ہے اس کی نظر ذاتِ حق پر ہونی چاہیے نہ کہ خلقِ خدا پر اپنے حال کی ابتدا میں اس مقام پر ہو جن پر اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ پر راضی ہوتے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

انسانوں میں ملے کسی سے بات نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ ان سب کو حیوان نظر آتے تھے اور حیوانوں سے کیسے بات کی جا سکتی ہے اس مقام پر ایسا ہو جا جیسا تو پہلے تھا۔ میں تمنا کرتا ہوں پس میرے ساتھ اس میں وفات میں برابر ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- باطن کی خبر کی تین اقسام ہو سکتی ہیں ایک الہام جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اس کی شکل ہوتی ہے دوسرے القا جو کہ دل میں ہوتا ہے تیسرے اسماء کی شکل کہ لفظ بغیر شکل کے معلوم اور سمجھ میں آ جاتے ہیں اور یہ تینوں اس منزل میں طالبِ حق پر ظہور کرتے ہیں لیکن اگر وہ چاہے تو اپنے دل پر توجہ کرے تو ان تینوں میں سے ایک مشہور ہو گا بلکہ فرشتہ کی طرف بھی توجہ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ بھی تو غیر ہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ غیر کیطرف اتنی توجہ نہیں دینی چاہیے ان کاموں کے ظہور کا وقت ہاتھ آئے گا کیونکہ بے قراری کے خوف کا خطرہ درپیش ہو گا اس کے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا۔

نکتہ:- ہر چیز تیرے زہد و تقویٰ کے کام میں رکاوٹ ڈالنے والی ہو وہ چیز اور وہ فعل طالب کے حق میں حرام بلکہ عین کفر ہے خواہ نیک ہو خواہ بد اگرچہ نماز، روزہ اور قرآن کا پڑھنا ہی کیوں نہ ہو یا اس کے علاوہ ہر وہ چیز جو تجھے اللہ کے سوا اپنی طرف متوجہ کرے وہ قابلِ تمسخر ہے اگر خدا تجھے اسبابِ ظاہری دے دے یا ان اسباب سے محروم کرے دونوں صورتیں برابر ہوں گی اس وقت اللہ تعالیٰ طالب کی مرضی پوری کرتا ہے اور اس کا عاشق بن جاتا ہے اور بعض اوقات یہ صورت میسر آ جاتی ہے کہ کسی شغل (زہد و ریاضت) میں مصروف ہو اور یہ بے خودی اس کو بہت بڑے دریا کی مانند کر دے کہ جو چیز اس میں گر پڑے اپنی حالت پر پاک نہیں رہتی۔

نکتہ:- تمام مراتب کی حاوی و برتر و اعلیٰ ہوتا ہے کہ نیند اور بیداری اس کے لئے

یکساں ہو جاتی ہے یعنی ایک سانس بھی غافل نہیں ہوتا۔

نکتہ:- اس کے لئے تصور کے متعلق فرماتے ہیں کہ مرید کے دل سے پیر کی طرف کھڑکی کھل جاتی ہے کہ ہر واردات قلبی اس میں سے مرید پر تصور و آخر تک کھول دے جو ہمیشہ کے لئے حضوری کا مقام ہے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ فقیر کی رضاء کے سوا کوئی چیز نہ طلب کرے اس مقصود کی خاطر کثرت سے سوال کرنا بھی نامردی کی علامت ہے کہ کوئی آدمی سوال کرے مقصود کو پا نہیں سکتا بلکہ راستہ چلنا اور منزل کو طے کرنا بھی نہیں ہو پاتا

نکتہ:- علماء کے علم کی اعلیٰ اور افضل چیز عربی کا علم ہے اور سب طریقوں میں سے افضل واعلیٰ یہ طریق خاص ہے۔

نکتہ:- عمل زہد و تقویٰ میں تسلی و سکون کے لئے پیر کا دیکھنا بہتر ہے۔

نکتہ:- اگر تجی واردات قلبی ظاہر ہوں تو اس کے نور سے جل جائے اور اس پر نظر لگا دے اور جتنا بھی ضروری کام ہو اپنے کام سے نہ اٹھے

نکتہ:- جس قدر بھی تیرے زہد و تقویٰ میں غیبی واردات شور مچائیں اور جوش و خروش دکھائیں ان کا جائزہ لے گا چنانچہ پیر کا کلام سننا اور اسرار الٰہی کا دیکھنا اور غیر کی محبت کا دل سے نکلنا شوق کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

نکتہ:- طالب جس قدر بے معنی مطلق کو چھوڑ دے گا حقیقی کلام کا اس پر انکشاف ہو گا اور سوال و جواب کر سکتا ہے اور قادر ہو جاتا ہے اور ہر دنیاوی لذت کو ترک کرنے سے اس کے مقابلے میں حقیقی لذت پیدا ہو جاتی ہے اگر کسی مجلس میں ہو

تو لوگوں کے کلام کی طرف کان نہ لگائے آہستہ آہستہ اس قابل ہو جائے گا کہ عام لوگوں کی باتوں کو نہ سننے کے قابل ہو جائے

نکتہ:- تینوں اشیاء کی انبیاء تمنا کرتے رہے ہیں ایک یہ کہ اپنے نفس کی بات نہ کرے دوسرے یہ کہ نیند و بیداری کی حالت میں اس کی یادداشت یکساں رہے تیسری بات یہ کہ کھانے کی لذت جاتی رہے کہ میٹھے اور نمکین چیز کی تمیز نہ کرے (تمیز نہ رہے)

نکتہ:- حقیقی کعبہ کا دیکھنا جو کہ دل ہے اور دل کا صاف ہونا آئینے کی طرح ہے اور خودی وانا کا دور ہونا شغل عبادت میں اور حاضر رہنا ممکن ہو جاتا ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اس طریق کا غم طالب کے لئے عشق کا زنگار دور کرنے والا ہوتا ہے۔

نکتہ:- دنیاوی گھر میں تعلیم و تلقین کا سلسلہ دونوں جاری ہیں اور موجود اور عالم برزخ میں تلقین کا طریق ختم ہو جاتا ہے اور تعلیم جاری ہو جاتی ہے۔

نکتہ:- سلوک کی ابتدائی منزل میں طالب بہت آہستہ چلتا ہے اور جو اسماء میں سے کوئی اسم تجھ پر القاء ہو جائے تو تیز رفتار گھوڑی پر سواری کر کے راستہ چلتا ہے طالب کو چاہیئے کہ اپنے خزانے کو جمع کرے اس میں سے ایک ذرہ بھر بھی خرچ نہ کرے یعنی کرامات و اسرار کو ظاہر نہ کرے اور دعا و بددعا نہ کرے مبتدی جب برائی سے باز رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے قدم مضبوط رکھتا ہے اس کے حاصل ہوتے ہی مجیب الدعوۃ ہو جاتا ہے اس حالت میں چاہیئے کہ دوست و دشمن میں سے کسی کے حق میں دعا یا بددعا نہ کرے تاکہ خزانہ کرامات باطنی جمع ہو جائے اور جب صاحب کرامت بن جائے تو ہرگز ظاہر نہ کرے اور خرچ نہ کرے تاکہ خزانہ باقی رہے اور

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

اولاد کے کام آئے۔ اگر خرچ کر دے تو خالی ہاتھ ہو جائے گا اور ابدی محرومی کا سامنا کرے گا اور اس کی اولاد بھی محروم رہے گی۔

نکتہ:۔ اسم ذات کا ذکر تیرے آرے کی طرح ہے کہ پردہ و حجاب کو چیر دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے اور تجلی اور صفائی عطا کر دیتا ہے یا صاف رہتا ہے۔

نکتہ:۔ وہم میں اس وقت آتا ہے جب کہ اس اسم کے معنی جو خلق میں مشترک ہیں اس کو چھوڑ دے مثلاً: اسمِ علیم جب تک دنیا کی تدبیر کے علم کو نہ چھوڑے پر تو علم ظاہر نہیں ہوتا اور اسی قیاس پر اسمِ سمیع ہے جب تک خلقت کے کلام کو سننے سے کان بند نہ کرے اللہ کا پرتو دل کے کانوں پر نہیں پڑتا

نکتہ:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی کا سبب اسے جان وہ بہادر آدمی ہے کسی کی عقل کام نہیں آتی نہ کوئی فریب ہی کام آتا ہے۔

نکتہ:۔ کار زہد و ریاضت میں تسکین دل بہتر ہے شہود کے مقابلے میں مگر شہود یعنی اللہ کو حاضر و ناظر یقین کلی سے جاننا بہت پیاری بات ہے۔

نکتہ:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرور کائنات ؐ کا عین علم ہیں میری بات کو سمجھ لے۔

نکتہ:۔ اولیاء کی مدد اپنی اولاد کے لئے عنایت الٰہی سے ہوتی ہے لیکن اعتقاد شرط ہے ورنہ نہیں۔

نکتہ:۔ نقش اسم اعظم کا مالک شخص جتنا زیادہ یاد کرے گا اتنا ہی اسے یاد رکھے گا۔

نکتہ:۔ وَسُبْحَانَ حَنَّانٌ یعنی اللہ تعالیٰ تک رسائی اور حال کا خیال رکھنا یعنی حال حاصل ہوتا ہے۔

نکتہ:۔ اسم ذات اللہ الصمد ہے۔

نکتہ:۔ بیان کرنا اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر دیکھنا اور زمانے کو آنکھ بنا کر اور دل کی توجہ اپنے باطن پر رکھنا اور دنیاداری کا خیال رکھنا عارف لوگ سودا کہتے ہیں اور سماع داری کا بھی خیال ہے

نکتہ:۔ طالب اگر اسرار کا مشاہدہ کرلے اس غیر مشاہدہ نہ جانے یہ بے وقوفی ہے کہ ظاہر ذات کو اپنے سے سوا جانے اور اپنے تئیں کچھ جانے بلکہ بغیر بندہ کے وہ ذات خود ظاہر نہیں رہتی وہ جو کچھ دیکھتا ہے عین اپنا آپ سمجھتا ہے یعنی اپنی ذات سمجھتا ہے

نکتہ:۔ مرید طالب حقیقت کو چاہئے کہ غم کو معدوم سے ظاہر کرے اور خوشی کو حضور ذات سے

نکتہ:۔ روح کی نماز میں اس دنیا کو فانی و فراموش کر دے چنانچہ سابقہ یعنی گزرے ہوئے زمانہ کو بھول اور نماز پڑھنے کی جگہ کعبہ ہو دل کی محبت کے ساتھ

نکتہ:۔ جناب رسول اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے مراقبہ کی قسمیں دس ہیں ان میں سے پانچ یہ ہیں ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ دوسرے عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تیسرا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ترجمہ:۔ وہ مردہ ہے اور وہ سب مرنے والے ہیں چوتھا قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ پانچویں اَللہُ الصَّمَدُ

نکتہ:۔ عارفوں کے نزدیک حشر دل کا زندہ ہونا ہے لیکن عام لوگوں کے نزدیک

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

حشر شہور موقعہ عذاب، سزا، ناراضگی وغیرہ وغیرہ اس میں تحقیق ہو چکی ہے تمام خواص آزاد پر

نکتہ:- طالب مولیٰ کو چاہیے کہ کوئی دنیاوی خواہش نہ کرے اگر کرتا ہے تو وہ د کا بندہ ہے۔

نکتہ:- شوقِ الٰہی کی خاطر رونا دل کو روشن کرتا ہے اس کے سوا رونے سے دل بـ ہوتا ہے

نکتہ:- دھیان اور خیال کے درمیان فرق کو اوپر تحریر کر دیا گیا ہے اور یہ کہ ظاہری عالم کے گیان و علم سے حاصل ہو جاتا ہے اور تمام عوام اس میں گرفتار ہو جا ہیں۔

نکتہ:- فقر قیمت کا سمندر ہے خاص لوگوں کے حق میں مصیبت کا آنا تجلیات زیادتی کا سبب ہے ظاہری مصیبت اور استاد کی ڈانٹ ڈپٹ بہت زیادہ خوشی تبدیل ہو جاتی ہے دوسری مثال کے لئے ایک پھل دار ٹہنی ہے اور دوسری پھل ٹہنی اگر یہ ٹہنی اس پھلدار ٹہنی پر غالب آ جائے تو مالی بے پھل ٹہنی کو کا دیتا ہے اور یہ بات درخت کو معلوم ہوتی ہے تو در حقیقت درخت کے فائدہ کے ہے۔

نکتہ:- کوئی شخص درخت لگاتا ہے اور اس کا ایک حصہ کاٹ دیتا ہے۔

نکتہ:- کوئی شخص جو اپنی ذات کے متعلق جانتا ہے اور صاحب قوت بھی ہے تو اس برائی و نامناسب صورت حال سے بچا رہے گا۔

نکتہ:- اللہ تعالیٰ کو بیگانہ عام لوگوں کی طرح نہیں جانتا بلکہ اپنی ذات کو اس کا حا

سمجھتا ہے کہ وہ میرے حق میں مہربان اور رحم کرنے والا ہے جس پودے کو اگاتا ہے اس پر بوندا باندی بارش کا بھی دھیان رکھتا ہے اور اس پر بوندا باندی جاری رکھتا ہے اور اس پر اسم اعظم کے زہد و ریاضت کے شغل کی حد بندی نہیں کرتے بشرطیکہ اپنے وظیفہ شغل سے غافل نہ ہو تو کوئی مصیبت رنج اور زمانے کی برائی اسے نہیں پہنچتی اور اپنے پیر کی خدمت عرض قبول ہونے کا یارا و طاقت اپنے پیر میں محویت سے حاصل ہوتی ہے۔ جس قدر محویت میں کوشش کرے گا اتنی ہی تیزی سے مراتب پر فائز ہوتا جائے گا اور حق تعالیٰ کی ذات کے سوائے کسی پر امید اور نظر نہ رکھے گا اور نہ عام لوگوں کا خوف اس پر طاری ہو گا۔ خلقت کے افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے کہ جو کچھ ان لوگوں سے افعال سرزد ہوتے ہیں بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے نہیں اور سالک راہ حق کو نہیں چاہیے کہ یہ جانے اگرچہ یہ بھی درست ہے بلکہ سالک کو چاہیے کہ تمام خلقت کو عین اس کی ذات جانے اس کے سوا نہ جانے

نکتہ:- سلوک کی منازل کاٹے کرنا ہاتھ کی کمائی اور محنت کی طرح ہوتا ہے اگر ان میں سے ایک کام یا کمائی کرتا ہے اور دن رات ضائع نہیں کرتا تو اس طریقے سے اس کا کام بھی مکمل ہو جائے گا لیکن سالک کامل وہ شخص ہوتا ہے کہ ہر منزل کے لئے محنت کرے یعنی اپنے کسب سے حاصل کرے اس وقت کامل سالک بن جائے گا۔

نکتہ:- اگر طالب صادق ہو اور پیر ناقص تو صدق و ایمان کی طفیل انتہا تک پہنچ جائے گا مگر وہاں قیدیوں کی طرح رہے گا اگر پیر کامل ہو تو انتہاء مراتب فقر تک پہنچا دیتا ہے اور واپسی اور تنزلی کا بوجھ بھی ہو سکتا ہے جب سالک کو اللہ کی مدد سے یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو کامل ہو جاتا ہے

بیان کیا جاتا ہے محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جنید بغدادی کو اللہ

تعالیٰ کے حضور لے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں سر میں ایک بھید ہوں جو کوئی سر کے بھید کی سیر کرتا ہے مجھے پالیتا ہے سوائے اس کے مجھے کوئی نہیں پا سکتا اور سر کے بھید کی سیر اس ذات اعظم کے طریق میں سے ہے

ابیات:- اے دل مسافر بن اور جاہ و مرتبہ سے علیحدہ رہ اس راستے پر سفر مسلسل چاہئے کار زہد و ریاضت میں کنواں اور گلی دونوں حائل ہیں اور یہ غفلت ہے اور اس سے نکل جانا تصور کے ذریعے تحقیق ہو چکا ہے۔

نکتہ:- اس راستے میں سردی کار زہد و ریاضت سے غفلت اختیار کرتا ہے اور گرمی شغل زہد و ریاضت میں تسلسل قائم رکھتا ہے اور یہ جسم معنوی و باطنی شکل میں عاشق کا جسم ہوتا ہے چاہئے کہ عاشق اپنے معشوق کے دروازے کو ہرگز نہ چھوڑے اگر کسی وقت کمینگی کا اظہار کرتے ہوئے چھوڑ دے تو سچا عاشق نہیں ہوگا اور دروازہ پر موجود رہنا شغل کا تسلسل ہوتا ہے۔ جو شخص کہ اپنے جسم سے کپڑے اتار دے اور ننگا ہو جائے اور باہر چلا جائے تو تمام لوگ اس کو پاگل اور دیوانہ کہیں گے۔ اسی طرح جو شخص اپنے کام میں غفلت اختیار کرتا ہے اور اپنی طبیعت کو ہر طرف پراگندہ کر لیتا ہے عارف لوگوں کے نزدیک وہ پاگل ہے اور جب عشق پختہ ہو جاتا ہے تو وہ باطنی صورت ظاہری صورت پر اس طرح عاشق و فریفتہ ہو جاتا ہے کہ ایک لحظہ بھر اس سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

نکتہ:- اسماء کا عامل یا دعوت کا عامل اگر اپنے عمل کو جاری کرے اور اپنے کام کو جی لگا کر سرانجام دے بالآخر اس کے ساتھ حساب ہوگا کوڑے کی ضرب اس کے حال میں رکاوٹ ڈالے گی۔ چنانچہ ظاہری عمل میں اگر بادشاہ یا صوبہ دار سے ضرب و کوڑے کی سختی برداشت کرنا پڑے گی۔

نکتہ:- طالب کو اگر مرض لگ جائے اور اس کا غم کرے کہ اگر مرض نہ ہوتا تو بغیر خرابی کے اپنا شغل سرانجام دیتا یہ غم مراد کے لئے بھی شغل و عمل میں ہوتا ہے اور زیادہ فائدہ مند مرض کا فائدہ اس چیز سے ہوتا ہے کہ مبتدی کی طبیعت کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے جب مشکل ٹل جائے راز کھل جائے تو اس کا فائدہ فوری طور پر دیکھتا ہے اس طرح ہے اس کی مثال کہ مہربان ماں اپنے بیٹے کا قصد کرتی ہے اور وہ بچہ روتا ہے اور برا جانتا ہے کہ اپنا نفع اس میں نہیں دیکھتا جب بڑا ہو جاتا ہے خود بخود نفع کو جان لیتا ہے اسی طرح طالب کو راز مل جاتا ہے اپنا نفع نہیں جان پاتا جب راز کھلتا ہے تو دیکھ لیتا ہے۔

نکتہ:- اگر عشق خدا کی شراب ایسی نہ ہو کہ بے چین کرے اور سر درد پیدا کرے بلکہ آرام و تسلی دیتی ہے بلکہ دل لگی۔ بہت زیادہ سر درد نہیں دیتی بلکہ اچھی لگتی ہے بلکہ وہ گرہی اصل ہے اور یہ اس کی شاخ ہے۔

نکتہ:- تیرا اپنا تصور جب کمال کو پہنچ جائے اور دل کے اندر داخل ہو جائے اور اس حالت میں تمام کام سلوک کے سرانجام پا جاتے ہیں طالب کو محویت حاصل ہوتی ہے جیسی چاہئے اس سبب پردہ و بغم ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- ظاہری خدمت کا طالب یعنی اچھائی یعنی اپنے پیر کے ساتھ ریاکاری کا امکان رکھتا ہے اور روحانی خدمت کو ریاکاری سے نہ گوا پس یہ چیز اس سے زیادہ کمل ہے۔

نکتہ:- محویت تین قسم کی ہوتی ہے۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ اعلیٰ یہ ہے کہ ہوش قائم رہے اور باقی وقت تھوڑا نہ ہو۔ اوسط یہ ہے کہ حواس کا تعطل یعنی حواس کا کھو جانا

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ایسے ہو کہ اسے کوئی خبر نہ ہو اور ادنیٰ یہ ہے کہ حواس قائم ہوں لیکن اس میں ریا کاری بھی دکھائی دے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ جب حاضر ہو تو شکر بجالائے کہ اگر (پیر) یاد نہ کرتے تو حاضر نہ ہوتا اگر غیر حاضر ہو تو اس کا غم کرے کہ مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے یاد نہیں فرمایا گیا

نکتہ:- جب شوق کمال کو پہنچ جائے تو مرید جل کر راکھ ہو جاتا ہے یعنی اکسیر اعظم بن جاتا ہے

نکتہ:- ہمارے پیروں کے نزدیک شکر ایک ایسی حالت ہے جس کا بیان کرنا نہایت دشوار ہے لیکن اس میں سے تھوڑا سا جیسے دریا میں سے ایک قطرہ دریا کے مقابلے میں مثلاً بہت سے اشخاص ہوں جو پیاسے ہوں اور میٹھا اور سرد مشروب اس کے ہاتھ آ جائے اور اسے پی لے نہ تو شربت کم ہو اور نہ پیاس بجھے میری بات کو سمجھ۔

نکتہ:- جب طالب کی ذات مطلوب پر فریفتہ ہو جائے اس وقت ہر وقت اور ہر طرف جدھر دیکھے مطلوب کی ذات نظر آتی ہے اور وقت کا پابند نہیں ہوتا

نکتہ:- عارفوں کے ہر نفس کے بدلے جو یاد الٰہی میں لیتے ہیں نورانی خلق پیدا ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ مخلوق کا محتاج نہیں عارف کی بھی یہی حالت ہے اور یہ تمام مخلوق جو عارف کی ملکیت ہوتی ہے وہ عارف کے تابع ہو جاتی ہے چنانچہ جو دنیا میں زیادہ تسلی دل رکھتا ہے اس کا رعب و دبدبہ اس شخص پر ہو جاتا ہے جو کم تسلی رکھتا ہے۔

نکتہ:- عارف کی رحلت کے وقت جو مخلوق اس کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے

اس سلسلہ کے تمام عارفوں کو لانے کے لئے ان کا استقبال کرتی ہے اس عالم کو دیکھنے کے لئے وہ خود آتے ہیں اور اس جنتی جسم اچھی شکل پالیتا ہے کہ اگر اپنی انگلی کا ایک جوڑ دنیا کے گھر میں ظاہر ہو جائے تو سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے اور عارف کی روح اس جسد میں خوش خوش جاتی ہے اور وہ سب اس کے ہمراہ ہو کر عارف کو اپنی دنیا میں لے جاتے ہیں اور اس دنیا میں وہ بادشاہ بن جاتا ہے میرے خیال کو سمجھ

نکتہ:- جو کوئی حق تعالیٰ کا طالب بن جائے تو پہلا درجہ یہ ہے کہ محاسبہ سے باز آ جاتا ہے اور نجات پا جاتا ہے۔

نکتہ:- ہر وہ شخص جو کسی عمل کی خواہش کرتا ہے اور جانتا ہے کہ فلاں اسم فلاں دعا کے ساتھ پڑھنے سے یوں ہو جاتا ہے وہ شخص ناقص ہوتا ہے اور عامل نہیں ہوتا کہ جب مطلوب حاصل کرنے میں قبولیت کا درجہ پالیتا ہے اور ہر اسم اور دعا جو کہ وہ پڑھتا ہے اور ہر نیت جو وہ دل ہی کرتا ہے وہی بغیر کسی فرق کے پوری ہو جاتی ہے۔

نکتہ:- اگر پیر مرید کو حکم دے اور وہ حکم اگرچہ ظاہری طور پر مشکل دکھائی دے تو مرید کو چاہیئے کہ وہ حکم بجالانا آسان اور گوارا سمجھے اپنے لئے

نکتہ:- مقررہ وقت پر تنہائی والی جگہ پر عمل کرنا اس لئے بہتر ہے کہ جس وقت وہ کرتا ہے تو عالم شہود اور عالم ارواح اسم کے پرتو سے پہلے سامنے آ جاتے ہیں یعنی دونوں فریقوں کی ملاقات اور تمام صیغہ راز کی باتوں کا معلوم ہونا کا بند کرتا ہے اور وہی ہے کوشش تمام حالات میں اور تمام اوقات میں بند کرنا اور انہی کو دیکھنا۔

نکتہ:- طالب (مرید) کو چاہیئے کہ اس دوہڑہ پر عمل کرے۔

دوہڑہ:- جتنی پیت چکور کے چاند تاں مانیں اپنی توڑ نباہی وہ کی وہ جائیں شجاعت

اور سعادت تجسس کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عنایت الٰہی سے ہوتی ہے۔

نکتہ:- عقل کو رد حق تعالیٰ میں کوئی دخل نہیں اسرار الٰہی کے سلسلے میں جو عقل کی ترازو کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور وہ عقل کے تابع رہتا ہے وہ مطلق محروم رہے گا اور اسرار الٰہی سے کوئی حصہ نہیں پاتا ہے۔

نکتہ:- جمعیت دل (دل کی تسلی) یہ ہے دنیا یا آخرت کا خطرہ باطل دل میں نہ سمائے اور نہ جائے اور مرتبہ کا حصول یا بہت بڑی نعمت جو عبادت کے وقت عبادت میں حاصل ہوتی ہے اس میں زیادتی ہو کر دل کی تسلی پر انجام پذیر ہوتی ہے۔

نکتہ:- جب طالب حق اپنی ہستی میں گم ہو جاتا ہے تو پھول کی طرح جب وہ ہستی میں گم ہو گیا تو پھر واپس آنا ناممکن اور محال ہو جاتا ہے جیسے کہ دودھ سے پانی کا نکالنا

نکتہ:- جب طالب حق (مرید مخلص) چوتھی منزل میں پہنچتا ہے جس سے ناراض ہو جاتا ہے وہ مر جاتا ہے اور جب چوتھی منزل میں پہنچتا ہے تو جو شخص اس کی شکایت یا شکوہ کرتا ہے وہ مر جاتا ہے اور گم (یعنی گنگ ہو جاتا) کی منزل میں فقر کا مقام ہے نہ کوئی اس کی شکایت کرتا ہے اور نہ گلہ اور نہ وہ کسی کے بارے میں ناراض ہوتا ہے

نکتہ:- عالم جسمانی یعنی شہادت و عالم امثال و عالم ارواح و عالم اعیان عالم اسماء عالم صفات و عالم شیون اس وقت کے بعد ان سات عالموں کے سات دریائے عشق ہیں اور سات شہر ہیں اور سات انصاف و داد کے مراتب و سات منزلیں اور سات آخرت ہیں یہ بھی کہتے ہیں ہر طالب کہ جو ان سات دریاؤں سے گزرتا ہے اور ذات حق تک پہنچ جاتا ہے کامل ہو جاتا ہے بعد جب پھر پیر کی توجہ نازل ہوتی ہے اور عالم جسمانی میں پہنچتا ہے اس صورت میں مکمل ترین ہو جاتا ہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- سالک کی گردن نیچی ہوتی ہے یعنی اطاعت کرتا سب سے۔ بہتر ہے اگر اطاعت و تسلیم کا نہیں اختیار کرتا تو صادق نہیں کہلاتا۔

نکتہ:- جو شخص دنیاوی کام کے لئے دعوت و دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کی مثال اس کنوئیں کی سی ہے جو ریت ملا پانی دیتا ہے آخر کار وہ کنواں خراب ہو جاتا ہے اور کام نہیں آتا۔

نکتہ:- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و حضوری کی کچھ قسمیں ہیں عام خلقت کے حوالے سے اس بند میں درج ہیں اور تصور و وہم جو اصلی کے قریب ہے اور اصلی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ جو کہ حواس کے معطل ہونے کے ذریعے ہوتا ہے بیداری کی حالت میں دوسرے یہ کہ انہیں حواس کے ذریعہ اسی بدن کے ذریعے اور اسی ہوش کے ذریعے ہوتا ہے اور یہ مکمل و تمام اور معلوم ترین حوالہ جات کے ذریعے سے ثابت ہے۔

نکتہ:- عارف لوگوں کے ساتھ ملاقات جو علم میں شہادت کا مرتبہ رکھتے ہیں یعنی دنیاوی رہائش گاہ میں اس وقت میسر ہوتی ہے جب آدمی توحید پرست ہو اور ساری مخلوق جاتی ہے لیکن دلی لگاؤ نہیں رکھتے یہ اس وقت تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام افعال کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے اور کسی شخص پر ناراض نہ ہو اور جب حقیقت سے آگاہی ہو جائے گی تو تمام افعال اچھے اپنی طرف سے جاری ہوں گے اور وہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہو رہے ہیں اور سب عین انصاف و عدل پر مبنی ہوں گے

نکتہ:- تمام طریقوں کا کمال عاشقی پر ختم ہوتا ہے اور اس طریق اعظم کا کمال

محبوب تک رسائی مہیا کرتا ہے اور اس میں اور حاجت کسی چیز کی نہیں رہتی

نکتہ:- طالب کو چاہیئے سب چیزوں میں اسی کی ذات موجود ہے جانے تاکہ آہستہ آہستہ دل میں لگاؤ ہو جائے کیونکہ اس سے بھی بہت سا کام بن جاتا ہے اور تمام کام کا حصول اپنے شغل میں مصروف رہنے سے میسر ہوتا ہے اور روح سچی لگن کے تابع ہوتی ہے اور مراقبہ و لگن کی بھی حفاظت اور نگہداری چاہیئے اس سے روح پریشان نہ ہوگی۔

نکتہ:- اللہ (الٰہی) کلام کے نہ سننے کی وجہ سے دھیان و گیان پراگندہ ہو جاتا ہے چاہیئے کہ دھیان و گیان کو اتنا مضبوط رکھے کہ کسی اور طرف نہ جائے پتھر کی طرح کہ اپنی جگہ سے جاتا نہیں اور ہلتا نہیں اگر پانی سے بھری ہوئی ندی کو حرکت دینے والا ہے اس پانی سے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی اور جب بے حرکت ہو جاتا ہے شیشے کی طرح ہو جاتا ہے اگر اپنے دھیان کو قابو میں رکھے تو خلل کی طرف اور دنیا دی خرابی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور وہ جانتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ تمام کام اس کسب اعظم کے تابع و طفیل ہیں جو دل میں بلا شبہ و بے شک ظاہر ہوتا ہے اور جو چیز خلق سمجھتی ہے وہ بالکل بے آرامی و بے قراری کا باعث ہوتی ہے اور جو چیز خلقت کے نزدیک بے آرامی و بے چینی کا باعث ہوتی ہے وہ عین آرام کا باعث ہوتی ہے۔

نکتہ:- ہمارے پیر کا مشرب سلوک کے سلسلہ میں یہ ہے کہ وہ چیز جو اس راہ میں مشکل و دشوار دکھائی دیتی ہے اس پر پنجہ آزمائی کرتا ہے اور اسے اختیار کرتا ہے اور جو چیز آسان ہوتی ہے اس سے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور اسے اختیار نہیں کرتا تاکہ آسانی اور دل کا سکون و تسلی و مشکل کو جان چکا ہوتا ہے اور آسانی میں اس کا حسد اور یہ دعا جو کہ وہ کرتا ہے کہ یا اللہ مشکل آسان ہو جائے یہ پردہ ہوتا ہے جو کہ تمام آسانیاں

خلل میں پنہاں ہیں

نکتہ:- روزہ رکھنا بچت روٹی کی ہوتی ہے اور نماز پڑھنا عورتوں کا کام ہوتا ہے حج کے لئے جانا دنیا کی سیر ہوتی ہے اور دل کو قابو میں لانا بہادروں کا کام ہوتا ہے۔

نکتہ:- تین چیزیں ہیں جن سے خلقت وہم و شبہ اور دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں اور انہیں پا نہیں سکتے ایک نکتہ العلم دوسرے اسم اعظم تیسرے بیس کا نقش بیس میں اور یہ تینوں چیزیں کسی کے قبضہ میں نہیں ہیں مگر باطنی راز کے منکشف ہو جانے کے بعد قابو میں آجاتی ہیں۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ اپنی نظر خلقت کے دلوں کو راضی کرنے پر نہ لگائے اور یہ سب غیر کی طرف رجوع کے مترادف ہوں گی اگر کسی فعل پر مامور ہو جائے کہ خلقت اس سے شکایت کرے گی کہ اپنی نظر شکایت پر نہ رکھے کہ وہ کام اس سے پورا ہو اور یہ طریقہ ہمارے پیر و مرشد کا ہے چاہیئے کہ اپنی تمام ہمت اپنے اصلی مقصد کے لیئے لگا دے۔

نکتہ:- جب طالب کو جناب پیر کی خدمت کا موقع حاصل ہو تو یہ بدن نہیں رہتا۔

نکتہ:- جب طالب اپنی صورت کو اپنے سامنے دیکھتا ہے صریح آنکھ کے ساتھ تو اس وقت نجات پا جاتا ہے عام لوگ اکثر د۔ہت ہیں اللہ کی پناہ

نکتہ:- وظیفہ زہد و ریاضت کے وقت دو زانوں ہو کر بیٹھنا چاہیئے اگر تھکاوٹ ہونے لگے تو چوکڑی مار کر بیٹھ جائے یا کھڑا ہو جائے پردہ نہ کرے

نکتہ:- اگر دائرہ لگالے بارہویں روز کشود مقصود حاصل ہوگا اور اس عمل زہد و

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ریاضت کے تسلسل سے اسرار الٰہی کو دیکھنے کی استطاعت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ طریقہ حسن میں ہے اور طریق اعظم میں جب کشا دراز حاصل ہو تو تمام اعضاء دیکھنے والے ہو جاتے ہیں بلکہ تمام مسام جسم کے بلکہ ہر بال کا سرا بھی دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں، اوپر نیچے سب برابر ہو جاتے ہیں۔

نکتہ:- اپنے دل کو ساقط رکھ اگرچہ پاگل تجھے پاگل کہیں یہ بات عارف لوگوں کے بارے میں ہے نہ کہ عوام کے متعلق

نکتہ:- غم والم جو تقدیر کے نوشتہ کے مطابق تمام خلقت کو پہنچتے ہیں اور عارفوں کو بھی فرق یہ ہے کہ یہ تو ان تکلیفوں اور غموں سے نیک بدلہ پاتے ہیں اور وہ نہیں

نکتہ:- حصول مقصد کا طریقہ کہ نیند اور بیداری میں برابر ہو یہ ہے کہ سوتے وقت دونوں آنکھوں کو کھول کر رکھے اور آنکھوں کے کھلے ہونے کی عین نیند کی حالت علامتیں دو ہیں ایک یہ کہ جب آنکھوں کو جاگ مشکل سے کھولے دوسرے نیند کی حالت میں بھی اپنے تئیں شغل عبادت میں مشغول جانے اگر ان دونوں میں سے کسی ایک حالت کو اپنے اندر پائے تو جان لے کہ نیند میں دونوں آنکھیں کھلی رہی ہیں

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کا مشرب خاص طور پر ہمارے پیر صاحب یہ رہا ہے کہ جب ولی ولایت کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تمام کاموں میں مختار ہو جاتا ہے اور باوجود اس مرتبہ پر پہنچ جانے کے محتاج ہوتا ہے بزرگوں نے جو صاحب اختیار تھے اپنی مرضی کو اختیار نہیں کیا بلکہ اپنا اختیار اللہ کے سپرد کر دیا اور خود معشوقیت کو لازم پکڑا اس صورت میں اللہ تعالیٰ بندے کی رضا کا طالب ہو جاتا ہے معشوقیت اور محبوبیت کے حصول کا طریقہ اس نقطہ میں وابستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا متلاشی ہو اور دعا

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhan

رضائے حق کے سوا نہ چاہے۔

نکتہ:- خدا سے خدا کے سوا طلب رکھنا وسواس کو بڑھانا ہے جسم کے تمام قویٰ کا گھٹانا

نکتہ:- وجہ تسمیہ قادریہ یہ ہے کہ تمام طریقے بڑے بڑے بزرگ چھپے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے قریب اور روشن اور پر امن شیطان کی ذات وغیرہ سے گیارہ طریقے مدد کئے گئے اور تعریف کئے گئے ہیں کہ ان کے متعلق کسی بھی خادم کو اطلاع نہیں دی گئی اور بارہ دوسرے طریقے میں سوائے مذکورہ طریقوں کے کہ ان میں سے ہر خادم حصہ نصیب ہوا ہے، تھوڑا تھوڑا اور تمام لوگ سب طریقوں پر قادر نہیں ہیں دوسرے تمام خاندانوں میں سے چار پانچ سے واقف ہیں ان میں سے گیارہ نہ وقوف رکھتے ہیں نہ قدرت بارھواں میں سے پہلا یہ ہے زبان کھولی ہوئی ہو یعنی زبان سے تعلق رکھتا ہے اس منزل کے مکمل ہونے کا نشان یہ ہے کہ زبان ذکر سے لذت پالی ہے اور دل کی نفرت دور ہو جاتی ہے پھر اثبات کی نفی کرتا ہے اور اس منزل کے مکمل ہونے کی علامت یہ ہے کہ دل حرکت کرتا ہے اس کے بعد محض اثبات رہ جاتا ہے اور منزل کے مکمل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ کسی کو دکھ نہ دے اور برا نہ کہے اور تمام گناہوں سے خلاصی پاتے یہ تینوں شریعت میں داخل ہیں اور پہلی منزل کی نشانی یہ ہے کہ اس کا کلام جس طرح کا ہو خلقت کو اچھا لگے اور یہ تینوں منزلیں زبان کی حرکت سے تعلق رکھتی ہیں اس کے بعد ذکر آرا۔ جہری کرنے کی تلقین کرنے کے متعلق بھی بتاتے ہیں جب اس بات سے گرمی طبع حاصل ہو جائے مرید (طالب) کو روک دے کیونکہ گرمی راستہ چلنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اس کے بعد انفاس کا لحاظ کرنے کا حکم دے چوں کہ یہ صفاتی تصور سے حاصل ہو جاتی ہے تو اس سے روک دے اور

قربانی کے ذکر کا حکم دے۔ اور قربانی فکر کے متعلق کہیں کہ تمام اسم سانس کے نیچے جانے اور باہر آنے میں بھی تین دوسرے اسماء۔ بھی اس کے بعد ذکر میں رکھے ایک اپنی ذات کو حبس میں رکھنا یعنی قید کرنا دوسرا اسم اعظم تیسرے باہو کے ذکر کے ساتھ سانس باہر نکالنا اگر تین نشانیوں میں سے ایک ظاہر ہو جائے حبس نفس کے عمل کو چھوڑ دے اور وہ تین یہ ہیں یا اللہ کا ذکر کرے یا آواز ہو اپنے اندر سے باہر نکالے یا بغیر جسم کے بادل کی آواز سنے اپنے اندر سے اس کے بعد روحی ذکر اور جانی ذکر اور سلطانی روحی ذکر کرے اس وقت انتقال روح کی قدرت حاصل ہو گی اور جانی یہ ہے کہ جان کے ساتھ متحد ہو جائے اور سلطانی یہ ہے کہ سر سے یا تمام بال ذکر کرنے لگ جاتے ہیں۔

<u>نکتہ:۔</u> مدد کئے گئے طریقے گیارہ ہیں چار ناک کے اوپر دیکھنا پانچواں نیچے دیکھنا چھیواں اسی ذات کو دیکھنا انگلی کی چوڑائی کے برابر اوپر ساتواں دل پر دیکھنا آٹھواں معدہ پر دیکھنا نواں سورج کو دیکھنا دسواں چاند کو دیکھنا گیارھواں آسمان کو دیکھنا یا کنارہ افق سورج کے نکلنے کے وقت سرخی قائم رہنے تک سمت قبلہ کی طرف منہ کر کے معرفت کے مقام میں رہے۔

<u>نکتہ:۔</u> طالب کو چاہئے بے فائدہ کلام ہرگز زبان پر نہ لائے کیونکہ دل کا زنگار بے فائدہ چیز ہے اور سوائے طریقت اور اہل طریقت کے کلام کے کوئی کلام زبان پر جاری نہ کرے دو چیزیں طالب کو اللہ تک رسائی دلاتی ہیں سچی نیت اور حسن یقین مرشد پر رکھنا۔ اگر اس میں خرابی ہو جائے اور راہ حق سے پھر جائے اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو ستی و محویت چلہ کشی میں ہے کیونکہ اس سے جسم آرام پاتا ہے اگر نہیں تو ایسا نہیں ہوتا۔

<u>نکتہ:۔</u> نیت کے تین حرف ہوتے ہیں پہلے حرف سے نام دوسرے سے یاری

تیسرے سے تکرار یعنی نام سے دوستی رکھے اور دوسرے "اسم" باری کے بغیر کسی چیز کو دل میں نہ لائے

<u>نکتہ:۔</u> عارفوں کے دل کی وسعت اس وجہ سے ہے حضرت آدم علیہ السلام کی باقی سیرت سے بنائے گئے ہیں۔

<u>نکتہ:۔</u> خواب دلیل کے مطابق اور حضور دل سے آتی ہے خواہ اس کا ظہور قریب ہو یا دور اسی طرح ارادہ و نیت دل جو کہ حصول معرفت کے لئے ہو حاصل ہو جاتی ہے لیکن محنت اور مشقت سے عظیم مرتبہ حاصل کرنے اور بلندی کرنے کے لئے ضروری ہے۔

<u>نکتہ:۔</u> جب طالب (مرید) سلوک کی منزل پر چل پڑتا ہے تو سالک کا دل منہ نہیں بن جاتا اگرچہ کتنی ہی وسعت رکھتا ہو پھر حکم ہوتا ہے کہ تم کو منہ دلب بنانا کی قدرت نہیں بن پائے گی پھر خود خداوند کریم اٹھ کر نور کا سیلاب بھیجتے ہیں جسے ہندی میں دویرہ کہتے ہیں۔ اس نور سے ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح خوشی اور غم اور دوستی و محبت غیر اللہ سے جو کچھ بھی ہو اس کے دل میں آنے کا امکان نہیں رہتا۔

<u>نکتہ:۔</u> طالب کو چاہئے کہ خدمت کی توقع اور امید سب سے منقطع کر لے نہ بیوی سے نہ بیٹوں سے نہ دوست سے نہ مرید سے کیونکہ یہ سب قدرت کے ہاتھ میں اس نظر میں اپنی امید اور نظر ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر حال میں اس پر رکھتے ہیں۔

<u>نکتہ:۔</u> طالب کو چاہئے کہ اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے جلدی و بے قراری نہ دکھائے اپنے تئیں مردے کی طرح اپنے پیر کے حوالے کر دے مردہ کو تو گور یعنی قبر میں دفنا دیتے ہیں اسی طرح پیر اپنے مرید کو منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- خود بینی (اپنے تئیں بڑا جاننا) اور تکبر بچے اور خاص طور پر بوڑھے کی طرح ہوتی پھر واپس آ جاتی ہے اس اس (بچے) میں طفولیت کے بعد اور (بوڑھے) کی بار مرض اور مرید پر اسرار منکشف ہو جائیں ایسے دور ہو جاتے ہیں کہ پھر ہرگز واپس اور مر جانے کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ اپنے آپ کو کچھ نہ شمار کرے اپنے پیر سامنے محض ناتواں و محتاج سمجھے۔

نکتہ:- قلندری مرتبوں میں سے ایک مرتبہ ہے فقر کا اور قلندر لوگ دنیا کی کسی چیز کو اختیار نہیں کرتے۔

نکتہ:- طالب صاحب معانی و عقل اس وقت ہوتا ہے اسمائے باری میں سے کوئی اسم اس پر اپنا پرتو یا عکس ڈالے اور کمل عالم اسم ہے۔

نکتہ:- دنیا کی نعمتوں کا نزول آسمان سے ہوتا ہے اور جب مرید مسلسل آسمان کی طرف تاڑی لگاتے ہے یعنی (اللہ پر بھروسہ رکھے) کوئی مصیبت اس پر نازل نہیں ہو گی۔

نکتہ:- اگر کوئی شخص ساری عمر روزہ دار رہے اور ہزاروں رکعت نماز پڑھتا رہے تو نیند کے ذریعے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا سوائے اس عمل پر حاضری کے جو پیر نے ارشاد ہوا ہو جو کوئی پا گیا حاضری دینے سے پا گیا جو کوئی مطلوب چیز کو غیر حاضر کر دے ہے اس سے بدتر کوئی چیز نہیں بلکہ طالب کے حق میں کفر ہے اس کا ظاہر اچھا ہو بلکہ اس فائدے کو مکمل طور پر مرید مطالعہ کرے کہ اس پر کس سمت سے نمودار ہوئی ہے چاہیے اس سے بچے اور اس پیچھے نہ پڑے

نکتہ:- میرے پانچ بیٹوں کو فلاں شخص نے دیکھا ہے اور ان میں سے ایک اب بھی زندہ ہے اور فرزندی تعلق خاندانی (نسب) زیادہ قریب ہوتا ہے فرمانروائی کے تعلق سے باوجود بیٹیوں کے ظاہری و باطنی علوم میں فلاں شخص کو ہم نے اتنا دیا کہ بیٹوں کو دیا کیونکہ میٹھے میٹھے ہونے پر فخر کرتے تھے اور فلاں شخص نے شروع سے ہی عاجزی اختیار کی تھی اور یہ قبول ہو گئی اور ہم شروع سے یہی جانتے تھے کہ اس خاندان کی رونق قائم رکھنے کے لائق یہی ہو گا اور جو صلہ عطا ہوا میں نے کیا کیونکہ اس زمانہ میں تمام خاندانوں فقیری کا راستہ بند اور ختم نہیں ہوا تھا فقیر نے ایسا بیج بکھیرا کہ اولاد میں کی اولاد سے چند نسلوں تک عاشق خدا ہوں گے اور جو حوصلہ ہم نے فلاں شخص کو دیا ہماری اولاد کو صلاحیت نہ تھی فلاں شخص کو بچپن سے ہی ہم نے بلند ہمتی کی صفت عطا کر دی تھی اور حوصلہ بھی جو بیٹوں میں نہ تھا اور فلاں کا باپ خوف اور رجا کی منزل میں تھا۔

نکتہ:- میاں جیوا فقیر جو فی الوقت مامور خدمت ہے جرات والا نہ ہوا تھا لہذا اس کی فیض رسانی کی صلاحیت کم ہے اور اس کے متعلق غالب خبر یہ ہے ظاہری طور پر مجذوب دکھائی دیتا ہے اور عارف باللہ اور کافی عمر بھی پا چکے ہیں اور دنیا کو دیکھ چکے ہیں اور میاں عبدالکریم حضرت پیراں پیر کے خاص خادموں میں سے ہیں عارف باللہ اور فیض پہنچانے پر مامور تھے لہذا امداد میں سخاوت اور خلق خدا کی حاجت پوری کرنے میں بہت سے کمالات ان سے ظاہر ہو چکے ہیں۔

نکتہ:- طالب کو شروع حال میں بعض کاموں سے منع کر دیا جاتا ہے جب فنا کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے منع چیز کی مناہی ختم کر دی جاتی ہے اور آزاد ہو جاتا ہے اس حالت میں جو کچھ کرتا ہے خود اللہ کرتا ہے اور فنا کے درجہ کی انتہا نہیں ہے جتنی زیادہ فنا کی منزل حاصل ہو اس سے بھی زیادہ مقام ہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- حضرت میراں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس مقدس خاند
میں جس کو گدی نشین بزرگ قبول کر لیں اس کو بزرگ بھی قبول و منظور فرمالیں
اگر نہیں کرتا تو بزرگ بھی قبول نہیں کرتے۔ اس لئے دلہن کی حاضری کا حکم ہوا
تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ ہے کہ بزرگوں نے انہیں بیٹا قبول کر لیا ہے

نکتہ:- جس کسی کو چاہتے ہیں یہ تلقین بھی باطن کی صفائی کے لئے کرتے ہیں یہ
اسماء تلقین کرتے ہیں یا اللہ یا رحمن یا رحیم پڑھے نماز عصر سے فارغ ہو کر اور کس
سے بات نہ کرے اور ان تینوں اسماء کو بے شمار دفعہ نماز شام تک پڑھے اور نماز شا
پڑھ کر بات کرے اور اس بات کو لازم رکھے تو انشاء اللہ تعالیٰ باطنی صفائی حاصل ہ
گی طالب کو چاہیئے کہ ایک وقت اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے جس وقت اس میں ذر
لگے دعا کی یہ آیت ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اٰغ اور یہ دعا بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَ
اور اس طرح کی دعائیں اور ہر دو آیتوں کے معنی ظاہر اور عارفانہ ہیں کہ ہم نے ظل
گناہ کیا ہے اس معنی کے سوا جو حال تقاضا کرے جانتا دعا کے وقت دل میں لائے

نکتہ:- حضرت میراں (جیو) جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ رندی مشرب شخص
تھے اور ان کے پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے بھی اپنے بزرگوں کا طریق اختیار ک
ہوا تھا مطابق قدیم بزرگوں کے حضرت محبوب سبحانی نے بھی یہی طریق اپنایا ہوا ت
ناقص وہ شخص ہوتا ہے جو کہ معرفت نہیں رکھتا اور کامل وہ شخص ہوتا ہے جو باطن
رکھتا ہے اور ظاہر نہیں رکھتا اور مکمل ترین وہ شخص ہوتا ہے جو کہ دو خصلتیں رکھتا ہ
ظاہر بھی اس سے نہ فوت ہو جیسے نماز، روزہ اور دوسرے احکام شرعی اور طالبوں ک
چاہیئے کہ اولاد شریعت شریف کی ترغیب دیں اور صبح اٹھنے کی بھی

نکتہ:- طالب کو جتنی زیادہ جدائی ملے گی اس کا کام بھی زیادہ تر ہو گا بے فراق

کے جو شخص ولایت کے درجہ تک نہ پہنچا ہو جدائی کو غنیمت جانے کہ اس کا پھل
بہت زیادہ ہو گا۔

نکتہ:- فلاں شخص کو تو ایک محبت حاصل ہے ہمیں تین چیزیں زیادہ ملی ہیں ایک
یہ کہ ہماری محبت اس محبت سے سو گنا زیادہ ہے دوسرے یہ کہ ہم اتنی محبت کو
اپنے قابو میں رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ تمام وقتوں میں تمام حالتوں میں فلاں کی حفاظت
کرتے ہیں اور محبت عطا بھی کرتے ہیں۔

نکتہ:- عشق مجازی بھی اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اگر سچا ہو اور اس زمانہ میں یہ بھی ختم
ہے گذشتہ زمانہ میں تھا چنانچہ لیلیٰ و مجنوں، سسی و پنوں، ہیر و رانجھا اور مرزا و
صاحباں۔ محبوب ظاہری کو پکڑا اور اللہ سے واصل ہو گئے اور اہل اللہ کے گروہ میں
شامل ہو گئے اور ان تینوں کو حضرت حیات المیر کی بخشش حاصل ہوئی تھی کوئی بھی
اس بھید سے واقف نہیں اور مکمل اور حقیقی عاشق وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے پیر پر
شروع میں عاشق ہو اور جب پیر پر عاشق ہوا تو پیر بھی مرید پر عاشق ہو جاتا ہے۔ یہ عشق
دو کو ایک کر دیتا ہے اس عشق سے بالا تر کوئی چیز نہیں پس سمجھ جا

نکتہ:- جتنی تیرے باپ کو ہم سے محبت ہے کسی کو بھی نہیں اور جو کچھ ہم نے
بخشش کر دیا کسی نے نہیں کیا اور ہم نے کسی پر نہیں کیا اور جو کچھ بھی ہے ہم نے
تیرے باپ کے لئے تیار کیا ہے۔

نکتہ:- پیر کی حاضری و زیارت اس بدن اور آنکھ و سر کے ساتھ رات اور دن کے
درمیان ایک دفعہ یا چند دفعہ میسر ہو جاتے طالب کو یہ پیر کی خدمت میں حاضری میسر نہ
ہو سکتی تھی بلکہ خواہش و مقصود اس حضوری کا رکھتا ہے کہ ہر وقت اور ہر مکاں پر

[illegible]

[illegible]

سو دفعہ اس قطرے سے گرائے جائیں تو یہ سب اس طرح دکھائی دیں کہ ایک قطرہ کو جیسے دریا سے نسبت ہو اور یہ قطرہ ذات۔ محمد کی نسبت سے حکم صغیر کی رو سے ایک قطرہ ہی ہے جب مرید اللہ تعالیٰ۔ ہمسری کرنے والے کی ذات سے اپنے پیر کی طفیل پوری طرح واقف و محرم ہو جاتا ہے کہ دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے اور اوپر اور نیچے جو چیز محسوس کی جا سکتی ہے عقل سے پہچانی جا سکتی ہے وہ اس ذات باری کی صورتیں ہیں تو پھر تمام خطرے، شبہے اور وسواس یکبار ختم ہو جاتے ہیں اگر ہوتے ہیں تو تانبے سے سونا ہو جاتے ہیں اور وہ چیزیں جو سابقہ منزلوں پر پہنچنے کا سبب تھیں اور اس منزل میں سب پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور تمام ایک اضداد ختم ہو جاتی ہیں اور دور ہو جاتی ہیں اگر اس مقام پر ٹھہر جائے تو پردے کا سبب بن جائے گا اس مقام پر مدد کرنا اور خوشحال ہونا اور ہنسنا نصیب ہوتا ہے اور ایسے شخص کے حق میں برابر ہوتا ہے جو چاہے کرے پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے اسے کوئی کوشش نہیں کرنا پڑتی اس مقام آپ اپنے آپ سے سوال و جواب کرتا ہے کبھی عاشقی نہیں کرنا پڑتی اس مقام آپ اپنے آپ سے سوال و جواب کرتا ہے کبھی عاشقی کے متعلق اور کبھی معشوقی کے متعلق خود عاشق اور خود معشوق ہوتا ہے قطعہ اگر آدمی حق کی طرف کرے تو سوائے حق کے وہ کیا چیز ہے قطرے کا کیا حال ہو اگر وہ سمندر میں گر پڑے

نکتہ:- اور حضرت پیر صاحب جو کہ اشرف (مچھیرے) کے مقدمہ کے سلسلہ میں شاہجہان آباد میں تشریف فرما تھے تو ان کی طبیعت میں ملال نہ آتا تھا بلکہ اگر مجلس میں کوئی ان کا نام لیتا یا کام یعنی (پیشہ) کا نام لے لیتا تو آپ منع نہ فرماتے تھے اور خوشی خوشی وقت گزارتے تھے۔

نکتہ:- مرید کو چاہیے کہ دنیاوی کاموں سے جو طبیعت کے مخالف ہو جائیں تنگ نہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ہو بلکہ خوش ہو جائے رضاء الٰہی پر اپنے تئیں مصروف رکھے اور اعتقاد و یقین کی تلاش کرے عدم اعتقاد کے مقابلے میں ہر وقت رضاء الٰہی پر راضی رہے

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب جو عین ذات حق تھے باوجود اس مرتبہ پر فائز ہونے کے ہر مقدمہ (یعنی مشکل) کے سلسلہ میں حضرت پیر پیراں سے پوچھتے تھے اور وہ اپنے پیر سے پوچھتے تھے۔ حضرت حیات المیر پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اس سے راضی ہوئے اور وہ پاس ادب سے اپنے پیر کی خدمت کیا کرتے تھے پس سمجھ لے

نکتہ:- اور یہی حضرت اور بہت سے دریا اس چاندی کی ایک تار کے مانند تھے اور حضرت پیر صاحب کبھی کنکھیوں سے بھی دیکھتے تھے اور ساری عمر غیر کو دیکھنے کا دھیان رکھے رہے (یعنی غیر خیال کرنے سے بچے رہے)

نکتہ:- مرید کو کارخانہ عاشقی اور معشوق اس وقت معلوم ظاہر ہوتا ہے جب رب وحدہ کی ذات چاروں عناصر پر غالب آ جائے اور دوسرے سلسلوں میں اس وقت یہ غالب آتی ہے جب نفس کشی کرنے اور سخت مشقتیں جیسے بھوک و پیاس گرمی و سردی برداشت کرنا اپنے اوپر اختیار کرے اور ہمارے بزرگوں کے نزدیک یہی ہے کہ اپنے پیر کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے اور جو کچھ حکم ہو رات دن اسی میں مشغول رہے اور ہر پریشانی و طیش جو آئے دن تنگ نہ ہو اور غم و فکر نہ کرے اور اگر دنیاوی خوشی و خوشحالی اسے پہنچے تو ہرگز خوش نہ ہو جب دونوں صفتیں حاصل ہو گئیں تو چاروں عناصر پر غالب آ گیا اور عاشقی و معشوقی کا کارخانہ اس پر ظاہر ہو گیا اور کامل طور پر پیر کی فرمانبرداری کا وصف حاصل ہو گیا اور کامل پیر اپنے مریدوں کو رنگ دیتے ہیں اور اپنی اولاد کو اصلی رنگ پہنچاتے ہیں۔

نکتہ:- اس مقام پر جو شخص پہنچ گیا اور چاہے کہ اس کا اپنا کارخانہ و سلسلہ چلے

مریدی جاری ہو اور چاہے کہ اس سلسلہ میں کسی کا محتاج نہ ہو تو حکم و سوال و جواب اسے اپنے دل ہی سے حاصل ہو جاتے ہیں اور اس بات پر صدق دل سے یقین رکھے اور آخری جانے

نکتہ:- عاشقوں پر دونوں زمانے البتہ زمانہ ماضی اس زمانے کے مطابق اور اس زمانے کے لوگوں کے موافق ہوتا ہے پس عاشق کو اپنے عشق میں محکم قدم رکھنا چاہیے کبھی ہو سکتا ہے کہ زمانے کی تکالیف سے پریشان ہونے لگے اور خوش رہے اگر ایسا نہیں کرتا تو اعتقاد و محبت میں ناقص ہے۔

نکتہ:- جب سالک درجہ ربوبیت پر پہنچ جائے تو جان لے کہ جو چیز مذکورہ مقام میں خلل اندازی کا باعث ہو تو وہ اسے اپنا حقیقی دشمن جانے اس سے بچے اس سے احتراز لازم جانے اور اس کے پیچھے نہ پڑے

نکتہ:- حضرت پیر جی کی محبت حد سے زیادہ تھی اگر وہ کہتے کہ ظہر ہے تو پھر ظہر کا وقت ہو جاتا تھا

نکتہ:- طالب کے لئے ضروری کہ اپنے پیر کے پاس کوئی عرض کرے اور اس میں دنیاداری کی بو نہ پائی جائے تو اسے اپنا ورد بنا لے کہ اس میں مرید کے لئے بہتری و خوبی ہے

نکتہ:- عاشقی اور معشوقی کے درمیان فرق یہ ہے کہ اس میں طالب کے لئے ہر وقت رضا طلبی پیر لازم ہے اور معشوقی میں ہر وقت پیر کی رضا کے تابع رہنا پڑتا ہے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ پیر کی خدمت میں عرض پکی اور خالص نیت سے پیش کرے اگر ایک دانہ خشخاش کے برابر اس میں ذاتی غرض شامل ہو جائے تو اس راستے

میں پہاڑ کی طرح رکاوٹ بن جاتی ہے اس سے خبردار رہے تاکہ محفوظ و سلامت رہے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ دین و دنیا کے کام اپنے پیر کے حوالے کر دے اور خود بے فکر ہو جائے اور اپنے شغل میں مشغول رہے۔

نکتہ:- پیر کی ذات کے ساتھ ایک ہو جانا اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ اپنے مرشد سے خوف و رجا رکھے جب ایک ہو جائے اس کے بعد ایک ہو جانے کے باہر نہ آیا جا سکے تو وہ طالب ہوتا ہے

نکتہ:- اصل سے واصل ہونا یہ خاص جسب و کمائی ایک طرف دھیان کر کے حاصل کرے یعنی جب پیر کی توجہ سے دھیان حاصل ہو جائے تو بارہ قسم کا انکشاف یا ظہور اسرار اسے حاصل ہو گیا

نکتہ:- یہ عقلمندی نہیں مراحل میں سے مجموعہ کی طلب کریں کہ اوپر تحریر ہوا کہ ان دو مقامات کے حصول سے رضائے یار بھی حاصل ہوتی ہے ایک کا عاشقی سے تعلق ہے اور دوسرے کا معشوقی سے اگر وحدت کے شغل وظیفہ سے درد اور رقت خوشی سے طاری ہو جائے تو یہ مقام عاشقی کی پہچان ہے اور دل کی تسلی سکون اور خوشی ظاہر ہوتی ہے اور یہ معشوقی کا مقام ہے اور یہ دونوں خوشیاں اس سے حاصل ہوتی ہیں جب کہ اس وقت طالب اللہ کا ہر پال سننے والا بن جائے یا نہ لیکن طالب کا قصد یوں ہو کہ ہر وقت اس بڑے مقام پر قائم رہے تاکہ اعلیٰ مقصد کو پہنچے

نکتہ:- یہ بلند مقام پورا و سالم ابتدائے جوانی میں ہی حاصل ہو گیا تھا جب ابھی اولاد کی خاطر وظیفہ ذوجیت میں مصروف ہوتے تھے پس سوچ و بچار اور گہری نظر چاہیے کہ

حصول کی منزل کے بعد کام بن جائے کہ جب فقر پورا ہو تو خدا بن جاتا ہے باوجود اس کے ربوبیت کی خوشبو ظاہر نہ کرتے تھے سوائے بندگی کے تمام کی تمام ہمارے پیر کی عطا و بخشش سے یہ ہوا کہ ان پر وہ ایک حالت تھی جو طاری ہوئی کمال کو پہنچے جیسا کہ تھا ان کے دل میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نکتہ:- یہ خاص فنا تمام مرتبوں پر حاوی ہے اگرچہ منزل فقر پر چلے تو جو مرتبہ حاصل ہو اس مرتبہ فناہ کی وجہ سے جیسے کہ کشف قلوب (دل کا اسرار سے واقف ہونا) قبروں سے مردوں کا اٹھنا وغیرہ علامت ہے کہ ان مرتبوں میں سے کسی ایک کے حصول کے لئے راہ فقر اختیار کرے تو اس مقام کو پالیتا ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول سے غافل ہو جاتا ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ راہ سلوک اختیار کرے اور اس مرتبہ میں قید ہو کر رہ جائے اور وہ مرتبہ فنا تمام مراتب کو جن میں تمام مرتبے شامل مع اجزاء ہیں نہ کہ اس کے برعکس

نکتہ:- اب دنیاداری میں سالک جس مقام پر پہنچ گیا وہ اس کا ہوا اور جس مقام منزل یا حال پر رہ گیا اس جہان میں بھی کوئی پردہ دور نہیں ہو گا۔ پس چاہیے کہ پوری کوشش کرے کہ کمال کو پہنچ جائے اور پردہ نہ کرے اس لیئے اس جہان کا ایک دن اس جہان کے لاکھوں سالوں سے بہتر اور ایک سانس اپنی فناہ کی پیر کی بقا میں اس جہان کے ہزاروں سانسوں سے بہتر ہے

نکتہ:- شہود کی منزل سے وصول کی منزل میں پہنچنے کا راستہ یہ ہے کہ جب پیر فناہ کے مقام پر پہنچا دے چاہیئے کہ جو کچھ دل کہے خواہ حق کے راستے پر ہو یا دنیاوی کام کے لئے اسے بے یقین جانے اور شک اور لفظ بولنا چھوڑے دے اور عمل کرے تو بلا شک ایسا ہو جائے گا اور شریعت اور طریقت پر بھی نظر نہ رکھے کہ

اس جگہ خود وہ ذات خدا ہے چنانچہ ہمارے شہنشاہ اس مقام پر جو کچھ دل آتا تھا کر دیتے تھے اور اس پر نظر نہ کرتے تھے کہ حق کی فرمانبرداری نہیں اور حضرت سیف الرحمن پورے یقین سے جانتے تھے کہ جو کچھ میں کہوں گا وہی ہو جائے گا کہ کہنے والا خود خدا ہے پھر کیوں نہ ہو اور اس بات پر خاموش ہو کر فکر مند تھے اور ظن و شک اور لفظ وغیرہ نہیں جانتے تھے لہذا وہی ہو جاتا تھا

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب کو بڑے پیر صاحب نے زیر تربیت رکھا ہوا تھا اس راستے عرض والا معروض جو (اسم) ہوتی ہے کرتے تھے جب ان کو فناہ کی حالت میں پہنچا دیا گیا تمام عرض گزاری و درخواست گزاری ختم ہو گئی اور جو کچھ دل کہتا تھا اس پر عمل کرتے تھے اور شریعت وغیرہ پر دھیان نہ رکھتے تھے کہ اس جگہ وہ خود ذات حق بن چکے تھے جو کہ شریعت کو بنانے والے ہیں ان کا کہنا، کرنا عین شریعت تھا۔

نکتہ:- فرماتے تھے کہ دنیا میں خشک و تر، جزو کل جو کچھ ہے وہ ہم پر ظاہر ہے اور کوئی چیز اور دنیا کے ذرات میں سے کوئی ذرہ ہماری نظر سے غائب نہیں پس اولاد اور گھر مع چیزوں کے کسی طرح ہماری نظروں سے غائب اور پوشیدہ رہ جائیں گے اور اگر میں چاہوں تو اس دنیا میں کیا حال اور کیا مستقبل ہے ہر ایک کے بارے میں تفصیل سے بتادوں اور اس سے آگاہی دے دوں۔ لیکن یہ جہان صرف خیال ہے اور ہم اس کو چھوڑے آتے ہیں

نکتہ:- پیر اپنے مرید کے حق میں جس طرح بہتر ہوتا ہے معاملہ کرتے ہیں کیونکہ وہ دلوں کے طبیب ہوتے ہیں اور ہر مرض کی دوا مختلف ہوتی ہے اور ہر دوا جو کہ مرض کو دور کرتے ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار شاہ دو تین آدمی آئے حکم دیا کہ ان کو مارو ایسا ہی کیا گیا۔ یہاں تک کہ ہر روز ان کو مارنے کا حکم دیا جاتا تھا

حتی کہ دس سال متواتر اسی حال میں گزر گئے اور ہر دفعہ کی سزا و برا بھلا کہنے سے ان کے دل میں ہرگز لغزش نہ آئی تھی۔ اس کے بعد ان پر کرم و مہربانی فرماتے ہوئے معرفت کے مقام پر پہنچا دیا اور اللہ کے عارف بن گئے کیونکہ ان کے مرض کا علاج اسی طرح کا تھا جب مرض دور ہو گیا صحبت کے طفیل معرفت کو پا گئے۔

نکتہ:- کاروبار میں زیادتی کا حکم ظاہر ظہور ہے ہر وہ کام جس میں نفع و زیادتی ظاہر ہو اس کام کے کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے اور وسواس بھی کسی وجہ سے نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اسی میں بزرگوں کی رضا ہے اور بزرگوں پر توکل مضبوط ہونا چاہیے

نکتہ:- اگر پیر کسی مقام یا مرتبہ کا وعدہ فرمائے تو اسے حتمی سمجھے تاکہ اس کے ہونے کا منتظر رہے لیکن اگر پیر کی رضا کا لحاظ رکھا جائے گا تو عطا فرمائیں گے۔ رضا کے سلسلہ میں دل کی تنگی اور ناراضگی کا انتظار نہیں ہو گا اور حصول مقصود احسن طریق سے حاصل ہونا ممکن ہو گا اور یہ بات بہت بڑے فائدے کی ہے۔

نکتہ:- لنگر کے کام کی روشنی اسباب سے نہیں بلکہ مسبب (اللہ) کی طرف سے ہے بزرگوں کو یہ توفیق ہے کہ اسباب کا کوئی مقام یا جگہ نہ بھی ہو اور لنگر کی کارروائی زیادہ تر اسباب سے روشن ہوتی ہے لیکن تم نے یہ اسباب حکم کے تحت اختیار کئے ہیں نہ کہ خود تمام دشمن قہرالٰہی میں آ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ خرابی ختم ہو جائے گی اور بہت زیادہ خوشی اور خوشحالی حاصل ہو گی چاہیے کہ تم اپنے مرشد پر فخر کرتے ہوئے اس سے اپنے دل کو خوش رکھو

فرد:- دیوار کو کیا غم ہو گا جب کہ تیرے جیسا مددگار ہو اور جب نوح کشتی کا ملاح ہو تو ایسے کشتی سوار سمندر کی لہر کا کیا ڈر ہو گا۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- اپنے دل سے جواب و سوال کرنے سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے گا ہماری رضا کا لحاظ رکھنے سے اور پکی امید سے اس کا انتظار ہر وقت کرنا چاہیے اور جو کچھ ہوتا ہے پیر کی رضا سے ہوتا ہے اور معلوم ہو جائے گا کہ اس مقصد کے حصول میں تاخیر ہمارے حق میں عین آب حیات تھا

نکتہ:- ہم فقیروں نے اپنے پیر سے تعلق ختم کر لیا ہے جب پیر حاصل ہو گیا تمام لمحات اور اسباب سے بے پرواہ ہو گئے اے میری جان میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا اور تو نہ رہا اور چلا گیا پھر حیرت کی کیا بات ہے میں تیرے دل میں ہوں اور تیری آنکھوں میں اور کوشش کر تو میں بن جائے اور تیرا ہر بال میری وجہ سے زندہ ہے بلکہ وہ حیرت بھی میں ہوں اس دولت سے کوئی دولت بڑی نہیں تیرے دل کو دیدار نصیب ہو

نکتہ:- شروع وقت ہمارے حضرت بزرگ پیر کی تربیت یوں سلوک کرتے تھے کہ ہر وہ چیز جو ہمارے حضرت کو پسند و اچھا لگتا تھا اس کو حضرت پیر بزرگ پر بخشش کرتے تھے اور ہمارے پیر نے بخش دیا اور ابتدائے عمر میں ہمارے پیر کو مزاج شریف میں بہت رغبت اور خواہش تھی اور ہر ہر گھوڑا جو آپ کی مزاج مبارک کے قریب تر تھا اس کو حضرت پیر بزرگ کو بخش دیا اور یہ کبھی ہمارے پیر کی خاطر اقدس میں نہ آئی کہ کیوں ہماری پسندیدہ چیز بخش دی۔ بعد میں آپ کی فیض کے دریا کے قطروں والے دل میں یہ بات آئی کہ یہ معاملہ غیر اللہ سے ہمارے دل کو دور کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ کسی کے دل کی سختی و گرانی کا باعث نہ ہو اس کے بعد یوں کیا کہ غیر مطلق نہ رہا۔ یہ تسلیم و رضا ہمارے پیر کو گہری نظر سے ذہن میں رکھنی چاہیے دیکھا معاملہ کہاں سے کہاں تک ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرید ان کی خدمت میں پہنچا اس پر ظاہری مہربانی بہت فرمائی اور تلقین بھی اس پر تھوڑا سا راز منکشف ہوا دل میں خیال آیا کہ میں پیر کے مرتبے پر پہنچ گیا ہوں۔ اس بند گھر کے دروازے کو پکڑ لیا جب پیر مرید کے حال کا ذمہ دار اور دیکھنے والا ہوتا ہے وہ ظاہری مہربانی جو اس پر وقف تھی ختم ہو گئی اور وہ روٹی بھی بند لنگر دوست اور پر رونق سے ملتی تھی ختم ہو گئی اسی حالت پر چھ ماہ گذر گئے اور وہ درست عقیدے پر رہے اس کے بعد اس کو خشک روٹی کے چند ٹکڑے بھیج دیئے جب دیکھا کہ مجھے یاد فرمایا ہے تو بہت ہی خوشی کا اظہار کیا جو بیان نہیں کیا جاسکتا اور روٹی کا ٹکڑا کھایا اور کھاتے ہی ولایت کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ اس کے بعد ان کے پیر نے ان کو فرمایا کہ تیری سوچ دور کرنے کے لئے یہ معاملہ کیا تھا اگر ایسا نہ کرتے تو کسی مرتبہ پر نہ پہنچ پاتے محض تیرے نفع کے لئے تھی یہ حالت یہاں تک کہ اس درجہ ولایت تک پہنچے۔ پس جو کچھ سختی یا نرمی مرید کے حق میں کرتے ہیں محض اس کے فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔

نکتہ:۔ ہمارے بزرگ خصوصاً ہمارے پیر دریا جیسی صفت رکھتے ہیں کہ جب دریا کسی طرف رخ کرتا ہے بے حد و بے شمار زمین کو سیراب کرتا ہے اور جس طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اس طرف کو محض خشک اور بیکار بنا دیتا ہے اور اسی طرح جس مرید پر مہربانی ہوتی ہے۔ بہت زیادہ ہوتی ہے اور جو کہ اعتراض کرتا ہے معذول اور چھوڑ دیا ہوا اور دور از قرب ہو جاتا ہے چنانچہ دریا کا سامنے آنا اور مڑ جانا کسی کے اختیار میں نہیں چنانچہ یہی ان بزرگوں کا مزاج پاک ہے۔

نکتہ:۔ اگر ہمارے پیر صاحب کسی کے حق میں غصہ یا تنگ طبع ہوں تو چاہیئے کہ رحم کا جوش بھی اور اس کے حق میں نہ کیا جائے کہ یہ رحم اس کے حق میں اعتراض میں

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

زیادتی کا باعث ہو گا اور اس کے حق میں غصہ کا موجب ہو گا کیونکہ جلال غیرت سنگدلی اور بے پرواہی ان لوگوں کا انتہا۔ وکنارہ نہیں اس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قیامت کے دن جب منصب غضب وجلال پر ظہور فرمائیں گے اس وقت خاموش رہیں گے اور اپنا سر پاک نیچے جھکائے رکھیں گے۔ جب جان جائیں گے کہ ظہور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے اس وقت سفارش کریں گے۔ اسی طرح جب ہمارے پیر صاحب کی مزاج شریف رحم وجمال کی طرف مائل ہے اس صورت میں کوئی باک نہیں اور جائز بھی ہے۔

نکتہ:۔ جب مرید خود ہی فناہ ہو گیا اور پیر کی رضا حاصل ہو گئی اس حالت میں مرید معشوق بن جاتا ہے اور پیر عاشق اس مرتبہ پر پیر کی رضا مرید کی رضا بن جاتی ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے پیر چاہتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے پیر کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے پیر کرتا ہے مرید کے تمام افعال پیر کے افعال بن جاتے ہیں اگر سلیمان کی بادشاہت چاہے تو مل جاتی ہے لیکن جائز یہ ہے کہ قبضہ میں لینے سے بچا رہے کہ بندگی کا کمال اس میں ہے اور ولایت کا کمال بندگی میں ہے

نکتہ:۔ بندگی کا کمال باوجود قدرت کے قبضہ و تصرف نہ کرنے میں ہے اور کمال ولایت بندگی میں ہے۔

نکتہ:۔ ماہ رمضان کا روزہ فرض ہے اگر کوئی روزہ توڑے تو اس کا کفارہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور پیر جب مرید کو چلہ کشی کا حکم دے تو مرید کے ذمہ پیر کا فرض ہے اگر اس چیز میں جو پیر نے حکم دیا ہوا ہے مرید پورا نہ کرے تو اس نے پیر کے فرض کو توڑ دیا اس کا کفارہ یہ ہے اگر دسویں روز چلے میں نافرمانی کی ہو تو چاہیئے کہ روزانہ روزہ رکھے یا دس گز سوتی کپڑا صدقہ دے اسی طرح دوسرے روزوں کے متعلق

قیاس کرلے۔ جس دن خطا کی ہو ماضی کے دنوں کو شمار کر کے کفارہ مذکورہ ادا کرے یا روزہ رکھ کر یا کپاس یعنی کپڑا بنا دے کر

نکتہ:- چھوٹے بچوں اور برخوردار بیٹوں کو کہنا چاہیے کہ فقر سے استغنا جس طرح بزرگوں نے فرمایا ہے اور عنایت کیا ہے اور رہ نمائی کی ہے، کرنا چاہیے دنیا اور دنیا کے کاروبار سے ہرگز سوا نہیں کرنا چاہیے کہ بزرگ اس میں افزائش و زیادتی کریں گے اور دنیا کے کاموں کے ہونے پر خوشی نہیں کرنی چاہیے اور اس کے نہ ہونے پر فکر، غم نہیں کرنا چاہیے کہ دولت کے نزدیک فقیری سات اقلیم کی بادشاہت ہے جیسے دریا سے ایک قطرہ علیحدہ ہو کر سمندر بھی نہیں بنتا پس اس حقیر شے پر کیا خوشی اور کیا غمی اور کیا فکر استغنا کا اور خوشی کا اور فقر اور اس کی رہ پر خوشی کرنا جیسا کہ بزرگوں نے بخشش کی ہے اور دکھایا ہے جتنی زیادہ ہو مناسب ہے۔

نکتہ:- اگر پیر غصے کا اظہار کریں اور سزا دیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے ایک یہ کہ اگر پیر اپنی مرضی کے بغیر باز رکھیں تو اگر مہربانی نہیں ہوتی تو سزا بھی نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ غصے و سزا کے بعد اس کی روک تھام۔ بہت زیادتی مہربانی و کرم فرمائی سے ہوتا ہے پس دو خوشیاں تحقیق سے ثابت ہوئیں اور یہ علم ایسے شخص کو عطا فرمایا اور بلند تر نکتے کی بات یہ ہے خود ہی خطا کرنے والا اور خود ہی سزا دینے والا ہے۔ خود ہی خوف دلانے والے اور خود ہی خوف میں خود ہی خوشی دینے والے اور خود ہی خوشی لینے والے ہیں۔

نکتہ:- چھوٹی و بڑی اولاد کا صدقہ دینا بہت اچھا ہے البتہ اسے لازم پکڑے اور جس قسم کا صدقہ خیرات میسر ہو دے دے حق کے طالبوں کو۔ بہتر ہے اگر ایسا نہ ہو تو عاجز اور حقداروں کو در نہ چھپانا۔ بہتر ہے

نکتہ:- سیف زبان دو قسم کے ہوتے ہیں جو اس سے پہلے تحریر کر دیے گئے ہیں اور شاہ سیف الرحمن رضی اللہ عنہ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے رات ہوتے ہی ان کی عادت بن چکی تھی اور خلقت کو یہ پتہ ہو گیا تھا کہ جو کچھ زبان سے کہہ دیں ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ان کے حضرت پیر نے اپنے تئیں اس دنیاوی گھر میں اپنے آپ کو قید کر رکھا تھا اور زبان سے کچھ نہ کہا۔ جب ان کے پیر نے اس دنیا سے انتقال فرمایا اور سجادہ نشینی کی مسند پر حضرت شاہ سیف الرحمن قطب زمان بیٹھے تو بات کرنا ختم کر دیا جو کچھ فرماتے تھے چاہے خوشی سے چاہے غمی سے طبعی طور حاصل ہو جاتا اس وقت زبان سے جو کچھ باہر آتا تھا ارادتاً یا غیر ارادتاً اسی وقت ہو جاتا اور خود جانتے تھے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں مطلقاً ہو جائے گا اور سب کچھ ہمارے اختیار میں ہے قوت یقین دراصل ذات شریف میں رچی بسی ہوئی تھی جو ظاہر ہو کر رہی اور یہ طریقہ آپ کی ذات شریف کا تھا

نکتہ:- اَلطُّرُقُ اِلَی اللہِ کَعَدَدِ اَنْفَاسِ الْمَخْلُوْقَاتِ خدا کی طرف جانے کے راستوں کا شمار نہیں اور قریب ترین راستہ یہ ہے کہ سوائے مرشد کے دوسری چیز نہ چاہے نہ کشف، نہ کرامت نہ اعلیٰ منازل اور نہ غیر ان کے جو کچھ ہے پیر کی ذات ہے جو کہ حق ہے پس کسی غرض کا چاہنا عین نقصان اور گھاٹا ہے اور جو کچھ پیر حکم دے اسے سب سے بہتر جانے اور مضبوط کر کے اس طرح پکڑے کہ کسی وقت بھی نہ چھوڑے اور پیر کی محبت میں غرق شخص کو دن رات دل کے دروازوں کو بند نہیں کرنا چاہیے جب ایسا کر لیا جلد اللہ کی ذات سے واصل ہو جائے گا اور ظاہری و باطنی طور پر سوائے اپنے پیر کے کسی دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے اگر کسی کو بھی نہ جانے تو گزارہ ہو سکتا ہے اور کچھ عرصہ بات نہ کہے اگر کچھ عرصہ اس اسرار الٰہی کا

انکشاف نہ ہو یہ جان لیتا ہی. بہت بے پردہ اسرار الٰہی کا کھلنا پیر نے ہاتھ میں ہے
جسیں چاہیں گے کھول دیں گے

نقل ہے کہ ایک فقیر صاحب کمال ان جناب کے خادموں میں سے تھا جو حضرت میران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوئے کی نسل سے صاحب شرف تھے اور ایک زمیندار ان کا معتقد تھا اور ہر روز ان کی خدمت میں آتا تھا کچھ عرصہ کے بعد اس پر غریبی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ گھر کا ساز و سامان تک نہ رہا اور خود در بدر کی بھیک مانگتے تھے اس فقیر نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ کیا میں کسی کو نہیں جانتا نہ مجھے بیوی کی نہ اولاد کی نہ مال و متاع کی اور نہ تیری خبر ہے فقیر نے کہا جا کھیتی باڑی کر۔ وہ اٹھا اور چلا گیا اور راہ چلتے ہوئے ایک بے کار اور کمزور گاتے دیکھی اسے پکڑ لیا جب قریب گیا تو ایک شخص نے آکر کہا میں ایک بیل رکھتا ہوں تو لے لے۔ اسے لے لیا اور تھوڑا سا لوہا حاصل کر کے حل تیار کیا لیکن ناقص سا۔ حکم کے تابع ایک ٹکڑا زمین میں چلایا تھا اس کے بعد چوہوں کے بل کے اوپر جو مٹی کے دانے بنے ہوئے تھے پکڑ کر اپنی تمام زمین پر گندم کے دانوں کی طرح بو دیا چند دن کے بعد اگ آئے اور سبز ہو گئے اور پختہ ہو گئے اس فقیر نے کہا کہ تو بھی پک گیا صرف اس وجہ سے کہ کسی کا مرید بن گیا

نکتہ:- ہمارے پیر شہنشاہ کہا کرتے تھے کہا کہ ہمیں کسی شخص کی پرواہ نہیں اور نہ اہل دنیا کی۔ اگر میں دانوں کی طرح نہ کروں تو کون ہے جو ان کی خبر لے اسی لئے مدد کرتا ہوں اگر نہ کروں تو ولیوں کو کیا جانیں گے اور ان کا زندگی گزارنا مشکل ہو جاتے گا۔

نکتہ:- حضرت موسیٰ سلامتی ہو اللہ کی ہمارے نبی پر اور ان پر کوہ طور پر جا رہے تھے راستہ چلتے ہوئے ایک درویش پھٹے پرانے کپڑوں والا دیکھا جو اپنے کھانے کے لئے

کھانا گھٹیا سا تیار کر رہا تھا اس نے حضرت موسیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ مجھے بھی یاد رکھتے ہیں یا نہیں جب آگے گئے تو ایک زاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کریں کہ بتا دے کہ میری عبادت قبول ہے یا نہیں جب طور پر پہنچے تو عرض کیا اللہ نے جواب دیا اور سچ فرمایا کہ اے موسیٰ ہمارے کلام میں سچائی ہے جھوٹ نہیں۔ بدظن نہیں ہونا چاہیئے زاہد کو بتا دے کہ اس کا گھر بہشت میں سونے سے تیار ہو رہا ہے اور اس پھٹے پرانے کپڑوں والے درویش سے کہہ تیرا گھر دوزخ میں تیار ہو رہا ہے جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو زاہد کو جیسا حکم ہوا تھا پیغام دیا تو جواب میں اس نے کہا کہ میں کچھ عرصہ سے عبادت کر رہا تھا اس لئے میرا گھر سونے کا بنایا اس سے اچھا نہیں ہوا۔ جب خراب حالت والے درویش کے پاس پہنچے تو کہا کہ تیرا گھر دوزخ میں تیار ہو رہا ہے وہ یہ سنتے ہی اٹھا اور خوشی سے ناچنے لگا اور کہا اَلحَمدُ لِلّٰہ مجھے یاد تو رکھتا ہے کہ میرا گھر دوزخ میں بننے کا حکم دیا مجھے اس سے زیادہ کیا خوشی ہو گی پھر حضرت موسیٰ کو حکم ہوا اے موسیٰ تو نے دیکھا وہ۔ بہشت والا گھر میں نے درویش کو دے دیا اور دوزخ والا گھر زاہد کو دے دیا۔ پس جس شخص نے خود اور اپنی عبادت کو نہ دیکھا پر (تکبر نہ کیا) وہ کسی مقام پر پہنچ گیا اور جس نے دیکھا (تکبر کیا) وہ گر گیا (ناکام ہو گیا) اور پھر نہ اٹھا

فرد:- زاہد نے غرور کیا صحیح سلامت راستہ طے نہ کر سکا درویش عاجزی کی وجہ سے امن کے گھر میں چلا گیا۔ جتنی محبت تیرا باپ ہم سے رکھتا ہے کوئی دوسرا شخص نہیں رکھتا اور جو کچھ ہم نے اس پر کرم و بخشش کی ہے اور کریں گے کسی شخص پر نہیں کیا اور کسی نے کسی بھی شخص کے ساتھ ایسا نہیں کیا۔

نکتہ:- لنگر کی روشنی زیادہ سے زیادہ بڑھے گی بزرگوں کے لنگر بہت سے ہیں

چنانچہ حضرت شمس الدین یحییٰ کا لنگر ایک صوبہ میں جاری ہے اور ان جناب کے
دوسرے فقیروں کے لنگر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہیں جو کہ اپنے پیروں کا
عرس بھی کرتے ہیں اور دوسرے متفرق لنگر بھی بہت سے ہیں اور یہ لنگر بھی ہے
لیکن اس کا خرچ برنوریوں کی رقم سے چلتا ہے جو کہ افغانی ہیں اور یہ فائدے کی بات
نہیں اور مقبول و پسندیدہ اہل اللہ کا ہے اور یہ لنگر اس جناب کا ہے دوسری جگہوں
پر نہ روٹی دینے کا رواج ہے نہ کپڑے کا اور غلہ عطا کرنے کا اور یہ سب کچھ ذاتی
غرض کے بغیر ہے اور باطنی لنگر بھی جو کہ طالبوں کی رہنمائی کے لئے ہے جاری ہے اور
پر رونق لنگر کی خدمت دونوں بھائیوں کو عطا فرمائی گئی ہے اور ان کی اولاد بھی اس
خدمت پر قائم رہے گی جب تک کہ قیامت نہیں آجاتی اور اس کے علاوہ ممنوع ہے
اور تلوار کے ساتھ جنگ کرنا بھی یہی عبادت ہے اور راہ حق کی کشود کا باعث ہے

نکتہ:- عفربایاں اکثر حسد کرنے والے ہیں اور کسی کا برا چاہنے والے اس لئے
ظاہری تعداد ان کی ختم ہو جائے گی

نکتہ:- یہ نکتے کی بات مرید کو مقصود اصلی تک پہنچا دیتی ہے چاہیئے کہ اسی پر
مضبوطی سے جم جائے اور وہ یہ ہے جب مرید پر مرشد کی محبت غالب آجائے تو چاہیئے
عشق کا اظہار سوائے اپنے مرشد کے کسی پر بھی ظاہر نہ کرے اور کوئی اس عشق سے
واقف نہ ہو اپنے اندر پیر کا تصور جذب کرے کہ ہرگز اس کے سامنے ظاہر بھی نہ ہو
جب بھی محبت غالب کرے حاجت کے بغیر ہو جب ایسا کیا اپنے مقصود کو پالے گا
اور اگر اظہار کر دیا تو خالی رہ جائے گا۔

نکتہ:- اگر کوئی شخص اپنی لمبی مدت عمر تک بھوکا و پیاسا رہے اور منہ پھیر لے
سب چیزوں سے تو اسے راہ حق میں کچھ حاصل نہ ہو گا جب تک مرشد نہ پکڑے اور

اگر مرشد کی محبت میں بھوک پیاس جاتی رہے اور ختم ہو جائے تو یہ بہتر اور پسندیدہ
ہے اور مرشد کی محبت میں پسندیدہ بات یہ ہے جو اس عنوان پر ہو اور مرشد کی محبت
جتنی بھی غلبہ کرے کسی کو معلوم نہ ہو

نقل ہے کہ مشرقی علاقہ کا ایک شخص تھا جس نے کمر ہمت باندھ کر اپنے تئیں بزرگ
کی فاقہ ڈال لیا یہاں تک کہ کافی مدت تک نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ پہنا اس حد تک
کہ اس کے بدن سے بدبو آنے لگی لوگوں نے کہا یہ کیا حال ہے اچانک ایک فقیر اس
مقدس مقیم شاہی خانوادہ سے بیعت اس سے ملا اور پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے اور کیوں
اپنے آپ کو اس حالت پر پہنچا دیا ہے اس نے جواب دیا کہ راہ حق کے حصول کی
خاطر فقیر نے جواب میں کہا کہ جب تک مرشد نہ پکڑے گا خدا حاصل نہ ہو گا اس نے
کہا تو میرا مرشد ہے جو کچھ کہے گا حکم بجالاؤں گا فقیر نے کہا میں کیا ہوں جو کچھ ہے
شاہ محمد مقیم دین کو محکم کرنے والے ہیں اس باعزت ذات کو مرشد جان لے اور جو کچھ
میں تجھے کہوں وہ بھی اسی ذات کی طرف سے ہے۔ اسے تلقین کی کہ اپنے آپ کو
تکلیف دے کر بھوکا و پیاسا رکھا تو تو محروم رہے گا جو کچھ تیرا دل چاہے کھا اور پی
ایک محبت کا دھیان رکھ۔ اتفاقاً ان کے پیر نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ کیوں اپنے
آپ کو تکلیف میں ڈالا فقیر غریب مقیم کو یاد نہ کیا تاکہ بغیر محنت و مشقت کے اپنے
مقصود کو پالیتا

نکتہ:- ہر طالب حق آکر اولاد کی طرف رجوع کرے یا اس شخص فقیر پر جو اس پیر
کا مرید و فقیر ہے وہ جو کہ ہدایت و رہنمائی پر مامور ہے وہ رہنمائی و ہدایت فرماتے اور
کہے کہ مجھے مرشد نہ جان مجھے پیر جان اور جو کچھ میں کہتا ہوں اور حکم دیتا ہوں وہ میرا
مرشد کہتا ہے تو بھی میرے مرشد کو اپنا مرشد جان نہ کہ مجھے اگر اس نے ایسے ہی کیا

تو دونوں مقبول ہو جائیں گے اور مرشد کی خوشی دونوں کو ملتی ہے اگر رہنمائی و تلقین کے وقت ایسا نہ کیا دونوں کے حق میں برا ہے اور ہر حق تلاش کرنے والا کے لئے مرشد کی ناراضگی ہو گی۔ اس قانون کو پیش نگاہ رکھنا چاہیے نہ کہ ہلاکت میں؟ گرے۔

نکتہ:- اس جناب اقدس و پاک کے باطنی دریا بے شمار ہیں وہ شخص فائدہ اٹھاتا ہے جس نے مرشد کی رضا حاصل کی ہو پس جو کچھ چاہتا ہے پا لیتا ہے اگر رضا حاصل نہ کی تو خالی مایوس رہے گا

نکتہ:- دوسرے خاندانوں میں جو شخص اللہ کے دربار تک رسائی حاصل کر پایا محنت و تکلیف ذلت، بھوک، پیاس اور ننگا رہ کر حاصل کر پایا اور اس جناب اقدس میں کوئی رکاوٹ و سناہی نہیں عیش و عشرت میں رکھ کر طالب کو اللہ سے واصل کراتے ہیں۔ یہی کہ ایک مرشد کا شوق عشق ہوتا ہے کہ یہی مطلوب اور اہم مقصد ہوتا ہے جتنا زیادہ ہو اتنا ہی۔ بہتر اور عزیز ہوتا ہے اور جتنا زیادہ مخفی رکھا جائے اپنی بات کو اتنا ہی بہتر ہے۔

نکتہ:- ایک اہل اللہ اس جناب اقدس پاک سے تھا اور پرداہاں کے گاؤں میں جو کہ ادکھ گاؤں میں ہے وہاں رہتا تھا ایک شخص ان جناب کے خاندان سے تلقین روحی سے فیض اٹھا چکا تھا اور مقصود دل حاصل کر چکا تھا چاہتا تھا اپنے مرشد کے مزار کی زیارت خود آ کر کرے۔ ایک حجام کو اپنا خادم بنا رکھا تھا اسے ساتھ لے آتے جب پرداہاں میں پہنچے حجام کو اپنے ساتھ لے کر ان کے مزار کے کمرے میں لے گئے جو کہ چھپا ہوا تھا اور اپنے مرشد سے حجام کی تصوری ملاقات کرائی وہ مکان بہت پاک و اچھا تھا اور سونے کی اینٹیں اس جگہ۔ بہت تھیں جب اس مرید کو رخصت کی اجازت مل گئی نوکر حجام جو کہ حاقہ تھا اس نے ایک سونے کی اینٹ چرالی وہ مرید جب دروازے سے

باہر آ گیا دروازے پٹ بند ہو گئے اس مرید نے باہر کھڑے ہو کر کہا میرا خادم کیوں رہ گیا اس کے مرشد نے آواز دی کہ خیانت کی وجہ سے جو کچھ پکڑ لایا ہے پھینک دے اور چلا جائے۔ اس نے ایسے ہی کیا اور باہر آ گیا اس مرشد صاحب مکان نے کہا اگر یہ خیانت نہ کرتا تو میں اسے اپنے جیسا کر دیتا اگر خیانت دل میں کر لیتا تو تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیتا پس چاہیے اس راستے میں غیر خیال اور غیر کا ارادہ نہ کرے اپنے اصلی مقصد کو پالے ورنہ محروم و بے بہرہ رہے گا۔

نکتہ:- شہنشاہ جناب اقدس کے بہت سے دریا ہیں اور چاہتے ہیں کوئی تو ان دریاؤں میں سے کسی کو لے لے اور فائدہ اٹھائے لیکن شوق نہیں رکھتے اگر اولاد میں سے کوئی شوق بھی رکھتا ہے ارادہ دلیل اپنے دل کو جلانے کا کرتا ہے اور غیر کو طلب کرتا ہے لہذا اس سے بہرہ یاب نہیں ہوتا۔ پس ہم کیسے خواہ مخواہ دیں لیکن ایک شخص ہے جو ہماری محبت اور جدائی کے غم سے بھرا ہوا ہے اسے ہم ایسا کچھ دیں گے جو کسی نے بھی نہیں دیا ہو گا۔

نکتہ:- ان جناب پاک کے پاس زہر آلودہ تلوار ہے اگر کوئی مرید گستاخی کرتا ہے اس تلوار سے قتل ہو جاتا ہے اور لوگوں کو زندہ دکھائی دیتا ہے دراصل مردہ ہوتا ہے اور ظاہر و باطن سے محروم رہتا ہے اگر معافی مل جائے ایمان عطا ہو جاتا ہے اور اس سے فادہ اٹھانا ختم ہو جاتا ہے چنانچہ شروع میں خالی تھا اور ایسا ہی رہتا ہے

نقل ہے ایک اہل اللہ شخص اپنے ایک خادم کے ساتھ دوسرے اہل اللہ کے پاس گیا جب اکٹھے مل کر بیٹھے تو اس خادم نے اپنے دل کی طرف رجوع کر کے اس خادم پر نظر دوڑائی اس کے مرشد کو علم ہو گیا اس نے غصہ بھری نظروں سے خادم کو دیکھا محض اس نظر کے پڑتے ہی خادم کا چہرہ سیاہ ہو گیا پس مرید کے لئے ضروری ہے کہ

اپنے پیر کے سوا کسی شخص کی طرف نظر اور کسی طرف بھی دل نہ لگائے تاکہ محفوظ و سلامت رہے جب مرشد مرید کے پردے دور کر دیتا ہے تو خلقت جان جاتی ہے کہ یہ دریا ہے اور وہ اس حال میں ہے اور اس عالم میں ہے اور جب دنیا سے انتقال کر جاتا ہے خلقت جان لیتی ہے اور سمجھ جاتی ہے کہ مر گیا اور اب جہان سے انتقال کر گیا اور وہ اس دنیا میں اور اس دنیا میں موجود ہے اور ہر دو عالم میں مساوی و برابر ہے۔

نکتہ:- اور شیخ داؤد کی تسخیر کا ذمہ حضرت میراں جی رضی اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے کو دیا ہوا تھا کیونکہ خلقت کا رجوع کرنا اور دولت کا آنا اسی سبب سے تھا باوجود اس دولت کی آمد کے ایک بھی روزہ خدا کے لئے نہ رکھا اور اسی یہ رجوع خلقت کا بلکہ یا صفت چھین لی مگر تھوڑی سی کرن یا شعاع ابھی باقی ہے اور ان کی اولاد لاؤ لشکر کی مالک ہوئی۔

دوہڑہ:- قول بندے کہو تا گر اندر ہاں چابی جان دس پودے صرافاں

مرشد صراف ہوتا ہے مرید میں دل باکل رہنے نہیں دیتا اور اسے خالص کر دیتا ہے اور مرید اپنے دل کو اپنے اندر نہیں جانتا اس کو دور کرنے والا مرشد کا دل ہوتا ہے۔ جب دور ہو گیا خود مرشد مرید کے اندر تشریف فرما ہو جاتا ہے اور مرید مطلق فناہ ہو جاتا ہے اور وسیع دریا بن جاتا ہے اس کا کہا ہوا مرشد کا کہا ہوا اور اس کا کیا ہوا مرشد کا کیا ہوا وہ سب مرشد ہو جاتا ہے اس مقام جو پہنچا سو پہنچا مرید کو چاہیئے جو بھید ظاہر ہو اپنے پیر کی خدمت میں عرض کرے اگرچہ برا ہو اگر مرید بہت دور کے فاصلے پر ہو تو بھی اپنے دل میں عرض کرے اسے لازم و ضروری جانے کسی اور پر ظاہر نہ کرے مرید کو پردے کے دور ہونے کا انتظار ہر سفر اور ہر لمحہ کرنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ مرید کو فکر دور ہونے کا ہو مرشد کو اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس میں باخیر حکمت کے لئے

ہے نہ کہ قدرت نہ ہونے کی وجہ سے اور تساہل کی وجہ سے ہمارے بزرگوں میں سے ایک ڈھیلہ مٹی سے وٹوئی کر رہے تھے اسی اثنا میں ایک مرید دور کے سفر سے آیا اس نے عرض کی میں راہ حق کا بھوکا ہوں وہ استنجے کا ڈھیلا اسے دے دیا اور کہا کہ کھالے اس نے دل میں خیال کیا کہ مٹی کے ڈھیلے سے کیسے سیر ہوں گا اس نے نہ کھایا ایک دوسرا مرید حاضر تھا اسے کھانے کو کہا اس نے فوراً تمام ڈھیلہ مٹی کا اپنے منہ میں ڈال لیا اور کھانے لگا اس اول آدمی سے کہا کہ جب رحمت جوش میں تھی تو بھوکا رہا پھر رحم فرمایا ڈھیلا مٹی کھانے والے سے کہا کہ تھوڑا سا اس ڈھیلے سے جو تو اپنے منہ میں رکھے ہوئے ہے اسے بھی دے دے تاکہ مطلق محروم نہ رہے کیونکہ وہ دور سے آیا ہے اس کی محنت ضائع نہ جائے حسب حکم اپنے منہ سے خشخاش کے دانہ یا اس سے کم یا زیادہ باہر نکال کر اسے دیا اس نے کھا لیا اور اتنا کھا کر وہ خالی نہ رہا وہ جس نے پورا ڈھیلا کھایا تھا اپنے مقصود کو پا گیا اور اس رنگ چڑھ گیا یعنی شاد و سرشار ہو گیا جو بخشنے والا مہربان ہے وہ یہی ہمارے پیر صاحب ہیں جس کو نکتہ سمجھایا وہ سمجھ گیا اور جس کو نہ سمجھایا وہ نہ سمجھا مرید کو چاہیئے کہ پیر کے احوال کا ہر وقت دھیان رکھے اور پیر کا بھید کسی سے نہ کہے اور بات پیر کے حال کے مطابق کہے اور پیر کے حال کے مطابق خاموشی اختیار کرے اور دم نہ مارے اس سے قبل اس مقام و آستانہ بابرکت اور اس کی اطاعت میں وہ برائی و ظلم و جبر جو چوروں وغیرہ کے ہاتھوں اسے پہنچے بزرگوں کی مرضی اس کا مقابلہ کرنے کی نہ تھی اسے جائز جانتے ہوئے صبر سے برداشت کیا لیکن اس خاکسار بزرگوں کے آستانہ پر جھاڑوں دینے والے کے وقت بزرگوں نے جائز نہجانا کہ کوئی ظلم و زیادتی کرے جوان جناب کے امن کو تباہ کرے لہذا حکم مقابلہ کرنے کا ہوا اور ہمارے پیر کا ظاہری و باطنی ظہور ہوا سرزمین اس حدت تک اس جلوہ سے ہو گی جہاں تک انہوں نے چاہا ہے اور قیامت کے کھڑی ہونے تک یہ صورت رہے

کی اور یہ مرشد جو غفور الرحیم ہیں پردوں کو یوں دور کر دیں گے کہ اس میں بالکل باقی نہ رہے گا اور دوسرے اہل اللہ بھی اگرچہ مریدوں کے پردے دور کرتے ہیں تو دوسرے منزلوں کے پردے بھی باقی رہتے ہیں اور آرزو بھی باقی رہتی ہے مگر ہمارے پیر صاحب کوئی تمنا باقی نہیں رہنے دیتے۔ مرید کو چاہیئے کہ ہر گھڑی اور ہر ساعت چاہے خواب کی حالت ہو چاہے بیداری چاہے تنہائی کی حالت ہو چاہے لوگوں کی موجودگی کی حالت چاہے ہزاروں لوگ حاضر ہوں اپنے پیر کی طرف سے پردہ اٹھنے کا منتظر رہے کسی بھی وقت پردہ کھول دین گے اور شیشے کی طرح دکھادیں گے اس مرید کے سوا کوئی بھی واقف نہیں ہو گا اور جرات بھی عطا ہوتی ہے ساری دنیا مشرق سے لے کر مغرب تک اور عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ اس طالب پر منکشف اور ظاہر ہو جاتی ہے۔

ایک شخص ایک اہل اللہ کی خدمت میں کامل اعتقاد رکھتا تھا اور خدمت بجالاتا تھا۔ فرمایا ہم نے تجھے بادشاہی دے دی وہ تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ اللہ والے اسے دیکھنے کے لئے آتے جب اس کے نزدیک گئے تو بادشاہ کی عزت و تکریم ہر گز نہ کی اور منہ پھیر لیا۔ فرمایا اے ہمارے دم کٹے کتے تجھے ہم نے بادشاہت سے ہٹادیا اور معزول کر دیا جب اس نے یہ سنا تو آپ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا اپنے آدمیوں کو اہل اللہ کو پکڑنے کا حکم دیا اور وہ چھپ گئے۔ دوسرے بادشاہ اور بن گیا اور وہ سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور بہت کوشش کے بعد اس اہل اللہ کو پالیا اور عاجزی وزاری کا اظہار کیا کہ میری خطا معاف ہو جائے آپ نے معاف کر دیا اور پھر تخت پر بٹھادیا کہ

ایک شخص دریا کنارے شب قدر کی تلاش کر رہا تھا۔ رات کو اپنے پاؤں کو پانی میں ڈالے ہوتے تھا تاکہ نیند غلبہ نہ پالے اور وہ بیدار رہے۔ دوسرا کھیتی کار کھوالا قریب تھا پانی لینے کے لئے آیا اور ہاتھ باندھ کر دریا کی طرف متوجہ ہوا جب دریا کنارے

پہنچا اچانک خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے کہا اس شخص سے جس نے دریا میں پاؤں ڈال رکھے تھے کیوں تکلیف اٹھارہا ہے میرا تو مرشد خضر علیہ السلام بن گیا پس بغیر مرشد کے کوئی بھی واصل حق نہ ہو سکا۔ مرشد چاہیئے تاکہ خدا سے ملادے اور شب قدر کے پالینے سے کیا فائدہ۔ یہ آستانہ روشن حجرہ شیر خدا جو شیروں کے بادشاہ ہیں کا ہے۔ ماضی میں بھی تھے حال میں بھی ہیں اور مستقبل میں بھی رہیں گے کوئی وقت بھی خدا کے شیروں سے خالی نہ رہے گا قیام قیامت تک فلاں شخص کو ہم نے اپنا نور عطا کیا اس میں ظاہر ہے اور ظہور کرے گا اور اولادمیں بھی اور تاکہ اس نور سے استفادہ کرے طالب کو چاہیئے کہ پیر پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور اس سے احتراز کرے کیونکہ یہ بہت بے ادبی ہے۔ مہتر خضر علیہ السلام کو دوسرے اولیاء کے ہمراہ ایک گاؤں یا شہر کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا ایک ولی اللہ کو کہا کہ سفید کتے کی شکل میں شہر جا جب وہ گیا تو بستی کے اندر گھوما۔ لوگ دیکھ کر حیران ہوتے کہ کتنا خوب صورت کتا ہے اور ایک شخص کے دل مین آیا کہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ کتا کہاں سے آیا ہے اس کے پیچھے چل پڑا وہ کتا بستی سے باہر آیا اور جنگل کی طرف متوجہ ہوا اور اصلی صورت میں آکر مہتر خضر علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ نماز کا وقت تھا وہ جماعت کرانے کے لئے کھڑے ہو گئے وہ شخص بھی باوضو تھا اس نے چاہا کہ اس اہل اللہ کے پیچھے نماز پڑھوں کہ اس کے پیچھے آیا ہوں۔ استاد جب نماز سے فارغ ہوتے مہتر خضر علیہ السلام نے کہا کہ تو نے خوب کیا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اگر ایسا نہ کرتا تو اللہ کی قسم میں جانتا ہوں تیرے ساتھ کیا ہوتا اور تیرا پیر یہی شخص ہے اور بخشش جو کچھ کیا کیا کر دیا۔ اور اس پیر نے اس شخص کو خصوصاً کہا کہ فی الحال گھر چلے جاؤ وہ گھر چلا گیا وہ بہت غریب تھا وہ خوشحال ہو گیا اور اپنے راز سے کسی کو واقف نہ کیا۔ تھوڑی مدت کے بعد اس کا پیر آگیا اور کہا کہ تو نے اچھا کیا ہے کہ اپنے راز کو خفیہ رکھا۔ اسی وقت

ہمارے ساتھ چل اور ظاہری طور پر اپنے آپ کو مردہ کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا لوگ سمجھے کہ مر گیا۔ اس کا کفن دفن کیا اور وہ پیر اس کو قبر سے پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ پس راز کو چھپانا مرد کو اس مرتبے تک پہنچاتا ہے مرید کو چاہیئے کہ اسے لازمی جانے کہ ایک مرید اہل اللہ کی خدمت میں پہنچا راہ حق سکھانے کی درخواست کی انہوں نے حکم دیا کہ آ جا۔ اپنے ساتھ لے کر باہر لے گئے ایک درخت کے نیچے نیزہ گاڑ دیا اس مرید کو ایک رسی کے ساتھ درخت پر باندھ دیا نیزہ کے بالکل سامنے ایک چھری اس کے ہاتھ میں دے کر اسے حکم دیا کہ جب میں تیری آنکھوں سے غائب ہو جاؤں تو یہ چھری جو تیرے ہاتھ میں ہے اس رسی کو کاٹ دینا اور اپنے آپ کو نیزے کی نوک پر گرا لینا۔ جب اہل اللہ چلا گیا مرید کے دل میں آیا کہ اپنے جان کو کیوں ضائع کروں ایسی اثنا میں چار چور رقم چرا کر اس درخت کے نیچے رقم تقسیم کرنے کے لئے آ گئے اور اپنے اپنے حصہ کی رقم لے لی۔ جب اوپر درخت پر نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص رسی سے باندھا ہوا ہے اور اس نے ہاتھ میں چھری لی ہوئی ہے اور اس کے نیچے نیزہ گاڑا ہوا ہے۔ اس پر انہیں رحم آ گیا۔

ان میں سے ایک نے کہا تم تینوں اپنا حصہ لے کر چلے جاؤ انہوں نے ایسا کیا اور چور دوں نے اس شخص سے جو درخت سے بندھا ہوا تھا کہا تیرا کیا حال ہے اور یہ کیا ماجرا ہے۔ جواب میں کہا میرے مرشد نے مجھے اسی طرح راہ حق کی تلقین کی ہے لیکن میں جان کے خوف سے ایسا نہیں کر سکا۔ چور نے کہا کہ میرے حصہ کی رقم تو لے لے اور مجھے اپنی طرح باندھ دے اس نے ایسا ہی کیا اور وہ رقم لے کر خوشی سے روانہ ہو گیا۔ اور وہ چند ڈھیلے جو ہاتھ میں رکھتا تھا ایک ایک کر کے ڈال دیئے تاکہ معلوم کرے کہ نیزے کی نوک پر گرتا ہے یا نہیں پھر دیکھا کہ گرتا ہے فوراً اس چھری کو رسی پر دے مارا اور خود کو نیزے کی نوک پر گرا لیا۔ اس فعل کے کرتے ہی اس اہل اللہ کا ہاتھ نیزے

کی نوک پر آ گیا اور صحیح و سلامت رہا۔ اسی وقت اسرار عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ اسے نصیب ہوئے اور اپنے پیر کے ساتھ چل پڑا وہ شخص جس نے رقم لی تھی دیکھا دو شخص آ رہے ہیں ایک چور اور ایک اہل اللہ۔ اللہ والے نے کہا تو نے اس رقم کو پسند کر لیا اور اس چور نے اپنے اعتقاد کے بموجب اور ہمت کے ذریعے ولایت کا درجہ پا لیا۔ راستے بے شمار ہیں یہ بھی حق کی راہوں میں سے ایک راہ تھی۔ بعض کو پیر آگ میں کودنے کا حکم دیتے ہیں اگر کود گیا تو اپنے مقصود کو پا گیا اگر باز رہ گیا تو رہ گیا اور بعض کے سینہ پر بندوق تان دیتے ہیں (اگر مرنا) قبول کر لیا تو مطلب کو پہنچ گیا اور نہ کیا تو نہ پہنچا اسی طرح باقی معاملہ ہے

<u>نکتہ:-</u> جو کچھ پیر حکم دے اسے بہت بڑا سمندر جانے اسے خود جاننا اختیار نہ کرے اگر کرے گا تو سمندر کو بند کیا ہو گا یہ بات محرومی کا باعث ہو گی اور یہ بات بھی دل میں نہیں آنی چاہیئے کہ جو وظیفہ شغل پیر خود کرتے ہیں مجھے کیوں کرنے کو نہیں کہتے یہ بھی دریا کو بند کر دے گا۔

<u>نکتہ:-</u> اس کا شادیانہ اس کی بارگاہ میں ہم نے بجا دیا ہے قیامت برپا ہونے تک باقی اور قائم رہے گا اور ہم نے اپنا طریق بنا رکھا ہے اس کا عنوان ہمارا عنوان ہے۔

<u>نکتہ:-</u> کامل ولیوں اور قطبوں نے ہمارے پیر کی انتہا کو نہیں پایا ہے جب دیکھتے ہیں پہچان نہیں کر پاتے پس ولایت کی انتہا کو کیسے جان سکیں گے ہرگز امکان نہیں اور جو کوئی اس کام کے لئے آتا ہے تو پھر اپنی ذات کا سب کچھ بھول جاتا ہے اور ہمارے پیر کی ملکیت میں آ جاتا ہے اور اپنی جنم بھومی کی طرف رجوع نہیں کرتا کیونکہ اس جگہ ایسی چیز ہے جو وہاں نہیں ہے ہمارے پیر کے راستے پر چل پڑتا ہے۔

<u>نقل ہے:-</u> کہ روہی کے ملک میں کنواں کھود رہے تھے جب پانی قریب آ گیا تو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

سب باہر آ گئے سوائے ایک شخص کسی وجہ سے کنوئیں کی گہرائی میں رہ گیا اتفاقاً کنوئیں کے کنارے اوپر سے مل گئے اور وہ تنہا کنوئیں میں رہ گیا اپنے دل میں یقین کر لیا کہ میرے مرشد کی مرضی میرے اس جگہ رہنے یا کنوئیں سے باہر نکالنے میں ہے میں ہر صورت میں راضی ہوں جو چاہے کرے اور ہر روز ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا مرشد کی توجہ سے اسے پہنچتا تھا اور کچھ مدت گزرنے کے بعد کنوئیں کا اوپر والا سرا زمین کے برابر ہموار ہو چکا تھا ایک شخص نے ہندوانے اس جگہ بو دیئے اسی دوران ایک جانور جسے پنجابی زبان میں سہ کہتے ہیں جو کہ اپنے جسم پر بڑے بڑے کانٹے رکھتی ہے اس نے اپنا بل بنا لیا یہاں تک کہ کنوئیں کی گہرائی تک۔ جہاں وہ شخص بیٹھا ہوا تھا پہنچ گئی جب دیکھا کہ یہ گڑھا باہر جاتا ہے اسی راستے سے باہر آنے کے قریب پہنچ گیا اور اس خربوزے والے کو انسانی آواز گڑھے کی سمت کانوں میں سنائی دی۔ آ کر دیکھا کہ انسان ہے اسے باہر نکالا اور اپنا ماجرا بیان کیا چند روز اس کی خدمت کرتا رہا جب وہ شخص طاقتور و صحت مند ہوا اس کے بعد اس کا مرشد آیا اور کہا کہ ہمارے رضا میں قائم رہا اب ہمارے پاس آ جا چند ماہ کے بعد وہ فانی گھر سے رخصت ہو چکا تھا اور اپنے مقصود کو پا گیا پس رضا یہ ہے کہ ہلاکت کے مقام پر بھی راضی ہو اور سوائے مرشد کے کسی کی طرف بھی رجوع نہ کرے اور خوشی کی حالت میں جب کہ سب لوگ راضی ہوں یہ اعتبار نہ کرے

<u>نکتہ:۔</u> ایک مرید جناب پیر صاحب کا تھا مرشد نے حکم دیا جا سیر کر اس نے عرض کیا کس سمت فرمایا کے جس طرف بھی تیرا دل تقاضا کرے لمبے سفر پر چل پڑا اور کسی جنگل میں جا پہنچا۔ جہاں ہزاروں کی تعداد میں بندر تھے چونکہ اس کا اعتقاد صحیح تھا کہتا تھا کہ یہ سب مرشد کی طرف سے ہے۔ جب آگے گیا تو ایک جنگل دیکھا جس

میں ہزاروں شیر تھے اور اس کے گرد آ گئے لیکن اس کے ساتھ چلنے میں چھیڑ چھاڑ نہ کی جب آگے گیا تو جنگل میں ریچھ اور رنگ رنگ کی بلائیں آ گئیں یہ بھی اس کے حال میں مزاحم نہ ہوئیں کہ سب کو مرشد کی طرف سے سمجھتا تھا پھر آگے گیا۔ بہت زیادہ ہاتھیوں والا جنگل دیکھا اس وقت اس راستہ سے چور (شیطان) اس کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ تو کہاں اور تیرا مرشد کہاں رہا۔ اس خیال کے آتے ہی ایک بڑے ہاتھی نے اپنی سونڈ بڑھائی اس کو پکڑ کر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا کہ اے مارے پیر کو۔ بہت ہی بھول گیا تھا بعد میں اس مرید نے اپنے دل میں توبہ کر لی کہ اس چور (شیطان) نے میرے دل میں خطرہ ڈال دیا تھا اے مرشد خدا کے لئے میری فریاد کو پہنچ اور رہائی بخش کیونکہ میں نے توبہ کر لی ہے اور سب ہاتھی اسی کی ملکیت ہیں اور تو حاضر و ناظر ہے مرشد نے حکم دیا کہ تو اپنے آپ کو ہاتھی کی پیٹھ سے نیچے گرا لے اور چل پڑ ایسا ہی کیا اور مرشد کی زیارت کا ارادہ پختہ کر لیا سفر طے کرنے کے بعد پیر کے حضور پہنچا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا مرشد نے دیکھا کہ تین رات دن کھڑا رہا بعدہ پیر نے فرمایا کہ آ جا تیری توبہ ہم نے قبول کر لی ہے اور۔ بہت زیادہ مہربانی فرمائی اسی واقعہ کے ساتھ ہی ولایت کے مرتبے کو پہنچ گیا۔ چاہیئے کہ اپنے مرشد کے سوا ہر چیز کو دل سے نکال دے دوست و دشمن سب کو اپنے مرشد کی طرف سے معمور جانے اور کسی کی طرف توجہ نہ کرے۔

<u>نکتہ:۔</u> تو نے دیکھا تھا کہ حجرہ روشن میں چوروں نے آ کر کیا کیا زیادتیاں کی تھیں کہ تندور پر روٹیاں بھی نہیں چھوڑی تھیں اور ہمارے بزرگوں نے اپنے وسیع سمندر پی لئے تھے باوجود اس قوت اور قدرت کے انہوں نے نہ چاہا کہ یہ چور اور حرام خور برباد ہوں ورنہ یہ کیا ہستی رکھتے تھے حوصلہ سے کام کرتے تھے اور جب ظاہرہ طور پر تیغ

زنی کا حکم ہوا ان دونوں بھائیوں کو اس کام کے لئے کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا اعتقاد مطلق نہیں رہا اگر ظاہرہ طور پر قوت کے ساتھ تلوار پکڑنے کا حکم نہ ہوتا اور سابقہ حالت پر رہتے تو ہم اہل بھی نہ رہتے لہذا حکم ہوا اور ان ہر دو برخورداروں کے حق میں۔ یہ کوشش و کاوش لنگر روشن کے کام یا ظاہرہ طور پر تیغ زنی کرنا بھی عبادت ہے۔

نکتہ:- یہ بیکراں سمندر جو کہ خلقت کے نزدیک مشہور و معروف ہے یہ کیا جاتا ہے کہ ہمارے پیر صاحب نے ہزاروں بڑے سمندر پی لئے اور اس کی بھنک بھی باہر نے آنے دی

نکتہ:- مرید کو چاہیئے کہ بغیر مرشد اہل اللہ کسی شخص کی طرف رجوع نہ کرے اگر کرے تو اسی پر رہے ایک جانور رندائی کہ ہندی زبان میں اسے گناہی کہتے ہیں اور دریا کے کنارے رہتا ہے اس نے روہی کے علاقہ کی طرف۔ بہت زیادہ بادل دیکھا دریا کو چھوڑ روہی کی طرف اڑ گیا جب اس جگہ بادل بکھر گیا اور بارش کا پانی بھی خشک ہو گیا وہ گناہی تپش و پیاس میں گرفتار ہو گیا اور پروبال ختم ہونے لگے اور اپنے دل میں توبہ کرلی اور پھر دریا کی طرف متوجہ ہوا۔ اپنی اصلی حالت پر آ گیا اگر مرید اپنے مرشد کے سوا کسی کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا حال بھی اس جانور جیسا ہوگا پس مرشد اتنا مضبوطی سے پکڑے کہ چھوڑے نہیں۔

نکتہ:- فلاں شخص کو ہم نے رنگ (توحیدی) سے رنگ دیا۔ یہاں تک کہ گیارہ بارہ دفعہ اس نے کہا کہ میں رنگ چاہتا ہوں اور ہم رنگ عطا کر دیں گے اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی

نکتہ:- جو شخص ان جناب اقدس درگاہ سے دھتکار دیا گیا ہو دوسرے اہل اللہ اسے

قبول نہیں کرتے۔ مگر اسی طرح مقدس و پاک جناب دوسروں کے دھتکارے ہوتے کو چاہیں تو قبول کرلیں اور دوسرے بزرگوں میں سے اگر کوئی ان پیر بزرگ کی ذات کے سلسلہ میں داخل ہو جائے اپنے پیر سابق کے جو کہ وہ رکھتا تھا تو بخشش پا لیتا ہے اور کوئی ان پیر صاحب سے پھر جائے اور دوسری جگہ چلا جائے تو وہ شخص مردود اور رانده ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- اگر پیر کی محبت غالب آجائے تو مرید کو چاہیئے کہ اس حالت میں سوئے نہیں کہ یہ صورت بہت بری ہے۔

نکتہ:- اور یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ ایک اللہ والے قضائے حاجت کے لئے باہر گئے اور تین خادم ان کے ساتھ تھے ان میں سے دو اپنے مرشد کی طرف دھیان رکھتے تھے اور ایک اپنی آنکھیں بند کرلیں وہ اٹھا اور اپنی پیٹھ مرشد کی طرف نہ کی جب فارغ ہوئے تو لوٹا مانگا وہ خادم جو آنکھیں بند کئے ہوئے تھا اور لوٹا بھی ہاتھ میں رکھتا تھا آنکھ بند کر کے لوٹا مرشد کے حوالے کیا جب استنجا سے فارغ ہوئے فرمایا آنکھیں کھول اور دونوں خادموں کی طرف دیکھ کیا دیکھتا ہے کہ دونوں خادموں کا منہ سیاہ ہو چکا ہے اپنے گھر میں آئے سب لوگوں نے دیکھا کہ ان کا منہ سیاہ ہو چکا ہے اور یہ تیسرا جو تھا کمال کو پہنچ گیا اور دوسرا اہل اللہ آیا اور اس نے اس مقبول بارگاہ خادم سے کہا کہ تیری عرض بھی مقبول ہو چکی ہے۔ مرشد کی خدمت میں آکر کھڑا ہو گیا اور تمام رات کھڑا رہا جب صبح کی سفیدی پھوٹی تو مرشد نے کہا کہ تو کیوں کھڑا ہے عرض کیا کہ دونوں کی خطا معاف ہو جائے عرض قبول ہوئی ہر دو اشخاص کا چہرہ پہلی حالت پر آ گیا اور باطن سے فیض یاب نہ ہوئے اور موقوف اور خالی رہ گئے اور مرید اپنے باپ دادا کی عمدگی اور برتری نہ کہ خاندان یا علم کی برتری رکھتا ہو اور اپنے دل میں ایک ذرہ

بھرا ناو تکبر رکھتا ہو تو اپنے پیر سے محروم و بے نصیب رہے گا تا کہ خود کو عاجز و نابود رکھے اپنے مرشد کے سامنے باطنی کیفیت تک نہیں پہنچ سکتا۔

نکتہ :- عشق کی چند قسمیں ہیں بعض کو اچھے کھانے کھانے کا اور شربت پینے کا شوق بھرا ہوتا ہے بعض کو رزق کے زیادہ ہونے کا بعض کو عمدہ لباس کا اور بعض کو مرشد کے دیکھنے کا یہ بہتر ہے اور بعض کو یہ بھی نہیں بلکہ مرشد کی رضا کا شوق رکھتے ہیں جیسا بھی رکھتے ہیں رکھتے ہیں یہ سب سے برتر ہے اور اسے مرشد جو کچھ دیتا ہے اور کسی کو نہیں دیتا

نکتہ :- ہر وہ مرید جو حقیقت خدا کو پا چکا ہو اپنے یقین کے ذریعے مرشد تک پہنچا ہوتا ہے اور جو محروم رہا تو اپنے دل کی خطا اور اپنے اعتقاد کی سستی کی وجہ خاص طور پر جب طالب علم خطا کرتے ہیں تو محروم رہ جاتے ہیں۔

نقل ہے :- ایک مرید کو اس کے مرشد نے کہا کہ کھڑا رہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک شخص نے آ کر اس سے کہا کہ رات کسی کی ملکیت ہے کہا کہ اس کی جس کی ملکیت دن ہے۔ پھر کہا کہ کیوں کھڑا ہے میرے ساتھ آ۔ اس نے کہا جس نے کھڑا کیا ہے وہی جانتا ہے۔ پھر کہا کہ اگر میں تجھے بند کر دوں اس نے کہا کہ تو کون ہوتا ہے مجھے بند کرنے والا سوائے میرے مرشد کے۔ اس نے کہا کہ اگر میں تجھے بند کر دوں اس نے کہا کہ تو کون ہوتا ہے مجھے بند کرنے والا سوائے میرے مرشد کے اس نے کہا کہ اگر میں تجھے پیٹوں تو؟ اس نے کہا تو کیا طاقت رکھتا ہے مجھے مارنے کی سوائے میرے مرشد کے پھر اس نے پیٹنا شروع کر دیا اس نے کہا تو نہیں مارتا میرا مرشد مجھے مارتا ہے۔ وہ مرید اس جگہ سے نہ چل کر گیا اور اس کے دل نے لغزش بھی نہ کی اس کے بعد اس کا مرشد آ گیا اور کہا کہ تکلیف تجھ پر وارد تھی تو نے اچھا کیا کہ ثابت قدم رہا تیرا کام اس نتیجہ

تک پہنچ گیا محض اسی سے وہ شخص صاحب حال ہو گیا۔ پس مرید کو اس طرح ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیئے کہ اپنے پیر کے حکم پر عمل کرے تا کہ حقیقی مقصد کو پا لے۔

نکتہ :- حق کے راستے بے شمار ہوتے ہیں اور تمام راستوں کے رجوع کرنے کا مقام حق ہے مثلاً مرشد نے مرید کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تو مرید کے حق میں یہی کھڑا ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہونے کا ذریعہ بن جائیگا لیکن شرط صدق دل یا بیٹھنے کا حکم یا خاموش ہونے کا حکم یا کوئی اور سب کے ذریعے اللہ سے واصل ہو جاتے گا چنانچہ سب دریا سمندر میں جا پہنچتے ہیں بعض مریدوں کو مرشد سمندر کے راستے کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں یہ کسی حیثیت کے نہیں رہتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ترجمہ :- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہیے عطا کر دے

نکتہ :- مرید کو چاہیئے کہ اپنے افعال و کردار و کلام و خاموشی و بیٹھنے و چلنے میں سوائے اس کے جیسے کہ کھانا سونا اور جاگنا میں اپنے پیر کو بھید سمجھے بلکہ پتھر و اینٹ میں اپنے پیر کو بھید جانے کہ یہ سب بغیر بھید کے نہیں ہیں۔

نقل ہے :- ایک شخص نے دریا میں غوطہ لگایا اور آ گیا اور ایک دریا کے کنارے کمر باندھے ہوئے اس کے برابر آیا تھا اور وہ شخص جو کہ دریا میں تھا فریاد کرتا تھا کہ خدا کے لئے اور اپنے مرشد کی خاطر مجھے دریا سے باہر نکال اور وہ شخص جو دریا کے کنارے چل رہا تھا اس طرح خیال کرتا تھا کہ مرشد اور خدا کے درمیان وہ فرق جانتا ہے آخر کار اپنے دل میں خیال کرتے ہوئے کہ میں مرشد کی خاطر جان قربان کر رہا ہوں لیکن اس سے پہلے چند نڑ (نرسل) مہیا کر کے ڈال دے تا کہ ڈوبنے والے کو بچنے کا سبب ہو جائیں جب نڑ اس کے قریب پہنچے اور بھی غرق ہونے لگا پھر اس نوجوان نے اپنے مرشد کے نام کی خاطر اپنے تئیں دریا میں ڈال دیا اور اس ڈوبنے والے

کو مع ان زادوں کے کنارہ پر لے آیا اور ڈوبنے سے نجات دلادی اور اس نے نکالنے والے کے حق میں دعا کی کہ اپنے مرشد سے سرخرو ہو جاتے محض اسی عمل سے مرشد نے اس سے کہا کہ تو نے اپنی جان مجھ پر فدا کر دی اور دریغ نہ کیا تیرے پردے میں نے دور کر دئے پس وہ حق سے وصل پانے والوں میں شامل ہو گیا۔

نقل ہے:- کہ ایک شخص حق کی طلب میں اہل اللہ کے پاس گیا اور اسے مرشد بنا لیا اور عرض کیا کہ کچھ ارشاد فرمائیں چند بار تکرار عرض کرتا رہا اس اللہ والے نے بار بار عرض کرنے کی وجہ سے اظہار ناراضگی کیا اور ہندی زبان میں کہا بردالبھکہ یعنی اے کھالے اسی وقت وہ مرید چلا گیا اور اس کام کے لئے تیار ہو گیا جس جگہ ہوا چلتی تھی اپنے منہ کو اس کی سمت کھول کر بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ اس حالت پر کچھ وقت گذر گیا آخر کار کامل ولیوں میں شامل ہو گیا۔ پس جو کچھ مرشد فرماتے اسی کو خدا کا راستہ سمجھے اور مضبوطی سے پکڑے اور کوئی تمنا نہ کرے اگر کرے گا تو محروم رہ جاتے گا۔

نقل ہے:- ایک طالب حق کو مرشد نے حکم دیا اس طالب نے عرض کیا جب تک میں زندہ ہوں اپنے پہلو کو زمین پر نہ رکھوں گا اس نے اسی طرح کیا جب اس کی عمر پوری ہو گئی اور نزع کا وقت آ پہنچا لوگوں نے کہا اس حالت کو پہنچ کیا چاہیئے کہ اپنے پاؤں کے بل اپنے تئیں گرالے اس نے یہ بات نہ مانی تاکہ حکم دینے والے کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو توڑنے والا نہ بنے کھڑے کھڑے دیوار کا سہارا لیا اور اس کی جان اللہ کے حوالے ہو گئی۔ مرشد نے کہا یہ میرا عہد ہے اور میں نے عہد کیا ہوا تھا کہ تجھے زمین کے حوالے نہیں کروں گا اور اس کے جسم علیین کی بلندی پر لے گئے اور اس کے مرشد نے اسے زمین پر نہ ڈالنے دیا۔

نقل ہے:- ایک شخص بھیڑیں یا بکریوں کا ریوڑ رکھتا تھا جب چرانے کے لئے

باہر لے گیا تو ایک اژدہا آگیا اور تمام ریوڑ کو گھیر کر پکڑ لیا۔ اسی اثنا چند لوگوں کا اس جگہ سے گزر ہوا۔ اس گڈریے نے فریاد کی کہ کوئی ہے جو ہمارے ریوڑ کو اس اژدہا سے بچائے کسی نے بھی جواب نہ دیا بار بار کہا کہ کوئی ہے جو اپنے سچے مرشد کی خاطر ریوڑ کو بچائے ان آدمیوں کے درمیان ایک مسافر اٹھا اور اپنے دل سے کہا میری جان میرے مرشد پر قربان ہو کہ اس شخص نے میرے مرشد کو وسیلہ بنایا تیغ کھینچ کر اژدھا کے نزدیک آیا اور کہا اس ریوڑ کو چھوڑ دے اس آواز کے سنتے ہی اژدہا نے اپنا منہ کھولا اور اس پر حملہ کر دیا اس نے اس کے منہ میں شمشیر مار دی کہ اس کا تمام منہ کٹ گیا اور ریوڑ نجات پا گیا اور اس شخص کو ایک ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا اس کے بعد مرشد نے آکر کہا تو نے اپنی جان مجھ پر فدا کر دی اور دریغ نہ کیا یہ ساری آزمائش تیرے لئے تھی کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہم پر ثابت رہا اپنے اصل مقصود کو پا گیا اپنے مرشد کے ساتھ ایسی محبت کرنی چاہیئے جیسی طالب بجالایا تاکہ باطنی کیفیات چاہنے کے قابل ہو۔

نقل ہے:- ایک مرید کو پیر نے حکم دیا کہ اس جگہ بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا اس مکان کی چھت نہ تھی اور نہ اس کے جسم پر کوئی کپڑا تھا۔ گہرا بادل آیا اور بادل گرجنے لگے اور بجلی کودنے لگی لوگوں نے کہا اے درویش اس جگہ مت بیٹھ کسی محفوظ جگہ پر چلا جا کیونکہ بارش میں مر جاتے گا لوگوں نے بہت ہی مبالغہ آرائی کی کہ اس جگہ سے اٹھے مگر وہ اٹھا اور کہا کہ مجھے پیر نے بٹھایا ہے اور یہ بادل بجلی کی کڑک و چمک اور بارش سب کچھ میرا مرشد ہے۔ جب یہ بات اپنے دل میں یقین سے پختہ کرلی بادل اور بارش سب جاتے رہے اور کچھ نہ رہا اس کے بعد پیر کی خدمت میں عرض کی اپنی حالت کے متعلق پیر نے کہا ایسے ہی تھا جیسا تو نے خیال کیا اگر مقررہ جگہ سے اٹھ جاتا اور چلا

جاتا تو تیرا کام تباہ ہو جاتا پس مرید کے لئے لازم ہے کہ سوائے اپنے پیر کے کوئی چیز نہ جانے اور سوائے پیر کے حکم کے کچھ نہ کرے تاکہ صحیح و سلامت رہے اور حقیقی مقصد کو پالے

نقل ہے :- مرید جنگل میں اللہ کی یاد میں مشغول تھا بھیدوں میں سے ایک بھید اور اس کی وجہ سے مرشد کے تصور کو بھول گیا اسی وقت ہزاروں بندر اسے قتل کرنے کے لئے اس کے گرد آ گئے اور اسے لڑھکانا شروع کر دیا اسی اثنا میں اپنے مرشد کو یاد کیا وہ سب بندر ایک ہی دفعہ جاتے رہے اور مرید کا جسم ٹھیک رہا پس چاہیئے کہ بھیدوں میں سے کسی بھید کی طرف بغیر اپنے مرشد کے متوجہ نہ ہو تاکہ مقصود کو پا لے۔

نقل ہے :- ایک ولی اللہ کے پاس. بہت سے نوکر تھے اور اپنے سامنے آگ جلائے رکھتا تھا جیسے کہ فقیروں کی عادت ہوتی ہے ایک نوکر سے کہا کہ جا اور ایندھن کاٹ کر لے آ۔ خادم نے عرض کیا ایندھن. بہت موجود ہے دوسرے کو حکم دیا اس نے بھی یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ تمام خادموں نے یہی جواب دیا ایک خادم باقی رہ گیا تھا اس کو حکم دیا اس نے قبول کر لیا اور کلہاڑا ہاتھ میں پکڑ کر چل پڑا چند لکڑیاں کاٹ کر لے آیا اور سامنے رکھ دیں اور خود ہاتھ باندھ کر اپنے پیر کے سامنے کھڑا ہو گیا اس ولی اللہ نے ایک لکڑی ہاتھ میں پکڑ کر اسے ماردی خادم نے لکڑی پکڑ کر سامنے رکھ دی یہاں تک تمام لکڑیاں اسے مار دیں۔ تمام لوگوں نے سمجھا کہ سخت ضربوں سے مر جائے گا بعد میں جو لکڑیاں جو آگ میں تھیں ایک ایک کو پکڑ کر خادم کو دے ماریں اور وہ خوش چہرے کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور حقیقتاً کسی بھی آسیب نے اسے ضرب نہ پہنچائی۔ حکم دیا کہ آگے آ جب وہ آ گیا اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور فرمایا کہ جو

کچھ چاہتا ہے جا اور بن جا میرے اور تیرے درمیان سے پردہ اٹھ گیا ہے میں تجھے دیکھوں گا اور تو مجھے ایسا معاملہ بھی پیر مرید کے ساتھ کرتا ہے اگر مرید صادق ہو اگر نہ ہو تو نہیں

نقل ہے :- دو درویش بیٹھے مردہ کتے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے چند لوگوں کا ان کے قریب سے گزر ہوا انہوں نے کہا عجیب درویش ہیں کہ مردار کا گوشت کھا رہے ہیں انہیں سے ایک آیا اور درویشوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا اس مردار گوشت کے ٹکڑے میں سے مجھے بھی دو۔ انہوں نے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ ہم مردار گوشت کھا رہے ہیں تو بھی دیکھ رہا ہے تو مردہ گوشت کھانے کا رغبت کیوں ہو رہا ہے پھر کہا خدا کے لئے مجھے اس میں سے بخشش فرمائیں۔ گوشت کا ٹکڑا اسے دے دیا اس نے منہ میں ڈال لیا اور کہا دہلی میں ڈانسر ڈانس کر رہی ہے ان درویشوں میں سے ایک اٹھا اور اس کے گلے کو مضبوطی پکڑ لیا وہ گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ سے باہر نکال لیا کیونکہ وہ حوصلہ نہ رکھتا تھا اور اس جناب اقدس کے سامنے حوصلہ درکار ہے خاص طور پر مریدوں کے لئے کہ راز کو چھپانے کے لئے بھی حوصلہ پسند کیا جاتا ہے

نقل ہے :- ایک طالب حق ایک ولی اللہ کے پاس گیا کہ خدا کا راستہ دکھا دیں انہوں نے کہا جا ایک چھری لے اور اسے زمین میں مضبوطی سے گاڑ کر اس کی نوک پر اپنا سر ننگا کر کے رکھ دے اور الٹا ہو کر پاؤں اوپر کر کے رکھ یہی راہ خدا ہے۔ طالب نے ایسا ہی کیا جب اپنا سر مکمل اعتقاد کے ساتھ چھری کی نوک پر رکھا تو پیر کا ہاتھ چھری کی نوک کے آگے آ گیا مرید کو معلوم ہو گیا کہ پیر کا ہاتھ ہے ادب سے اپنے پاؤں نیچے لے آیا۔ پیر نے کہا اگر اپنی حالت پر رہتا تو. بہتر تھا لیکن ادب کرنے کے

لئے تو ہم نے تجھے اہل راز باطن میں شامل کر دیا وہ اپنے مقصود دلی کو پا گیا مثلاً بیس مٹکے ہوں۔ ان میں سے ایک پانی سے بھرا ہوا ہو اور اس سے تمام مٹکے پانی سے بھر گئے اور وہ پہلا پانی سے بھرا اپنی حالت پر رہا اور جب سورج بارہویں برج پر لوٹتا ہے اور ہر برج پر وہی ایک سورج اپنی حالت پر ہی ہے اسی طرح نور خاص حضرت سرور عالم ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچا حتیٰ کہ نسل در نسل حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوئے تک پہنچا اور ان ذات پاک وصاف سے چل کر ہمارے بزرگوں اور ہمارے بادشاہ تک مستفید کیا اور عزت دے دی۔ یہاں تک کہ قیامت برپا ہونے تک ہر زمانے میں ایسا آدمی ان جناب کی اولاد میں سے ہوتا رہے گا اور اس کا آنا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرح ہو گا اور خدا کے دیکھنے کی طرح ہو گا اور ہمارے تمام بزرگ جو کہ اس مرتبہ پر تھے وہ ہو گا کیونکہ اس پہلے مٹکے کا پانی ہو۔ جو باقی مٹکوں میں ہے پس دوسرے مٹکوں کا پانی دیکھتا ہو جو پہلے مٹکے کی طرح ہے پس تو سمجھ لے.

نکتہ:۔ ہمارے بزرگوں کے نزدیک بندگی کرنا جیسے کہ ہر زمانے میں اپنے پیر کی خدمت میں چلا آ رہا ہے یہ ہے۔ ہر ظاہری و باطنی حکم جو قابل ہونے کے لئے پیر دے یہ سوچے اور بغیر تاخیر اور خوشی خوشی بجا لاتا ہے یہ بندگی اعلیٰ و مکمل ترین ہے اور فلاں شخص کے نصیب ہوا ہے۔ یعنی ہم نے نصیب کر دیا پیر کا تصور نہ ہونا شوق کے نا ہونے کے مترادف ہوتا ہے جیسے کہ بغیر تکلف کے شوق غالب تصور توحید تین قسم کا ہوتا ہے علمی، یقینی اور روحانی اول قسم کے لئے ثبوت لازمی نہیں ہوتا اور دوسری قسم بے خطا اور حالی ابتدائی و بنیادی توحید ہے بلکہ غم دینے والی بس۔ یقین سے جانے کہ توحید یقینی جو مرشد نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ ابتدائی حالی توحید ہی ہے حالی جو کہ کمال

مہربانی سے عطا ہو گی اور اس میں شک و شبہ نہیں ہے اور اس امید میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔

نکتہ:۔ یہ روشن لنگر ملکیت فقراء کی خدمت کرنے والوں کی ہے اور لنگر کا خادم محض اپنے تئیں خادم جانے اور فکر مند نہ ہو کیونکہ لنگر والا اپنے لنگر کو ہمیشہ جاری و بھرا ہوا رکھے گا اور روزانہ بڑھتا رہے گا پس خادم کو نہیں چاہیئے کہ روشن لنگر کے خرچ کی فکر کرے کیونکہ لنگر کا مالک لنگر کی فکر بہتر طور پر رکھتا ہے اور جانتا ہے۔

نکتہ:۔ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں وہ لوگ جن کو ظاہری اسباب کے ظہور کا حکم ہوتا ہے اس سے مراد ظاہری علوم میں عنایت ہوتے ہیں اور وہ جن کو ظہور کا حکم نہیں ہوتا وہ نہیں۔

نکتہ:۔ ہر کام جو خواہش کے موافق نہ ہو بزرگ اس کو خیریت اصلی اور بہبود کہتے ہیں ان سے ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ تمام کاموں کو بزرگوں کے سپرد کرنا چاہیئے کہ جو کچھ چاہیں گے کریں گے اس میں خیریت ہو گی عقل کو اس میں دخل نہیں

نکتہ:۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنے پیر کی اولاد کے افعال و کردار کی پرکھ کی خواہش نہ کرے کیونکہ وہ خیر کے ساتھ بخشے ہوئے ہیں عاجزی کرنا اچھا ہے اولاد کے بارے میں بھی اگر وہ بھی نہ کریں تو معرفت کو پا نہیں سکتے اگرچہ اولاد ہی ہو۔

نکتہ:۔ روزی کے جاری کرنے کے لئے مرید کو کہنا چاہیئے کہ جب تک یاد الٰہی میں رہے گا روزی میں خلل نہیں آئے گا اور بے آرام نہ ہو اور عمل یہ ہے بعد نماز فجر سورۃ فاتحہ کو اکیس بار اور بعد نماز ظہر بائیس دفعہ اور بعد نماز عصر تیئیس دفعہ اور نماز شام کے بعد چوبیس دفعہ اور نماز عشاء کے بعد دس دفعہ انشاء اللہ تعالیٰ بغیر تکلیف کے

روزی پہنچے گی اور یا فجر کی نماز کے فرض اور سنت کے درمیان اکتالیس دفعہ یا اکیس دفعہ سورۃ پڑھے اور اس سورۃ کے تمام خواص کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا سوائے چند ایک کے جتنا کہ اللہ چاہے اور فنا۔ ذات حق کے حصول میں زیادتی کے لئے جو کہ عین معرفت ہے مذکورہ سورۃ سو دفعہ اول و آخر درود اور ہر روز ایک ہی وقت میں پڑھنی چاہیئے اور مفہوم اھدنا الصراط المستقیم معرفت ہے اگر اکتالیس دفعہ ہر مرض میں پڑھ کر دم کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ شفا پائے گا۔

نکتہ:۔ اس جناب پاک وصاف کے سامنے گناہ کی طرف نظر نہیں ہونی چاہیئے اگرچہ بہت زیادہ گناہ گار ہو جب اس جناب کی طرف رجوع کر لیا تو تمام گناہ اس کے جل جائیں گے گویا کہ نہیں کئے تھے۔

نکتہ:۔ فلاں شخص ہماری دو انگلیوں کی طرح ہمارے قریب ہے مگر خود حرکت کرنے اور سکون کی طاقت نہیں رکھتا

نکتہ:۔ جو شخص عامل بننے کے لئے کلام پڑھتا ہے اس کا عامل بن جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے پردے میں رہتا ہے اور جو کوئی اللہ کے لئے پڑھتا ہے اس کا عامل ہو جاتا ہے اور وہ حاجتیں بھی پوری ہو جاتی ہیں جو کہ کلام کے لئے لازم ہیں۔

نکتہ:۔ روح لطیف اور اس کا کام بھی لطیف ہوتا ہے اور نفس کثیف اور اس کا کام بھی کثیف ہوتا ہے۔ جب نفس عمدگی سے بنا ہو تو وہ روح کا آئینہ بن جاتا ہے بلکہ عین روح بن جاتا ہے۔ بعض مریدوں کے حق میں مرشد کا یہ بیت پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ جس کو معبود لاشریک اور جس سے برتر کوئی نہیں قبول کرے اس کو کو توال کی کیا تکلیف ہے اور جہاد اور چلہ کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت ہے۔

نکتہ:۔ صاحب حال وہ شخص ہوتا ہے جس کی توجہ ہر وقت ذات خدا پر رکھے۔ اور یہ حال ایسے شخص کا ہوتا ہے جو ذات واحد کو چھوڑ کر کثرت میں آجائے۔ چاہیئے کہ خود بخود کثرت کی طرف متوجہ نہ ہو اور داخل نہ ہو اگر وہ خود آئے تو آجائے اس مقام پر مرید کو چاہیئے اپنی ذات کا دوسروں کی ذات سے مقابلہ کرے اگرچہ سب چیزوں کی ذاتیں ایک دریا میں متصل ہیں لیکن یہ مرشد کی ذات ہے اور مرید پر غلبہ پا چکا ہے۔ تمام ذاتوں کو بہتر جانے اور دوسری ذاتیں خود میں گم ہوں یا خود دوہستی کو تکمیل کرے اور کمال تک پہنچائے اور اس میں تمام وقت موجود رہے اس سے پہلے کہ کسب ہو مزدوری کے طور پر چار پیسے بنتی تھی اور یہ مقام سمندر کا ہے جس کی انتہا نہیں اور جب اس مرتبہ پر پہنچ گیا تو کسب خود بخود ختم ہو جائے گا جیسے چنے کی روٹی موقوف ہو جائے گی جب گندم کی روٹی میسر ہو جائے یا گندم کی روٹی کے مقابلے پلاؤ میسر آجائے

نکتہ:۔ آمدہ حالت کو فائدہ نہیں اگرچہ غلبہ پا کر آئے تو آجائے لیکن اس حالت میں مرید اور اس کا طالب۔ بہر عشق بن جائے جب زمانے کی طعن سے باز رہے

نکتہ:۔ مرید جب حال کی زیادتی میں ہو تو زیادہ سے زیادہ حال طاری کرے اور نیز بن جائے لیکن ہرگز کوئی اعتراض کی بات زبان پر نہ لائے اپنی حالت حال کے متعلق کیونکہ اہل زبان نے بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں کی

نکتہ:۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چالیس سال کی عمر پہنچتے تھے تو ان کو نبوت ملتی تھی لیکن ہمارے بزرگ چالیس سال سے زیادہ عمر میں کامل ولایت اور مرتبہ کی انتہا کو پہنچتے اور حضرت صاحب شان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اللہ سے راضی ہوتے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

چودہ یا گیارہ سال کی عمر میں کامل اور مکمل سالکی اور اعلیٰ درجہ پر پہنچے۔ ظاہر و باطن میں جب طالب داخل ہو گیا وہ طالب نہ رہا اس چیز کا۔ وہ خودی (ذات کی معرفت) جاتی رہی جب یہ واپس نہیں آئے گی۔ پس اس مرتبہ پر جانے یقین کامل سے اندر و باہر سب مرشد کی ذات ہے۔ اور عشق جو کہ اللہ کی ذات ہے دعویٰ کرے گا میں ہی ہوں میرے سوا کچھ نہیں اور یہ عشق وعدہ کیا گیا ہے اور صبر کہ جس کی انتہا نہیں ہے اور خیال و وہم کہ جو سب ذات ہیں ان کی طرف رجوع نہ کرے کہ یہ مرتبہ کے درمیان میں اور بیڑیاں ہیں۔ مرید دلدل کی طرح یعنی کل لاہو کہ اعلیٰ مرتبہ سے نیچے نہ آئے۔

نکتہ:- مرشد عشق سے پر ہوتا ہے اور عشق اسرار سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ مرشد جس جگہ قیام کرے سب اسرار اسی کے پاس ہوتے ہیں۔ سب اس کے تابع ہوتے ہیں اور ہر قدم پر اس مرتبہ میں ہزاروں اسرار ہوتے ہیں۔

نکتہ:- مرید ہر چند عالی مرتبہ پر پہنچ جائے اپنے پیر کی غلامی لحاظ رکھنا ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اس کی درگاہ پر زیارت کے لئے جانا بھی نہ چھوڑے۔ اور زبانی باتوں باطنی صفائی حاصل نہیں ہوتی اور جب زبانی باتیں دلی لگاؤ سے غافل نہ ہوں تو یہ زبانی باتیں باطنی صفائی کا باعث بن جاتی ہیں۔

نکتہ:- احدیت کا مرتبہ اور واحدیت اور ذات الٰہی کا اپنے اندر مطالعہ کرے اور اس کی حقیقت پر بھی غور کرنا چاہیئے اپنے اندر غوطہ لگائے اور اسے نہ چھوڑے

نکتہ:- رضا کے درجے کی کچھ قسمیں ہیں پہلے یہ کہ جو کچھ کرتا ہے پیر کرتا ہے دوسرے یہ کہ جو کچھ پیر کرتا ہے کرتا ہے تیسرے یہ کہ میں نہیں ہوں سب کچھ پیر

ہے چوتھے یہ کہ پیر کی ذات پیر ہی ہے اور میں بھی پیر ہوں اور اللہ بھی پیر ہے پانچویں ذات خدائی میں محو ہو جانا چھٹے اللہ کی حقیقت میں فنا ہو جانا اور وہ حقیقت خود بن جانا

نکتہ:- دوسرے فنا کے آٹھ درجے ہیں پہلے اپنا آپ پیر کے سپرد کر دینا دوسرے اسباب اور رشتہ داروں کو چھوڑ دینا کہ ان میں سے بعض اہل اللہ ہوتے ہیں تیسرے دل کا ترک کرنا چوتھی بات عقبےٰ کو ترک کرنا پانچویں سوائے حق کے کرامات، مقامات و حالات وغیرہ کو ترک کر دینا چھٹے پیر کی صورت میں فنا ہو جانا کہ یہ عین توحید ہے ساتویں توحید میں غوطہ زن ہونا ذات کے نقطہ تک پہنچنا اور اس میں محو ہو جانا

نکتہ:- اس جناب حضرت اقدس میں بزرگوں نے جس کو اپنا سجادہ نشین کر لیا ہے مجھے اولاد اور مریدوں کو چاہیئے کہ فرمانبردار ہوں اگر نہ ہوں تو ان کی عمر میں خلل واقعہ ہو جائے گا اور راہ حق سے بھی بے بہرہ رہتا ہے۔ اگرچہ عاقبت میں تعریف کے لائق ہو گا لیکن عام خلقت کے حکم میں ہیں اور رحلت کے بعد پیر کے نزدیک اور اپنے تمام بزرگوں کے نزدیک مسافروں کی طرح رہے گا۔ ہمیشہ شرمندہ رہے گا اور اپنی آنکھ اوپر نہیں اٹھا سکے گا اپنی شرمندگی کی وجہ سے اگرچہ بزرگ ظاہری طور پر غصے اور ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

نکتہ:- جس کام میں بزرگوں کی رضامندی شامل ہو اپنے آپ کو اس پر قائم رکھ اور دوسروں کی مرضی پوری نہ کرے اگرچہ ناراض ہو جائیں اس سے نہ ڈرے اور غیر کی پروا نہیں ہونی چاہیئے اگرچہ وہ پسندیدہ ہو۔

نکتہ:- جو کچھ پیر کرنے کا حکم دے اگرچہ ظاہری طور پر برا دکھائی دے تو بھی کرے اور حکم بجا لائے اگرچہ تمام دنیا اسے بدکار کہے اور خود بھی برا جانے کہ میں

بد کار ہوں اس کی پرواہ نہ کرے اور نہ ڈرے پیر کے حکم کو بجا لائے اور خلقت کا خیال دل سے نکال دے۔

نکتہ:- بزرگ جو اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں وہ یاد حق کی وجہ سے اللہ تک پہنچ ہیں۔ جو کچھ ہے یاد حق ہی ہے پس ہمیں یاد حق سے کوئی چیز۔ بہتر نہیں لگتی۔ جس کسی نے ایسا سمجھا اور کیا اسے دنیا میں بھی مزا نصیب ہوتا ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ انتظار قبولیت اور اپنے اصلی مقصود کو ہر کام میں پیش نظر رکھے اور پیر جو کچھ حکم دے چاہے وظائف و دعا خواہ نماز ہو یا کچھ اور یا دنیاوی کاموں مین سے کوئی کام ہو ہر لمحہ اور ہر گھڑی کشود حقیقت کا انتظار کرتا رہے اس انتظار سے غفلت و سستی ہرگز نہ کرے۔ رات دن اس انتظار میں رہے اور بعض کو حقیقت کا انکشاف اور قبولیت فرمانی میں عطا ہوئی اور بعض کو گالی دینے میں پس پیر کے حکم دیتے ہوتے کام میں قبولیت دعا اور کشاد حقیقت کی قوی امید رکھے

فرد:- بے مثال کے کام کیا کیفیت بیان کریں یہ جو کچھ میں نے کہا یہ ضرورت کرواتی ہے۔

نکتہ:- جب یقین کی قوت درست ہو گئی ظن یقین میں بدل جاتا ہے کیونکہ تصور اور یقین عین مشاہدہ بن جاتا ہے اور اس کے بعد حجاب اور پردہ ہرگز نہیں رہے گا۔

نکتہ:- اور حضور قلب جو کہ پہلے تحریر ہوا یہ حضور قلب بھی اس منزل میں حاصل ہوتا ہے کہ اس بدن سے دوسرا ظاہر ہوتا ہے اور یہ سب حواس اس بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بدن بے حواس رہتا ہے اور وہ بدن اپنے پیر کی سواری اور اپنے بزرگوں کی سواری کے ساتھ حاضر ہوتا ہے جب کہ وہ چاہے۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- اس منزل میں اگر خود فراموشی کی حالت ظاہر ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اس میں زیادتی کی کوشش کرتا ہے اور اس کا ثابت قدم ہونا خوف اور امید دوسری منازل میں ان منازل کے کشود کا باعث بنتا ہے اور اس منزل میں حجاب کا سبب بنتا ہے اور چاہیے کہ ہر دو کو اپنے دل سے دور کر دے بلکہ یاد سے بھلا دے اور پیر کے حکم پر جس طرح انہوں نے فرمایا ہو اس طرح مستغرق ہو جائے خوف اور امید بھی یادداشت سے نکل جائے تاکہ اس منزل کا حق ادا کیا ہوا بن جائے۔

نکتہ:- اور اس نکتہ میں جب کہ اس راستے کی مشکل اسے دکھائے تو اپنے دل سے عرض کرے ہر خیال جو پہلے آئے اس پر عمل کرے اور جب مشکل حل ہو جائے اور حل ہونے کے دوران دوسری مشکل پیش آ جائے پہلے قانون کے مطابق عرض کر کے پہلے خیال پر عمل کرے اسی طرح بھید سے بھید حل ہوتا جائے گا اور یہ مفہوم ہے اسرار کے منکشف ہونے کا کہ ایک بھید دوسرے بھید سے نکلتا ہے اس پر عمل کرے

نکتہ:- اور حضرت شاہ سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس پر راضی ہوتے وہ صاحب مستی تھے۔ ہر وقت مستی میں مبتلا رہتے تھے لیکن مستی پر یوں غلبہ پاتے ہوتے تھے کہ کوئی بھی مستی کو معلوم نہیں کرتا تھا اور حضرت بالا پیر صاحب صحو تھے لیکن ایسی مستی میں ہوشیاری مستی سے بھری ہوتی تھی اور درویشی کو انتہائی درجہ تک پہنچاتے ہوتے تھے اور جو کچھ حضرت شاہ سیف الرحمن زبان سے کہہ دیتے تھے اسی وقت ہو جاتا تھا اور حضرت پیر پیراں بھی اس پر قادر تھے اور اس سمجھتے تھے اور احتراز کرتے تھے اور اپنی حالت شریف کے تقاضے کے مطابق گوارا نہیں کرتے تھے۔

نکتہ:- یہ نصیحت اپنے دونوں بھائیوں کو۔ ہمت کرو کہ اس مقام پر فقراء کا طریقہ

ہے بغیر ثابت قدمی کے کسی وقت بھی نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر زمانے کی تکالیف دل کو پہنچیں خود اس پر قائم نہیں ہو جانا چاہیئے کیونکہ حکم ظہور کا ہوا ہے کچھ عرصے بعد ہر خرابی و سختی کے۔ بہت زیادہ خوشی حاصل ہوگی اور ان دنوں جو خرچ کی کمی ہے اتنی خوشحالی نہیں اس پر فکر مند نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جب خزاں کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں تو اس کے بعد موسم بہار میں سبزہ و تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ بہت زیادہ جھنگٹا پتوں کا، پھلوں کا ہو جاتا ہے عنقریب اسی طرح اسباب کی زیادتی ہوگی۔

نکتہ:- یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ بزرگ ہمارے ہر حال میں حفاظت کرنے والے اور نگہبان ہوتے ہیں اور موکل ہوتے ہیں کیا گھر میں، کیا جنگ میں اور بیداری اور نیند کی حالت میں جب ہمارا زمانہ تھا تو باطنی مصیبتیں نازل ہوتی تھیں اور پیران سے حفاظت کرتا تھا فی الحال اگرچہ تمہارا ظاہری کام بھی درست چل رہا ہو تو بھی ظاہری مصیبتیں تم نزول کرتی ہیں اور بزرگ ان سے تمہاری حفاظت کرتے لازم ہے کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد اپنے لباس کو صدقہ دے دے اور اگر گھوڑے سے کوئی ضرب لگ جائے تو نہیں سمجھنا چاہیئے کہ بزرگوں نے حفاظت نہیں کی بلکہ اس مین بڑی مصیبتیں چھوٹی مصیبتوں مین بدل گئی ہیں جس طرح کہ بچے کی حجامت کرتے ہیں تو اس کی ماں خوش ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً بری نظر اور کم ذات کا حمل کرنا بزرگوں نے ان کی اولاد کو قبول نہیں کیا۔ اگر ہو تو اس چیز کے کرنے کے بعد صدقہ دے دینا چاہیئے کیونکہ یہ وضع ظاہر کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن بزرگوں نے اسے بھی جائز سمجھا ہے اگرچہ اچھا یا برا جو ہو گیا ہو گیا۔ اس تبدیلی کو قبول کرنا چاہیئے جس شخص کو کسی ہاتھ میں تھما دی تو معلوم ہوا کہ زمین کھودنے کے لئے دی نہ کہ حفاظت کے لئے اور تمہارے ہاتھ

میں تلوار دے دی حملہ کرنے اور جنگ کرنے کے لئے کیونکہ سر زانو پر جھکائے ہوئے بیٹھے رہو گھوڑوں کو ہانک دیا اس نے پانی پر اور اس کو پانی پر نظر آنا چاہیئے کیونکہ مخالفین کی دولت غازیوں کے ہاتھ آئے گی۔

نکتہ:- اور مخالفین کے ان ہنگاموں میں وسواس ہرگز نہیں کرنا چاہیئے اور جب بادل دھواں ہوتا ہے دیکھنے میں بڑا ہوتا ہے اور بکھرنے میں بغیر ان سب چیزوں کے تمہارے حوالے کیا ہے۔ کس طرح بادل دھواں ہوتا ہے اور ظاہر و نمایاں اور جب شمشیر ہاتھ میں ہو اور تلوار کے ڈر سے فوراً دور ہو جائیں گے۔ ہرگز صاحب تیغ شخص کو اس طرح کی پیش آنے والی باتوں پر وسواس نہیں کرنا چاہیئے بزرگوں کی توجہ شامل حال ہوتی ہے اور برکت تلوار میں رکھ دی ہے۔

نکتہ:- ظہور کا عنوان بذرگوں کے ساتھ جیسا کہ اس سے پہلے جاری تھا معلوم رہے اور فی الحال حضرت شہنشاہ کا ظہور شروع ہوا ہے تلوار کے سلسلہ میں ہے اور تلوار اٹھانے کا حکم اسی وجہ سے ہوا ہے ہر دو جانبوں کو اور کشادگی کا راستہ یہی تیغ زنی ہے اور لنگر کی خدمت ہے فقر و درویشی کی صفت کے لئے فخر حضرت پیر پیراں کی ذات تھی چنانچہ اہل اللہ کے لئے اس کے برعکس ہر حال میں تبدیلی اور مخالفت ذات مقدس کی راہ نہیں پا سکتی چاہے وہ فعل مزاج شریف کے مطابق ہی ہو چاہے مزاج کے خلاف مثلاً اگر ایک لاکھ آتا تھا تو خوش نہیں ہوتے تھے اگر نقصان ہوتا تو بھی غمگین نہیں ہوتے تھے۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد جو کچھ آپ کی ذات شریف کے قبضہ میں ہوتا تھا حکم دیتے تھے لوگ آکر ادب بجالاتے تھے۔ ایک دن ایک گلی میں جارہے تھے اچانک ایک عورت نے جھاڑو دے کر گھاس پھونس کو۔ گلی میں ڈال دیا۔ اچانک آپ کی ذات مقدس پر جا پڑا باوجود اس کے کوئی ناراضگی آپ کے چہرہ پر ظاہر نہ

ہوئی۔ گھر میں آکر کپڑے اتارے غسل کیا۔

ایک رات بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ملازم اٹھا اور اس کی حرکت سے چراغ کا تیل دامن مبارک پر گر گیا ہرگز آپ کو تشویش نہ ہوئی اور ملازم کو ہرگز غصے نہ ہوئے حکم دیا کہ مٹی لباس پر ڈال دیں تاکہ چکنائی کو جذب کرلے۔

نقل ہے:- ایک رات ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ چند فقیر آئے تھے ان کے کھانے کی خبر کسی نے نہیں لی۔ خود حضرت پیر صاحب اٹھ کر اپنے حرم سرا میں گئے۔ سوائے ایک مٹکہ بھر گندم کے کچھ نہ تھا باہر لائے خادموں سے کہا اس وقت آٹا پسوانے کیسے جائیں آؤ اپنی چکی پر جا کر یہ کام خود کریں حضرت معہ خادموں کے خود جا کر چکی چلاتے رہے۔ جب آٹا تیار ہو گیا اسی وقت روٹی پکوا کر ان فقیروں کے گروہ کے پاس بھیجی حتی کہ سب نے سیر ہو کر کھالیا۔ اس طرح فقیروں کی خدمت بجالاتے تھے۔

نکتہ:- ایسی جگہ جہاں اللہ کی یاد کیا کرتے تھے اس وقت بھی اگر کوئی اس جگہ جا کر جتنی دیر بیٹھے شیطانی خیال اس کے دل میں نہیں آتے گا اور جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کوئی چیز اس کے دل پر غالب نہ آتی تھی کیونکہ اس جگہ جانے کی شیطان قدرت نہیں رکھتا تھا اور جوش عشق آپ کے پرنور سینہ پاک کا اپنا عکس ڈالتا تھا دیواروں اور چھت پر اور حاضرین پر اور بیان کرتے ہوئے طریقہ کے مطابق سب جمال اقدس میں محو ہو جاتے تھے اگرچہ کوئی کافر ہی ہوتا۔

نکتہ:- ہماری طرف سے تین دریا آپ کے پاس پہنچتے ہیں (۱) دریائے صدق (۲) دریائے محبت (۳) دریائے ہمت اور تینوں کی جو موجیں تم تک پہنچتی ہیں ان کی حقیقت کا بیان زبان پر لایا نہیں جا سکتا اب یہ تیرا ذمہ ہے کہ جانے اور ہم تم سے

بہتر جانتے ہیں کہ ہم ہی ان کو بھیجتے ہیں اور تینوں دریاؤں کے پانی میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے جیسے کہ موسم برسات میں ہوتا ہے۔ جب سالک اس جگہ پہنچ جاتا ہے اور ناقص ہوتا ہے تو اپنے دل میں سوچتا ہے کہ وہ کیسا عشق و شوق ہے کسی نے روڑا پکڑا کسی نے لکڑی اور کسی نے پتھر اور گھٹیا قسم کی گستاخی کی تمنا کرتے تھے۔ اچانک ایک محلہ میں گئے چھت کے اوپر سے ایک عورت نے پیشاب پھینک دیا۔ جب طالب حق نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنے دل میں غیرت کھائی اور کہا کہ اس محلہ کو غرق نہ کر دوں۔ اس مجذوب نے پیچھے دیکھ کر کہا یہ حوصلہ رکھتا ہے اور میرے ساتھ خلقت ہر رز یہی سلوک کرتی ہے اور میں گوارا کرتا ہوں جو کچھ عطا کیا تھا چھین لیا کہ تو اس نعمت کے لائق نہ تھا۔ پس اس راہ میں تحمل اور کمال کا حوصلہ چاہیے اور محنت بھی۔ بغیر محنت کے نعمت ملے تو باقی نہیں رہتی اور محنت کی ہو تو باقی رہتی ہے۔

نقل ہے:- ایک فقیر جناب صاحب شان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوتے یعنی حضرت شاہ محمد مقیم دین کو محکم کرنے والے کا ہندوستان کی کسی ایک جگہ پہنچا۔ اس جگہ چند صاحب حقیقت راز فقیر بیٹھے ہوئے تھے۔ بیٹھتے وقت فقیر نے کہا حضرت بہاول شیر قلندر کے ساتھ دوسرے فقیر بھی اس جگہ تھے لوگوں نے کہا ایسا نہ کہہ بلکہ شاہ شرف قلندر کہہ۔ پھر فقیر نے وہی بات کہی۔ یہاں تک کہ ذانو تک زمین میں دھنس گیا پھر اس کو باہر نکالا تو پھر حضرت بہاول شیر قلندر کہا۔ یہاں تک کمر تک زمین دھنس گیا پھر تیسری بار کہا۔ یہاں تک کہ کمر تک زمین کے اندر چلا گیا جب اس حالت کو پہنچا اپنے پیروں کو یاد کیا یاد کرتے ہی ایک بڑا کالے رنگ کا اژدھا ظاہر ہوا اور اس فقیر کو زمین سے نکال کر منہ ان فقیروں کی طرف کر کے کہا کہ مجھے کچھ کھلاؤ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم تجھے کھلانے کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ہمیں کچھ دے پھر اژدہا نے کہا کہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں گا کہ تمہاری نسل سے زمین پر کوئی نہ رہے گا۔ اس طرح ڈر کر شاہ شرف کو یاد کیا انہوں نے حاضر ہو کر اس فقیر سے کہا کہ ان کی خطا معاف کر دے اور سفارش کر دے اس نے ایسا ہی کیا وہ فقیر اس اژدہا سے نجات پا گئے اور اژدہا جو راز تھا غائب ہو گیا یہ جناب سب پر غالب آئے اور آپ جناب کے فقیر تمام دوسرے فقیروں پر غالب آئے

نقل ہے:- ایک گوجری بازار میں دہی بیچا کرتی تھی ایک فقیر پھٹے پرانے کپڑوں والے نے اس کی دکان سے دہی خریدا اور کھایا اور ایک ٹکہ اس کی قیمت دی چند قدم چلا تھا کہ اس کے دل میں آیا کہ میں نے بہت دہی کھائی اور اس کی قیمت کم دی واپس لوٹا اور پانچ ٹکے اور دئے اور اس گوجری نے کچھ نہ کہا نہ پہلی دفعہ نہ دوسری دفعہ۔ فقیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ عورت ولی اللہ ہے کہ کم و بیش قیمت دینے پر زبان پر کوئی حرف نہ لائی اس سے پوچھا کہ جب میں نے ایک ٹکہ دیا اور پھر پانچ ٹکے دئے تو تو نے کچھ نہ کہا اس کی وجہ بتا عورت نے کہا میں اٹھارہ بیٹے رکھتی تھی ان میں سے ایک سب سے چھوٹا تھا بھینسیں اور گائیں بھی بہت تھیں اتفاق سے چور آ پڑے اور مویشی بھگا کر لے گئے۔ سترہ بیٹے جو بڑے تھے مویشیوں کے پیچھے گئے۔ تقدیر الٰہی سے سب شہید ہو گئے اور مویشی بھی چور لے گئے۔ ان کی جو سترہ بیویاں تھیں ان کو میں نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے کہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ میں اکیلی رہ گئی میرا کچھ نہیں سوائے ایک چھوٹے بیٹے کے۔ ان سب عورتوں نے جواب میں کہا تیرا دروازہ چھوڑ کر ہم نہیں جائیں گی جو کچھ ہو سو ہو کچھ عرصے کے بعد ان سترہ عورتوں کو اس بچے کے ساتھ جو رہ گیا تھا نکاح دیا۔ اس وقت تمام عورتوں کو کچھ تعداد میں بچے پیدا ہوتے اور مال مویشی پہلے سے زیادہ ہو گئے۔ پس میرا خدا پر بھروسہ

مضبوط ہے اس لئے تجھے کچھ نہ کہا پس جاننا چاہیئے اس وقت جب ایک دروازے کو مضبوطی سے پکڑا امید سے زیادہ مراد پا گئیں۔ پس مرید کو چاہیئے اپنے پیر کے دروازے کو عورتوں سے کم نہ پکڑے تاکہ اپنے مقصود اصلی کو پالیں

نقل ہے:- کہ ایک ہندو دیہاتی نے برہمن کو کہا کہ مجھے ٹھاکر دکھا۔ چند دوسرے برہمن بھی بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا سب ٹھاکر ہیں۔ دیہاتی نے کہا کہ ٹھاکر تو ایک ہی ہے یہ ٹھاکر نہیں۔ پھر برہمن نے ٹھٹھا کرتے ہوئے کہا اور ایک پتھر اسے دیا اور کہا یہ ٹھاکر ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لے اور اس کی پوجا کر جب تک یہ نہ کھائے تو بھی نہ کھا۔ جب تک یہ نہ بولے تو بھی نہ بول اس دہقان نے ایسا ہی کیا کھانا لایا تھا اور کہتا تھا کہ تو کھا اور بعد میں کھاؤں جب کہ وہ پتھر تھا کیسے کھاتا کسان بھی نہیں کھاتا تھا کچھ عرصہ اسی حال پر گزر گیا تھا کہ دو فرشتوں کو حکم ہوا کہ میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ تیری بندگی و صدق و سچائی قبول ہو گئی۔ جب انہوں نے آ کر کہا کسان نے کہا مجھے تم سے کوئی کام نہیں۔ میرا ٹھاکر تو یہ ہے جو میرے پاس ہے تاکہ یہ نہ کھے مجھے دوسروں سے کیا کام ہے دونوں فرشتوں نے واپس جا کر اس کی حالت بیان کی۔ اس پتھر کو حکم ہوا کہ بات کرنے والا ہو جائے۔ وہ پتھر بولنے والا ہو گیا اور باتیں کرنے لگا اسی کے ہوتے ہی اس دہقان کو صاحب معرفت کر دیا اتفاقاً ایک روز وہ برہمن جس نے پتھر دیا تھا اس کے قریب آیا اور کہا کہ ٹھاکر کو تو نے پا لیا ہے کہا پا لیا ہے۔ کہا کہاں ہے۔ گاؤں کے باہر گایوں ساتھ۔ دہقان نے کہا مجھے دکھا۔ کہا کہ آ۔ باہر گئے اور مادہ گائیں چراگاہ میں تھیں۔ برہمن نے کہا کہاں ہے کہا تو نہیں دیکھتا اندھا ہے۔ اس نے کہا مجھے نظر نہیں آتا ہے۔ دہقان نے دعا کی اے بار خدایا جس طرح مجھے اپنی ذات کو دیکھنے والا بنایا ہے اس برہمن کو بھی دیکھنے والا کر دے کیونکہ اس کے طفیل مجھے

یہ فیض حاصل ہوا ہے اس کی دعا قبول ہوئی وہ بھی صاحب حقیقت بن گیا اور پردہ اٹھ گیا اور جاتا رہا پس اس راہ میں جو کچھ ہے یقین ہے، صدق ہے جس کسی نے پایا صدق سے پایا اور جو کوئی محروم رہا وہ صدق و یقین نہ ہونے کی وجہ سے رہا۔

نکتہ:- اس راہ محبت میں مقصود مرشد ہے کہ اسے خدا و رسول کی رضا حاصل ہوتی ہے اگر یہ نہ ہو تو اس کا خدا و رسول راضی نہیں ہوتے۔ اس کا بیان اس سے قبل عبودیت کی حالت میں گزر چکا ہے اس جگہ تلاش کرنا چاہیے لیکن اتفاقاً بیان آ گیا قطرہ ہونے کی حالت کے بیان میں اگر سوال کیا تو جواب ذات خدائے برتر آئے گا اگر اللہ کی ذات کی حالت میں سوال کرے گا تو خدا کی ذات کے بارے میں جواب ذات خدا میں معلوم ہو گا جیسے چشمے کا اپنی گھاٹی سے باہر نکلنا اپنے ظہور سے ملتا ہوتا ہے یا (ظہور کرنا ہوتا ہے اپنی ذات کا) اور اپنی نفسانی خواہش کے متعلق اس طریق حق کے سوائے کوئی عرض و درخواست نہ کرے۔

نکتہ:- بزرگوں کے خاندان جو ویران ہو چکے ہیں یعنی بغیر بیعت کے اور محتاج ہیں اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے اور ان کی اولاد بھی اور اگر بزرگوں کی اولاد اپنی ظاہری حالت کو شرع محمدی کے مطابق درست رکھے اور ظاہری ادب و اعتقاد بھی تو ظاہری عاجزی و کمزوری بھی ان کے حال میں رکاوٹ نہ ڈالے گی اور چونکہ ایسا نہیں کرتے تو مفلسی و محتاجی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور امر باطن میں کوشش کرنا باطنی معرفت کو بڑھاتا ہے اور ظاہر ظاہر کو بڑھاتا ہے اور اس جناب اقدس میں دونوں چیزیں کمال پر ہونی چاہیئں۔

نکتہ:- اور پیر کے آستانہ پر آستانہ بوسی یعنی ادب بجالانے کے لئے ہفتہ میں دو بار جانا چاہیے اور زیادہ جائیں تو اور بہتر اور اس میں سستی کرنا نقصان اور گھاٹے کا

باعث ہو گا۔

نکتہ:- دریا میں سخاوت صبر و برداشت زمین میں اور ادب درخت میں ثابت شدہ ہے

نکتہ:- اگر ہمارے بزرگوں کی اولاد بزرگوں کی پیروی کرے تو اولاد کے زمرہ میں شامل شمار ہو گی۔ اگر نہیں تو محض نام کی حیثیت سے ہے اگر خادم اطاعت و پیروی کریں تو اولاد میں شمار ہوں گے۔

نکتہ:- اگر جانشین پیر پاک صاحب اپنے تئیں کچھ نہ سمجھیں اور کچھ نہ جانیں اور فنا کی منزل پا لیں اس کا احترام بزرگ بزرگوں جیسا کرتے ہیں اور ان کے لئے دروازے پر کوئی پردہ نہیں ڈالتے اور اگر خود کو کچھ سمجھیں تو انہیں پردے میں رکھتے ہیں اور حجاب میں ہی اپنی ساری عمر گزار دیتے ہیں۔

نکتہ:- پیر کے افعال و گفتگو کو ہر چیز سے بہتر جانے اور جو کچھ وہ فرمائے عمل کرے اور اس میں تاخیر ایک گھڑی بھر نہ برتے۔ مثلاً جوتا سینے والا اپنے جوتے کی کتنی تعریف کرتا ہے اور سوائے خوبیوں کے کچھ ظاہر نہیں کرتا۔ مرید پیر کے حق میں جوتا سینے والے سے کمتر نہیں ہو گا۔

نقل ہے:- کہ ایک شخص نے ایک فقیر کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اسم اعظم کی تعلیم دیں اور فقیر نے کہا کہ فلاں جگہ جا اور وہاں ایک شخص ہے اس کو اچھی طرح لکڑی کی ضربیں لگا کر لے آ وہ چلا گیا ایسا کیا اس نے سوائے شکر کے کچھ نہ کہا دوسری دفعہ کہا کہ اس کے کپڑوں اور مکان کو جلا دے وہ گیا اور ایسا ہی کیا اس نے کہا تو نے اچھا کیا ہے کہ کپڑے پرانے تھے اور بہت گرمی دیتے تھے اور جگہ بھی پرانی ہو چکی تھی اسے تو نے جلا دیا۔ تیسری دفعہ کہا کہ اسے چند زخم لگا کر لا۔ اس نے ایسا ہی کیا اس

نے کہا کہ اچھا ہوا گندہ خون بہت ہو چکا تھا خدا بھلا کرے اس کے بعد پہلے فقیر کے پاس آ کر کہا باوجود ان تکلیفوں کے جو میں نے اسے پہنچائیں اسے ہرگز رنج نہ ہوا اس فقیر نے کہا وہ اسم جانتا ہے۔ اگر کوئی ایسا حوصلہ رکھنے والا ہو تو خاص طور پر اس کے متعلق تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے۔ وہ شخص اسم اعظم کی طلب سے باز رہا۔ اس عاجز کے بزرگ باوجود قوت کے خلقت کی طرف دکھ برداشت کرتے رہے اور اس عاجز کے زمانے میں تلوار اٹھانے کا حکم دیا اور دشمنوں کی طرف سے دکھ گوارا نہ کیا اور مخالفین سے سخت انتقام لینے پر مامور کیا گیا۔ جو کچھ پیر فرمائے وہی بہتر ہوتا ہے اور راہ حق کا راستہ پانا بھی اسی سے ثابت ہے۔ اگر پیر آتش پرستان تجھے حکم دے تو اپنے مصلے کو شراب سے رنگ ڈال کہ (مالک) پیر منزلوں کے راہ و رسم سے واقف ہوتا ہے۔

نقل کیا جاتا ہے:- ایک شخص مجھ فقیر کی خدمت سے ایک شخص راہ نمائی پا کر گیا پھر اپنی عمر بھر ایک بھی ظاہری عمل نہ کیا سوائے قلبی ذکر کے جب فوت ہوا تو فرشتے آئے روح کو لے گئے اور اس کے اعمال نامے میں ایک بھی نیکی نہ تھی گمان کیا کہ اسے دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہو گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس کا اعمالنامہ نیکی سے خالی ہے کیا حکم ہوا کہ اسے جنت میں لے جائیں کہ تم اس کے عمل سے واقف نہیں ہو۔ وہ قلبی ذکر کا مالک تھا۔ پس معلوم ہوا کہ شغل قلب سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا اور آدمی نجات پا لیتا ہے کہ **ان اللہ لا ینظر الی اعمالکم وصورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم**

ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اور شکلوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے پس تو سمجھ لے۔

نکتہ:- اگر بزرگ لنگر کا انتظام رکھتے ہیں اور بعض جگہ روٹی پکا کر بعض کچا آٹا اور بعض جگہ نقد رقم اور بعض جگہ چیزیں ان جناب پاک کا لنگر تحقیقی ہے کہ سب چیزیں خرچ بھی ہو جائیں تو طالبان حق کو فائدہ دینا قیامت تک جاری رہے گا۔

نکتہ:- جب سالک ذات بے مثال رب تعالیٰ تک رسائی پا لیتا ہے تو اسم اعظم کے سیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس سے قبل پیر اختیار رکھتا ہے سکھا دے اور چاہیے اسم اعظم کے ذریعے کوئی چیز طلب نہ کرے اگر دنیا طلب کرے گا تو ایسا رہے گا کہ بادشاہ جس پر مہربان ہو جائے تو کہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے مجھ سے مانگ اور چاہے کہ مجھے پاک کرے پاخانہ سے تو پادشاہ کے دل میں ایسے شخص کی طرف سے کیا بات آئے گی۔ فقیر کمال چاہے تو ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ سے کہے کہ اپنا تخت مجھے عطا کر دے تو یہ نہایت بے ادبی اور گستاخی والی بات ہو گی۔ مرید کو چاہیے کہ کچھ نہ مانگے۔ اسم اعظم اپنا کام خود بخود کرے گا اسے دل خوش ہو کہ اسم اعظم اپنا کام کرے گا جب مرید کی سچائی کمال کو پہنچے گی تو پیر اس پر عاشق ہو جاتا ہے جب طالب قبولیت پا لیتا ہے تو پیر کی طرف سے حکم ہوتا ہے اپنے دیکھنے کو میرا دیکھنا جان اور اپنا سننا میرا سننا جان اور جو کچھ تیرے دل میں آئے وہ وہم بھی میری طرف سے جان نتیجہ یہ کہ اپنے تئیں بھولا بسرا جانے کہ میری ہستی ہرگز نہیں جو کچھ ہے پیر کی ذات ہے کہ وہ ذات خدا بھی ہے

ایک وقت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سوتے ہوئے تھے ایک چیونٹی نے آپ کو پنڈلی پر آ کر کاٹ لیا۔ ان پیغمبر نے اپنا دوسرا پاؤں اس پر رکھ دیا اور وہ چیونٹی مر گئی اس فعل کے سرانجام دیتے ہی تمام چیونٹیاں جو بلوں میں تھیں اپنی جگہ پر مر گئیں۔ یہی صورت قصور کے افغانوں کو پیش آئی اور پیروں کی غیرت کوئی نہیں جانتا مگر جے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

اللہ چاہے چنانچہ جو کچھ اللہ کرتا ہے خلق اس کو اسباب سے منسوب کر دیتی ہے نہ کہ
اللہ سے اس فقیر کے زمانہ میں یوں واقعہ ہوا کہ ہمارے شاہنشاہ کا ایک فقیر ایک جگہ
میں تھا اور ایک گاؤں کی زمین کا مالک تھا جو کہ اس فقیر کا عقیدت مند تھا کہ
زمینداری سے ہاتھ کھینچ کر فقیروں کا لباس پہن لیا اور مکان میں زندگی بسر کرتا تھا۔
اچانک آٹھ فقیر کسی دوسرے خاندان کے اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا تو
نے فقیری کا حال کس سے لیا وہ خاموش رہا اور اس نے کچھ نہ کہا وہ فقیر اٹھے اور اس
کی لٹوں کو کھینچنے لگے اور وہ خاموش رہا اپنے دل میں خیال کیا کہ فقیروں نے لٹیں کھینچی
ہیں تو کیا ہوا باطنی حال کو تو نہیں کھینچ لیں گے اور اپنے دل میں مرشد کو یاد کیا فوراً ان
فقیروں کے دل میں حضرت شاہنشاہ کا تصور آیا کہ ان سے کہہ کہ حکم کے مطابق
بتانے کی چیز تو ان کو بتا دی۔ ان آٹھ فقیروں میں سے ایک اٹھ کر اس کے پاؤں پر گر
پڑا اور بڑی تیزی حضرت پیر صاحب کی سواری آگئی اور فقیر زمیندار نے دیکھا اور کہا
کہ ہمارے پاؤں پر کیا گر آپ اس طرف دیکھ کہ میرا پیر پہنچ گیا ہے تمام آٹھ فقیر
دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے اور نظر بخشش ان سب پر پڑی وہ آٹھ فقیر آپ پاک
سلسلہ شریف میں آگئے کیا بخشش اور کیا قسمت اور ان کو مقرر کیا گیا کہ تمہیں خلقت
کی آنکھ سے چھپا دیا۔ کچھ مدت اسی حال پر رہو۔ اس کے بعد ہماری صحبت کے لائق
ہو جاؤ گے اور محفل میں داخل کروں گا وہ نو جسم ایک جگہ سیر کرتے ہیں اور خلقت کی
آنکھ سے چھپے رہیں گے اور وہ سب کو دیکھتے ہیں اور اس کے بعد شاہنشاہ پیر کے وصال
کے بعد پینتالیس سال یا چھیالیس سال گزرے تھے خلقت ہزار طرح کا شوق رکھتی
تھی ایک کو زنانے کا شوق ایک کو گھوڑوں کی خدمت کا شوق تھا ایک کو سواری کا
شوق تھا کسی کو زراعت کا شوق کسی کو مال جمع کرنے کا شوق کسی کو مال خرچ کرنے
کا شوق کسی کو تجارت کا شوق تھا کسی کو نوکری و منصب کا شوق تھا اور اسی قیاس

پر غور کر لیں دوسرے کسبوں پر اور یہ سب شوق بیکار اور وقت کا ضائع کرتا ہے
سوائے پیر کے شوق کے کہ ہر ایک کو نصیب ہو۔ بعض کو یہی شوق پیدا ہوتا ہے یہ
اعلیٰ و افضل بعض لوگوں کو دوسرے شوقوں کے بعد پیر کا شوق غالب آتا ہے اور
دوسرے شوقوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بھی اچھا ہے جب تک دوسرا شوق دل میں ہو
مرشد کے شوق کا نام ہرگز نہ لے کہ یہ اتفاقی بات ہے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ سب دنیاوی و آخرت کی اغراض کو دل سے نکال دے
اپنی غرض سوائے مرشد کے نہ رکھے اور نہ خوف پل صراط کا اور نہ دوزخ کا خوف
رکھے اور بہشت کی تمنا کرے۔ نہ مرتبوں کی خواہش کرے نہ حال کی نہ مقام کی نہ
کشف کی نہ کرامت کی اور مرشد کا شوق غالب آجائے اور اسی میں محو ہو جائے پس
اس شخص کو نہ خوف رہتا ہے نہ امید نہ تنگی و فراخی کا فکر ہوتا ہے اس صورت میں
بھی پردہ دور ہو جاتا ہے اور مرشد اس کو ایسی جگہ لے جاتا ہے جو کہ بیان سے باہر ہوتا
ہے مَنۡ ذَاقَ فَافۡهَمۡ ترجمہ جو کوئی کامیاب ہوا جان لے۔ جو توفیق ہمارے پیر
صاحب رکھتے ہیں دوسرا کوئی ولی شخص نہیں رکھتا خاص طور پر ہمارے پیر صاحب کی
یہ ہستی ہے ایک بات یہ ہے اگر ساری ولا کو آگ لگا دیں تو تمام راکھ بن جائیں اور
پھر اگر راکھ کو بلائیں سب ولی بن جائیں پہلی حالت پر آجائے اگر پانی کو چاہیں تو
آگ لگا دیں تمام پانی راکھ بن جاتے پھر اگر چاہیں جیسا تھا تو پانی بن جاتے اور
دوسرے اہل اللہ ایسا نہیں کر سکتے۔ ایک وقت تھا جب کہ چور پختہ روٹیوں کو آستانہ
کے تندوروں سے ظلم و زیادتی کے ذریعے لے کر کھا جاتے تھے اور ہمارے پیر صاحب
باوجود پوری قدرت کے اس کو برداشت کرتے تھے اور گوارا کرتے تھے اور پردے
میں رہنے پر خوش ہوتے تھے اور ہمارے زمانے میں ظاہری طور پر مخالفین کی گردنوں

تلوار مارنے کا ہمیں حکم ہوا اور گمان کر کے جان لے جو کوئی دشمن ہو اسے مارو اور یہی طریقہ عطا فرمایا کہ یہ سلوک ہر دو بھائیوں کے حق میں مراد لیا ہے اور راہ حق کی کشادگی ثابت ہے اور سب پر غالب کر دیا گیا اور مخالف مغلوب ہوئے اور مٹ گئے۔

نکتہ:- جب مرید کا مرشد کامل ہو اسے غم سے کیا سروکار

نکتہ:- ان جناب کے خادموں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو محض لڑائی کرتے ہیں ان سے اعلیٰ جو حال اپنا لیتے ہیں تیسرے اعلیٰ تر جو مرشد سے تلقین پاتے ہیں تیسری قسم اگر یقین پر ثابت قدم رہے تو یہ حضوری کے مقام میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ دو دوسرے بھی نجات پانے والے ہیں

نکتہ:- حضرت شاہنشاہ مقدس کی سواری پالکی ہوتی تھی اور ایک ولی اللہ اس وادی میں سیر کے لئے اور مقصود دلی پانے کے لئے جا رہا تھا۔ اس نے مقدس سواری کو دیکھا اور دل میں خیال کیا اور کہا کہ کہاں سیر کے لئے جا رہا ہے آ اس عاشق کا دیدار کر دوڑ کر پالکی مقدس کے قریب پہنچا اور اہل اللہ پر پیر صاحب کی نظر پاک پڑ گئی اور جو جو مقصود دل رکھتا تھا نظر مبارک کے پڑتے ہی پا گیا اور سیر کو چھوڑ دیا اور اہل حضور میں شامل ہو گیا اور اسی لڑی میں منسلک ہو گیا اور اس واقعہ کے بعد وصال شاہنشاہ بھی ہوا۔

نکتہ:- ہمارے بزرگ جو فقر کے کمال کو پہنچے ہوتے ہیں بلند ہمتی کی نسبت سے ایک عقیدہ و خیال رکھتے ہیں اور دوسرے طریقوں اور عقائد کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ مثلاً باپ کا طریقہ اور ہے اور بیٹے کا طریقہ اور، ایک بھائی کا نظریہ اور ہے اور دوسرے کا اور لیکن جس مقام پر پیر اپنے مرید کو اپنا طریقہ اور عقیدہ عطا کرتا ہے یہ ایک ہی ہو جاتے ہیں

نکتہ:- راہ حق کی منزلیں، درجے، مقامات اور حالات بے شمار ہیں اور ہر ایک اس منزل پر پہنچ کر وہیں رہ جاتا ہے اور ایک منزل جو ان منزلوں سے بالاتر ہے اگر اس منزل کے اوپر اگر کوئی پہنچا ہے تو اس تک پہنچا ہے اور اس تک نہیں پہنچا ہے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور ہمارے پیر صاحب ان تمام منزلوں سے جو بے شمار ہیں ایک بہت فاصلے تک آگے گزر گئے ہیں اور اس منزل میں جو کہ بے انتہا ہے اور سب سے بالا ہے پہنچے ہیں اور ہمارے پیر صاحب کا طریق جس سے بعض کو مطلع کیا ہے سوائے اس ایک مشرب کے دوسرے مشرب رکھتے ہیں کہ اولیا۔ بھی اس مشرب سے واقف نہیں ہیں اور اس مشرب سے اس آخری مشرب پر پہنچے ہیں اور ان منزلوں میں حضوری خاص کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تمام قسم کی حضوری زیادہ بلند، اعلیٰ اور بڑی ہے اس حضور کا مالک جس حال میں بھی ہو اسی حضوری کے مرتبے پر ہوتا ہے اور پھر علیحدہ اور جدا نہیں ہو سکتا وَهٰذَا مَشْرَبُنَا اَعْطَيْتُ اَبُوْكَ ترجمہ اور اپنا یہ مشرب ہم نے تیرے والد کو عطا کیا

نکتہ:- مرید کو جب مرشد کی جدائی اور محبت جتنا زیادہ ہوتا ہے ہو، ہو یہی فراق اور عشق ہمارے مرشد تک پہنچتا ہے اور اس سے مرشد اپنے مرید کے حق میں بہت خوش ہوتا ہے اور جتنا زیادہ اور شدید فراق و عشق پیر کا زیادہ ہوگا مرشد کا قرب اور مرید کا درجہ اتنا ہی بلند ہوگا۔

نکتہ:- جو شخص کسی دوسری جگہ مرید ہو اور اس جناب کو دیکھ کر اپنے دل میں خیال کرے کہ اگر میں ان کا مرید ہوتا تو بہتر تھا۔ اسی خیال کے آتے ہی ان جناب کے مریدوں میں داخل ہو جاتا ہے اگر بعد میں ان سے برگشتہ ہو گیا تو مردود اور دھتکارا ہوا ہو جائے گا اور پہلے پیر سے بھی اور جو ان جناب سے راہ ہدایت پایا ہوا ہوگا اور چونک

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

جائے جو کچھ اس سے نقصان ہوتا ہے بیان سے باہر ہے اَللّٰھُمَّ اِحْفَظْنَا مِنَ الضَّلَلْ

نکتہ:- جو توفیق ہمارے پیر صاحب رکھتے ہیں کوئی نہیں رکھتا اور ولی کی طرف سے ایک کرامت اظہار ہوتا ہے اس دنیا میں اور ہمارے پیر صاحب کی لا تعداد و بے شمار کرامتیں ہیں اور ہر ایک کرامت ان میں سے بے کنار ہے اور بے انتہا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب باوجود اس قدرت اور بلند ہمتی کے اپنے باطن میں اتنے عاجز تھے کہ اپنے تئیں کچھ نہ سمجھتے تھے اور نہ جانتے تھے۔ پس دوسرں کے لئے عاجزی سے کون سی چیز بہتر ہوگی عجز اختیار کرنے سے اور اپنے باطن میں کیا چیز زیادہ اچھی ہوگی۔ چاہیئے کہ اپنے تئیں کچھ نہ جانے اور زیادتی در عجز کا طالب ہر وقت ہے

نکتہ:- مرید کو پیر کا شوق جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا کام بھی بہتر ہوگا۔ جب جانے فراق قائم ہے اور غالب آ رہا ہے تو اس کے مطابق مرشد کی مدد اس مرید کو پہنچتی ہے خاص طور پر مرشد کا عشق مرید کی جدائی کے سبب ہوتا ہے اس طالب پر عاید ہوتا ہے اور طالب کے کام میں کشادگی آتی ہے اور پردوں کو دور کر دیتا ہے۔

نکتہ:- اگر طالب کو مختلف جگہوں کی سیر بہشت کے مقابلے میں بہترین ہو یا اس کے بغیر مشاہدہ ذات ہو تو بھی توجہ کی ضرورت رہے گی کہیں مکان نہ بنائے نہ آنکھوں سے نہ دل سے بلکہ کہے کہ مجھے اپنے پیر سے مطلب ہے۔ اور ان بلند مکانات سے کیا تعلق اگر مرشد سیر نہ کرائے تو کرے کیونکہ یہ اس کے حق میں بہتر ہے جب مرشد چاہتا ہے کہ مرشد کے عشق کے سوا کوئی چیز نہ رہے اور یہی شوق رہے تو شوق زیادہ ہو جاتا ہے ایسے شخص کو مرشد بھی چاہتا ہے کہ سوائے میرے مرید کے دل میں

کوئی اور چیز نہ ہو۔ یہی چیز مرید کے لئے کشادگی کا باعث بنتی ہے اور مرید کو تمام علوم کشف سے حاصل ہو جاتے ہیں اور اپنے اصلی مقصود کو پا لیتا ہے۔ یاد الٰہی بغیر ہمارے مرشد کے تصور کے قبول نہیں ہوتی یا مقبول تصور کے طفیل ہر مرید اپنے شوق کے تناسب سے جو کہ مرشد کے ساتھ رکھتا ہے بلند مراتب کو پہنچتا ہے اور جو کوئی مرشد کا عشق اور فراق نہیں رکھتا مطلق محروم رہتا ہے اور بے نصیب رہتا ہے ہر مرید مرشد کی دلیل کے ذریعے یعنی ذات کی فنا اور تصور کے سبب جیسا کہ ہونا چاہیئے کرتا ہے تو اپنی نظر اگر پہاڑ پر پڑے تو ٹکڑے ٹکڑے اور ذرہ ذرہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی ملک پر کرے تو ویران اور برباد ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- اور ان جناب کا مرید اگر ہزاروں کو اس کے فاصلے پر ہو اور کسی کے حق میں مرشد کی طاقت سے کچھ کہے تو مرشد اس کی یوں مدد کرتا ہے کہ اس کی کہی ہوئی بات ٹھیک پوری ہو جاتی ہے اور اسی طرح ظہور کرامت ہوتا ہے

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب کی طاقت یوں ہے حجرہ منورہ ساکنان کو مرنے نہیں دیں تو روحوں کے قبض کرنے والا (عزرائیل) روح قبض نہیں کر سکتا لیکن فرماتے ہیں ہ راستہ جاری ہے ہم رکاوٹ نہیں ڈالتے اور جو شخص ان جناب کی زیر نگرانی ہو آستانہ میں یا نزدیک اور دور ہمارے پیر صاحب کی اجازت کے بغیر روح قبض نہیں کر سکتا اور ہمارے پیر صاحب جو اس دنیاوی گھر سے انتقال فرما گئے ہیں اپنی مرضی سے گئے ہیں نہ کہ جبراً

نکتہ:- ان جناب پیر صاحب کے مرید خواہ نزدیک ہوں یا دور مرشد سب کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے جس طرح مرغی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے اپنے پروں کے نیچے اگر مرید دور ہو جس کسی کے حق میں کچھ کہے مرشد اس کے کہے کو پورا کر دیتا

ہے۔

نکتہ:- اپنے خدا پر نظر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب محو ذات خدا ہو گیا تو باقی باللہ ہو گیا اس محو ہونے اور یاد رکھنے کو بھلا دے یہ منزل اسے حاصل ہو جائے گی کیونکہ خود محو ذات حق کرتا ہے اور اسے بھی بھلا دیتا ہے جس طرح ہم میں اس مقام اس مرتبے کا نام توحید پختہ ہے۔

نکتہ:- فقر کے درجے چند ایک جگہوں پر بیان کر کے دکھائے گئے مگر ایک نکتہ بیان کمال کا یہ ہے کہ نیکی اور بدی میں فرق نہ جانے امر و نہی کو اپنے دل سے بھلا دے اور اپنے اور خدا کی طرف نظر کرنا کہ یہ دوئی کا باعث ہے ختم کر دے اور نہ جانے کہ پیر کون ہے اور مرید کون اور کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنا بھی چھوڑ دے اور عشق و عاشق و معشوق کو بھی نہ جانے اور مراد سے بے مراد ہو جائے تا کہ ان جناب کی طرف فنا خاص کا مقام پائے اور بالکل فانی صفت ہو جائے تو اس وقت دل نزول وحی کا مقام بن جاتا ہے کہ جو کچھ الہام ہوتا ہے معاملہ خود بخود عمل میں آ جاتا ہے اگرچہ ظاہری طور پر برا اور ناموافق طبع ہو اور اس حالت کو تعلیم قلبی کہتے ہیں اور بقا باللہ بھی اگر اس کے بعد تعلیم زبانی کی تمنا بھی کرے تو حجاب راہ میں آ جائے گا۔

نکتہ:- جب مرشد مرید کے اندر آ گیا اور مرید فنا ہو گیا تو اس نفس کے آثار باقی نہیں رہتے پس تو سمجھ لے۔

نکتہ:- مرشد کے بلند مرتبہ کی قدر جاننا اور اس کا حکم بجا لانا اور اس کی رضا کا اختیار کرنا اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ مرشد اپنے اسرار کا محرم کر دے۔

نکتہ:- اپنے اندر غوطہ زنی یہ ہے کہ ساری ایک انگریزی صندوق کی مانند ہے جو کہ ہر بچہ رکھتا ہے کہ وہ اس میں دیکھتا جو شخص بزرگ اور دانا ہوتا ہے اس کی طرف متوجہ کہ یہ بچوں کا کھیل ہے پس غواصی بھی ذات خدا کی طرف ہر وقت متوجہ ہونا ہے نہ کہ بچوں کی طرح جو اپنے کھیل میں خوش ہیں اور صاحب عقل اپنے کھیل کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو احمق ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام دنیا ایک وہم رکھتی ہے کسی ایسی چیز میں غوطہ زن ہے جو کہ عقل میں تمام ہو اور اپنے دل کو وہمی وجود کی طرف متوجہ نہیں کرتا اگر متوجہ کرتا ہے تو بے عقل ہے اور عقل مند اس پر ٹھٹھہ کرتا ہے۔

نکتہ:- سالک اگر ہزار دفعہ اللہ اللہ کہے اور عارف ایک دفعہ اللہ کہے تو اس کے ہزار دفعہ اللہ اللہ کہنے کے برابر ہوتا ہے کہ محض کہتے ہی عرفان پا لیتا ہے اور فلاں شخص پر کہ اس کی ابتدائی عمر میں ہی اس پر میں نے مہربانی کر دی تھی ایک عہدے کا مالک ہو گیا کچھ مدت اسی حالت پر گزر گئی اس کے بعد ہم طریقہ ہائے نصیرہ اور محمودہ اسے تلقین کئے یہ ایک بادشاہی تھی جو چند پلوں اور چند گھڑیوں میں طالب اپنے مقصود کو پا لیتا ہے کچھ مدت کے بعد یہ سلسلہ بھی موقوف کر دیا گیا اور عرفان کی راہ اسے ارشاد کی گئی کہ یہ خدا ہی تھا جب نصیب ہو جائے جب یہ نصیب ہو گیا تو ریاضت و مشقت کی تکلیف بھی موقوف ہو گئی کہ صاحب اختیار بن گیا اور ہر ورد اگر پڑھے یا نہ پڑھے اگر عادت سے کم پڑھے وسواس نہ کرے اور عادت کی ریاضت یہی خوشی ہے کہ وہمی ہستی جاتی رہی اور پیر کی ہستی آ گئی۔ یہ اپنائیت ہر وقت یاد رکھنا ہی عارف کی ریاضت ہے اس جگہ اپنائیت اپنے تئیں یاد رکھتی ہے اور چار نکتوں سے اوپر ایک نقطہ لکھا ہوا ہے تو دیکھ اپنی نظر اپنے سے اور خدا سے اور نیک و بد، کفر و

اسلام اور عشق و عاشق و معشوق سے اٹھالینا ہے اور مراد سے بے مراد ہو جانا ہے کہ یہ مقام مخصوص ہے ان پیر صاحب کی جناب سے یہ مرتبہ و منزل اعلیٰ و بلند ہے کہ اس میں اپنی یاد کو قائم کرے پیر کا آنا اور اس کے تعلق قربت دکھانا ہر وقت اور اس منزل کی طرف چلنا اعلیٰ و افضل ہے اور پھر خارج نہیں بلکہ اس منزل میں جہاں تعلق قربت پیر سے پیر کا آنا تھا ثابت ہے اس موضوع کے لئے کہ پہلے تنہائی میں بیٹھ کر جہاں تعلق قربت کی یاد تھی متوجہ ہو کر مراقبہ کرے اس کے بعد جو علم اپنی ذات کے متعلق رکھتا ہو اس سے بھی بے شعور ہو جائے اپنے تئیں بھولا بسرا کر لے جیسے کہ ہم ہیں اپنا بھی علم نہیں رکھتے کہ یہ مرتبہ فناہ کا ہے ان اقدس سے مخصوص ہے دوسروں کو اس پر چلنے کی مجال نہیں۔ جب اس منزل کی ورزش کرنا تنہائی میں صحیح ہو گیا تو لوگوں کی موجودگی میں حضوری کا مقام ختم نہیں ہو گا اس منزل میں تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔

نکتہ:- یہ راہ حق اپنے اندر اور باہر بھی پیر ہے بزرگوں کی راہ کا اصل اور خلاصہ بھی رہا ہے اور اسی کو پکڑو یعنی ہر وقت اس کی یاد رکھو اور اپنا آپ اس کا بھول جاؤ یہی کسی مقام پر پہنچنا ہے وہ پہنچا دے گا اس راہ سے اکثر صاحب کرامت لوگ بھی ناواقف رہے ہیں مگر تھوڑے سے چنانچہ میاں عبدالکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راہ سے محرم تھے اور فنائے خاص اس جناب تک پہنچنے کا مفہوم جو کہ تمام مرتبوں سے برتر ہے رکھتے ہیں جو نکتہ کہ اوپر تحریر ہوا اسی نکتہ کے ذریعے اس تک پہنچا جا سکتا ہے اور پہنچنے کی تفصیل اس سے قبل بیان کر کے دکھا دی گئی۔

نکتہ:- ایسے مقام پر پہنچا جو سب سے بلند اور برتر مرتبہ ہے اور اس کا نام پختہ توحید ہے ہرگز کوئی شخص اپنی ہمت سے، اپنی خواہش سے، یا اپنی ریاضت سے اس

مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا سوائے اپنے پیر کے فضل سے جب اس مقام پر پہنچ کر خود خدا اور اپنے آپ پر قدرت پا لیتا ہے پس سمجھ لے اور اس منزل کا حصول ممکن ہوتا ہے جس میں سب کے اندر اور باہر ذات پیر ہے اس کے باہر کوئی راستہ نہیں۔
صفت خدا کی ایسی ہونی چاہئے کہ سب سے علیحدہ ہو کر اسی کی طرف مشغول ہو جائے اور وظائف و ورد پڑھنے کی طرف رجحان بھی اس منزل میں ختم ہو جائے اس مفہوم ہیں کہ مشکل میں بھی ذات حق کی رضا ہے اور اس منزل میں کہ اپنے آپ سے بھی بے خود ہو جاتا ہے اور عدم و فنا مقابلہ علم کے اس سے ثابت ہے اور ایک منزل میں قیام کرنا دوسری منزل کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے جب تصور پختہ ہو جائے تنہائی اور عوام میں شامل ہونا برابر ہے

نکتہ:- پیر کا حکم کن والے حکم کے عین مطابق ہے جب مرید کو حکم ہو گیا جان لے کہ یہ حاصل ہو گیا اور قبول ہو گیا اگر قبول نہیں ہوا تو امر بھی نہیں ہوا

نکتہ:- جب تک طالب سلوک کی منزل میں رہتا ہے قیدوں میں جکڑا ہوا ہے امر و نہی اور توبہ و گناہ کی قیدوں وغیرہ میں اور عارف آدمی کسی آدمی اور کسی قید میں نہیں رہتا۔ پلیدی کی حالت اور پاکیزگی کی حالت باوضو اور بے وضو ہونا بھی برابر جو کچھ چاہے کرے کہ پیر بے قید و بے مقام ہے اور مرید نہیں کیونکہ حلوہ طبیب کو نہیں نقصان دیتا بلکہ مریض کو نقصان دیتا ہے

بیت:- کرنا زہر خورانی کے برابر ہے طالب کے لائق تو سیاہ لباس ہوتا ہے مگر جس وقت پیر اس کو لاقید کے مرتبے تک پہنچا دیتا ہے اور جب لاقید ہو جاتا ہے تو پیر اس مرید سے بندگی کی طلب نہیں رکھتا اگر مرید بندگی میں اپنے آپ کو رکھتا ہے۔

نکتہ:- جب عارف چاہتا ہے کہ پیر کی مہربانی سے پختہ ہو کر توحید میں داخل ہو تو

اس میں داخل ہونے کے آداب یہ ہیں کہ تمام خواہشیں، تمنائیں اور مرادیں بھلا دے اپنے بھید کے ظہور کی اپنے آپ پر بھی خواہش نہ کرے اور اپنی ذات سے بے علم ہو جائے سب کچھ بھولا بسرا کر دے

نکتہ:- حق کی قربت اور مرشد کے قربت ایک ہی ہے اس فرق و دوئی نہیں ہے اور قرب ریاضت و عبادت پر بھی موقوف نہیں ہے۔ بہت سے گناہ گاروں نے عجز اور عاجزی و فروتنی کے سبب قرب پا لیا اور۔ بہت سے ریاضت کرنے والے و عبادات گزار لوگ بھی غرور کی وجہ سے پردے میں رہے اور دور رہ گئے پس یہ دو طبقے بن گئے ایک گناہ گار اور دوسرے عبادت گزار ریاضت کرنے والے اور ایک تیسری قسم ہر دو گروہوں کے مقابلے میں ہے کہ ان پر عبادت و گناہ گاری کا اطلاق نہیں ہوتا اور نہ دوری و قریب ہونے کا نہ ثواب و عذاب کا فلاں کو ہم نے اس تیسری قسم میں داخل کر دیا۔

نکتہ:- اہل دل۔ بہت سے لوگ ہیں لیکن خاص دل وہ ہے جو حق کے بھید کا سرا ہو جس وقت توحید پختہ مکمل ہو گئی اپنے آپ کو خدا بنا لیتا ہے اور اپنے اوپر دوسرے مقام پر۔ جہاں پر وہ خودی ہے اس کے بعد دوسرے مقامات پر پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ عالم شہود میں وہ حکم ظہور کو پا لیتا ہے تعلیم قلبی جو توحید پختہ کا پھل ہے یہی ہے اس کے دوسری زبانی عرض و درخواست ختم ہو جاتی ہے اپنے ہی اندر از حصول تعلیم قلبی مرشد کے فضل سے ہوتا ہے نہ کہ کوشش اور محنت کے سبب فلاں شخص کو ہم نے چھوٹی عمر میں اس راستے کی طلب کا شوق چھوٹی عمر میں عطا کر دیا تھا اور ان منزلوں اور مقامات پر۔ جہاں کہ پہنچا طلب کے سبب ہی پہنچا تھا اور۔ جہاں پہنچے گا طلب ہی کے طفیل پہنچے گا کیونکہ اس راستے کا رہبر یہی طلب ہے

اور طلب کرتا والا

نکتہ:- مقام کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی منزل کو یاد رکھنا اور اس یاد میں خوش ہونا ہر دونوں کو یاد رکھنا اور غفلت نہ کرنا ہر دو ہے

نکتہ:- سالک کو جو کچھ ملتا ہے اپنے مرشد کی طرف سے ملتا ہے کشادگی و تنگی، شوق و خلق اور امر و نہی و اس کے سوا ہر فعل کے انجام دینے میں وہ مقید ہے۔ اگر حکم ہو اور وہ حکم بجا نہ لائے تو سلوک کے مقام سے محروم رہتا ہے اور قید ہو جاتا ہے اور عرفان عارف بھی مرشد کے ذریعے ملتا ہے۔

اور لا قید ہونا بھی مرشد سے ملتا ہے خود بھی لا قید ہوتا ہے اور اس کا حکم بھی لا قید مثلاً ہر ورد جو کہ پڑھتا ہے اسے اختیار ہے خواہ مطابق عادت کے پڑھے خواہ کم کر دے یا زیادہ چاہے مطلق چھوڑ دے خواہ کسی وقت پر یا بے وقت اور عرفان کے درجے بہت سے ہیں اور خلقت ان کی پہچانتی نہیں طلب کی وجہ سے وصال ہوتا ہے کہ وہ عین وصال ہے بلکہ خود حق اس میں ہے بلکہ خود ذات حق رنج اپنے اعلیٰ مرتبہ کے لئے کرتی ہے جسے کہ اپنے اوپر منکشف کرتی ہے۔

فرد:- جب وصل کا وعدہ نزدیک ہو جاتے تو آتش شوق زیادہ تیز ہو جاتی ہے یہ رنج مطلوب کے نزدیک پہنچنے کی نشانی ہے کہ جلد ہو جاتا ہے اور حالت توحید بھی اس طرح پختہ ہو جاتے گی کہ کبھی اس سے باہر آنا ممکن نہیں ہو گا اور عارف کا حال سالک کے حال کے الٹ ہوتا ہے کیونکہ وہ مطلق لا قید ہوتا ہے اور یہ مطلق قید و پابندی میں ہوتا ہے۔

نکتہ:- جو شخص کہ اپنا قدم توحید میں نہیں رکھتا وہ ہرگز پہنچ نہیں سکتا اور جو شخص۔

توحید کو لازم پکڑ لیتا ہے بے شک خدا تک پہنچ جاتا ہے۔

نکتہ:- نکتہ سے مراد توحید خاص ہے اور علم سے مراد علم خاص حق ہے جب یہ نکتہ نصیب ہو جائے خاص طور پر علم حق بھی نصیب ہو جاتا ہے اور اس نکتے کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ پختہ زیادہ چھپا ہوا اور بند رکھا ہوا ہے اور قفل کی چابی مرشد کا فضل بخشش ہے اور کوشش سے اس تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

رباعی:- اے عالم عقلمند تو علم پر غرور کرتا ہے معبود تیرے نزدیک نہیں بلکہ تو معبود سے دور ہے جب تک خلق سے دل کو اچاٹ نہ کرے الفت توحید حق کو نہ پہچان پائے گا اور تو اس کنز قدوری کے علوم کو پڑھنے میں مصروف ہے

نکتہ:- مرید شروع میں مرشد کو مقید دیکھتا ہے یعنی ایک ہی صورت میں جسے دیکھا ہے اس حالت میں مرشد کے سوا غیر سے استفادہ کرنا مطلق منع ہو جاتا ہے۔ جب اس مرتبہ سے ترقی کر لی تو مرشد کو لا قید دیکھے گا اس حالت مرشد کے سوائے غیر سے استفادہ کرنا مطلق منع ہو جاتا ہے۔

جب اس مرتبہ سے ترقی کر لی تو مرشد کو لاقید دیکھے گا اس حالت میں مرشد کی ہر صورت سے استفادہ کرنا جان لے گا اس کے بعد طالب پر لاقید کا مرتبہ آتا ہے کہ ہر صورت میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے بلکہ عین صورت

نکتہ:- تیری قسمت کا ستارہ جب تک قید کے مرتبہ میں ہے تو مرشد کی خدمت میں حاضر رہنا لازم ہے۔ اور جب بے قید ہو گیا تو خدمت مرشد میں رہنے کی حاجت نہیں رہتی۔ صحبت نہیں رہتی کہ ہر جگہ پر پیر کی ذات کو دیکھتا ہے۔

نکتہ:- تعلیم قلبی کا شروع کرنا منزل توحید پختہ میں غور و خوض اور گہری توجہ

سے حاصل ہوتا ہے زبانی عرض کرنے کی حاجت جاتی رہتی ہے۔

نکتہ:- جو مقام اور منزل طالب کو نصیب ہوتی ہے پہلے اس کا شوق، محبت اور رنج اسے دیتے ہیں کہ ہر وقت اس شوق میں بھی حال کا مقام ہوتا ہے بعد میں حال کا مقام عنایت ہوتا ہے کہ اس میں یوں محو و غرق ہوتا ہے کہ ایک آنکھ جھپکنے کے لحظہ میں اس سے باہر نہیں آ سکتا اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے ہو کر رہے گا۔

نکتہ:- منزل توحید پختہ میں محویت کی حالت میں کوئی کلام سنے اور سمجھ میں آئے تو جان لے خام روشنی و تجلی کی وجہ سے ہے اور یہ منزل توحید کی پختگی کا نہ ہونا ہے۔ جب یہ پختہ ہو جائے تو تجلی بھی پختہ ہو جائے گی اس کے بعد وہ جو کلام بھی سنے گا مفہوم بن جائے گا۔

نکتہ:- جس وقت توحید پختہ ہو گئی تو اس کی نظر فنا و بقا پر نہیں رہتی اور اس مرتبہ کے حصول کے لئے بڑی توجہ اور لگن سے کام لینا چاہیے تاکہ توحید پختہ ہو توحید کے پختہ ہونے کی نشانی یہ ہے۔

نکتہ:- خود اپنے اوصاف جو خود بھی رکھتا ہے اور ہر وقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے بغیر ہوں عین یہی عنوان ہے مرتبہ توحید پختہ میں۔ جہاں اپنے تئیں فراموش مطلق کر دیتا ہے کہ اپنی ذات کو بھی یاد نہیں کرتا نہ زبان پر نہ دل میں اس مقام پر جو پہنچا ہوا ہے اسی غرض سے ہمارے بزرگوں میں سے کوئی اس سے باہر نہیں آیا اور ان کے پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مقام کے بارے: فرمایا

فرد:- میں نے اپنے پیر کی نعمت پیچھے کر دیا ہے یعنی بھلا دیا ہے ہمیں بخشنے والے خدا کی بخشش کی ضرورت نہیں اور یہ مقام تمہیں بخشتا چنانچہ تمام آدمی کے اوصاف

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ توحید پختہ خالص کے مرتبہ میں توحید کے مرتبے اپنے اندر رکھتا ہے اور اسے بھلا دیتا ہے جس کا مفہوم اپنے آپ کو علم کا نہ ہو ہے۔

نکتہ:- اگر مرشد کی بارگاہ میں جا کر خود عرض کرے یا جس جگہ چاہے قصیدے کے اس بیت کو پڑھے

بیت:- کہ خلقت میں سے زیادہ عزت والے اس کے بعد عرض کرے مرید کے حق میں رسول اس کا پیر ہے اور خدا بھی اور پیر بھی اور رسول نے جو کچھ خدا کی طرف سے تبلیغ فرمایا اور پیر کا حکم رسول کے حکم کی طرح ہے اور جو کچھ مخالفت شرع ہو تو مرید کے حق میں عین شرع ہے

بیت:- شراب سے مصلیٰ کو رنگ دار بنالے اگر تجھے آتش پرستوں کا پیر حکم دے کیونکہ سالک (پیر) منزلوں کے راہ و رسم سے بے خبر نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ اسے بجالائے اگر نہیں کرے گا تو اس راستے سے بھٹک جائے گا۔ اگر مرشد کی ذات کو ذات حق نہ جانے مطلق ناواقف ہے اور ہمارے حضرت شاہنشاہ ہر حال و مقام پر چاہے مقام عاشقی ہو چاہے محبوبی غالب تھے اور ہر ولی ولایت کے تابع ہوتا ہے اور اس ذات مقدس کے تابع ولایت تھی

نکتہ:- اس جناب اقدس میں جو کوئی بزرگوں کی مسند پر بیٹھا اس کو محویت کا درجہ خاص طور پر عطا ہوتا ہے جو اس مسند شریف کا خاصہ ہے اور اس مسند نشین کا انتقال دار فنا سے دار بقا کی طرف یوں ہوتا ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اسی سال کے بعد یا چالیس سال جدائی کا صدمہ سہہ کر حکم الٰہی کے مطابق کنعان سے

مصر کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا **استقبال تین یا** چار غلاموں کے ساتھ کیا تھا۔ جب ہر دو عاشق و معشوق کا وصال ہوا تو یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ نبیوں کے پیر سے کہا کہ یہ لاکھوں سوار غلام معہ حکومت آپ کی ذات پر میں نے فدا کر دئے اور آزاد کر دئے مع نقد رقم اور لباس کے جو وہ رکھتے ہیں۔ یہ معاملہ اس خانوادہ میں ہر کرسی میں جاری رہتا ہے کہ سب اپنے بزرگوں کا حضرت یعقوب کی طرح استقبال کرتے ہیں اور یہ سجادہ حضرت یوسف کی طرح لاکھوں کی تعداد میں خلقت پسندیدہ بزرگوں سے پیدا ہوئے اور ساتھ تھے یہ سب اپنے مرشد پر قربان ہوتے ہیں اگرچہ صورت کے لحاظ سے دنیا میں مرشد سے تنہا ہیں اگرچہ ان کے اور اپنے درمیان پردہ نہ رکھتے تھے کیا نبی اور کیا ولی باوجود مشاہدہ حق کی قدرت پالینے کے دنیا گندی اور گدلی جگہ ہے جو اس کو چھوڑنا عزیز جانتے ہیں وہ انتقال کو بھی عزیز جانتے ہیں اور طلب گار ہیں۔

نکتہ:- جب مرشد کی توجہ سے پختہ توحید کے مقام کو پہنچ گیا تو چلے کاٹنا ختم ہو گیا حالانکہ اس میں وارد ہوتے ہیں یہی چلہ ابدی ہے ظاہری و باطنی باتیں چلہ کشی میں شامل ہیں۔

نکتہ:- ظاہراً چلے نہیں رہتے اور کفار کے شر سے مغموم حالت میں تمہیں بزرگ اپنی حفاظت میں رکھتے ہیں سورج کو ذرہ کے شر سے کیا غم تسلی رکھتے ہیں۔

نکتہ:- پیروں کی خدمت میں زیارت کے لئے جانا حالات کی موافقت سے ہوتا ہے جو کوئی شان والی حالت میں ہوتا ہے اسی کے مطابق تلخ زبانی کرتا ہے اور جو قلبی حالت رکھتا ہے اسی کے مطابق اس جگہ حاضر ہوتا ہے اگر حالت روحی رکھتا ہے تو اسی کے مطابق وہ اس جگہ عمل میں لاتا ہے اور جو کوئی اس حالت سے گزر کر ذات خدا کی حالت

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

میں پہنچ گیا اس حالت کے مطابق اس مقام پاک پر عمل کرتا ہے اور اس حالت والے شخص کے قرب پر بزرگ خوش ہوتے تھے کہ محرم راز کی صحبت نامحرم کے مقابلے میں زیادہ اچھی ہوتی ہے۔

نکتہ:- ان جناب اقدس کے جانشین کو چاہیئے کہ اگر دولت مند کے ساتھ ملاقات کا اتفاق ہو اگر وہ شخص بزرگوں کی شان کے مطابق ادب بجا لائے اور اپنے دلی اعتقاد کے ساتھ ملاقات کرے اگر جانے کہ یہ ادب بجا نہیں لائے گا اور اعتقاد نہیں رکھتا تو ہرگز اس شخص سے ملاقات نہ کرے اور اپنی اولاد جو کہ آباد لنگر کی خدمت پر مقرر ہے ایسے شخص کے ساتھ ملاقات سے جس کے ساتھ لنگر کا کام ظاہری طور پر تو جانشین کو چاہیئے کہ ان لوگوں کو حکم دیں کہ لنگر کے کام کے لئے ملاقات کریں۔

نکتہ:- مریدوں کو ہدایت کے لائق وہ وقت ہوتا ہے کہ سلوک کے تمام مراتب کو طے کر چکا ہو اور اللہ کی ذات سے واصل ہو چکا ہو۔ ور اسی ذات میں محو ہو چکا ہو اس کے بعد مرید جس مقام پر پہنچے اس سے پہلے پیر اس مقام پر حاضر و موجود ہوتا ہے اور موصوف باعزت ہو جاتا ہے کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ۔ یعنی جس جگہ تم یاد کرو میں موجود ہوں وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ یعنی سب سے بڑی نعمت کا شکر ادا کرو کہ تمہاری ذات چلی گئی اور ہماری ہستی آگئی اور نعمت کی ناشکری نہ کرو یعنی اپنی خود نہ دکھاؤ

نکتہ:- جنہوں نے خدا کو دیکھا وہ عارف لوگ ہیں سوائے اس جماعت کے کسی نے نہیں پایا اور پہلی دفعہ جب معرفت کا مقام ملتا ہے اور شروع ہوتا ہے اور اجسام ثابت ہو جاتے ہیں اور جب یہ عرفان حاصل ہو جاتا ہے اسی کے سبب بلندی پر چڑھتا ہے چنانچہ پھل سے درخت کی پہچان ہوتی ہے اور انسان پھل کی مثال ہے جب یہ معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو تمام درجوں کی معرفت اچھے طریقے سے ہو جاتی ہے۔

نکتہ:- ایک نام پسندیدہ اور اس کے ایک مفہوم و معنی والا اور معنی کے حال کے رضا کو قبول کرتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ہوا بیٹے کو کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور نیا لباس پہنایا ذبح کرنے کی جگہ پر لے گئے بغیر سوچے سمجھے بیٹے پر چھری چلا دی نہ اس وقت رضائے حق کا دھیان رکھنے میں بیٹے کی دیت کرنا تھا وہ نجات پا گئے یہ محض امتحان تھا۔ پس پیر جو کچھ جو حکم دے حاضر یا غائب اور افعال اور گفتگو، حرکات و سکنات اپنے پیر کی چاہیئے کہ عقل کو ہرگز دخل نہ دے اور میزان عقل سے نہ تولے کیونکہ عقل رضا میں رکاوٹ کا باعث ہوتی ہے۔ اگر ایسا کیا تو معرفت تمام معرفت حاصل ہو جائے گی کشادہ معرفت بھی بے انتہا حاصل ہو گی اگر عقل کو درمیان لے آئے گا تو معرفت سے گر جائے گا اگر پیر دن کو رات کہے تو مرید نے بھی کہہ دیا۔ اگر عقل کو دخل دیا کہ موجود ہے تو یہ شخص صاحب حال نہ ہو گا اگر عقل کو دخل نہ دیا یہی جان گیا کہ دن نہ تھا رات تھی اور میں نے غلطی کی تھی کہ دن سمجھ گیا اگر نہیں تو رات تھی یہ یقین رکھنا رضا کی حالت میں پہنچاتا ہے۔

نکتہ:- اگر ہر مقام اور حال کے متعلق پیر نے پہلے خبر دے دی اور مطلع کر دیا۔ پس یقین جانے اس مقام کی حالت بھی عنایت ہو جائے گی چاہیئے کہ اس علم پر عمل کرے تاکہ اس کا حال کھل جائے کہ تمام مراتب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذات مقدس کے پیدا ہوتے ہی عطا فرما دے گا۔ لیکن حکمت بالغہ اس بات کی متقاضی تھی کہ عمر شریف کے مطابق درجہ بدرجہ اور سال بسال اور مقررہ اوقات مراتب تک پہنچاتے گا لہٰذا اس طرح ظہور سے واصل ہو گا۔ مرید کو چاہیئے کہ اس پر قیاس کر کے بے قرار نہ ہو۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- ہمارے شہنشاہ کے مرتبہ کے بیان کے متعلق ایک خادم کو حکم دیا کہ فلاں طرف سفر کر ایک فقیر تیرے ساتھ ملاقات کرے گا۔ کوئی بات کہی کہ اس سے پوچھے گا وہ ایک رفتار سے ایک منزل طے کر گیا ایک مسجد گاؤں کے کونے اور کنارے پر تھی اس جگہ بیٹھ گیا اور دیکھا کہ ایک فقیر بدحال گہری سوچ میں بیٹھا ہوا تھا۔ خیال کیا کہ شاید وہی فقیر ہو گا۔ اس کے نزدیک بیٹھ گیا اس نے پوچھا کہ تم کچھ پڑھے ہوتے ہو اس نے کہا کہ میں فاضل ہوں تمام علوم کا اس کے بعد کہا کہ مجھے مقرر کیا گیا ہے ایک چیز کے متعلق آپ سے پوچھوں جو شہنشاہ صاحب فخر نے کہی ہے اور اپنے مرتبے کے استغنا کے متعلق اور میں خضر ہوں ایک چوکیدار ان شہنشاہ کے آستانہ کا ان چودہ طبقوں کے درمیان ان کے سوا ہزاروں طبق اور ہیں اور ہر طبق میں ایک خضر ہے سب شہنشاہ کے چوکیدار ہیں۔

فرد:- سینکڑوں خضر کمر باندھے دروازے پر کھڑے ہیں اس کی صورت تو بشری ہے لیکن مخلوق کا خدا ہے خدا کی قسم اور کہانی الحال ولی اللہ۔ بہت ہیں لیکن لوگ نہیں پہچانتے اور فرمایا کہ ہم بے پرواہ ہیں اور لوگ ہمیں عاجز جانتے ہیں اور یہ دولت مند سب عاجز ہیں اور بدحال اور فرمایا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرآن مجید لکھنا شروع کی جب اس آیت کریمہ پر پہنچے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ ان کے خیال میں شک کہ قلیل خیر کے مقابلے وضاحت کو نہیں چاہتا اور اتفاق سے سیر کے لئے باہر گئے ہوئے تھے اور عورتیں کنوئیں پر پانی بھرنے آئی ہوئی تھیں ایک عورت کا حیض والا کپڑا گر گیا اس نے کہا کہ تھوڑی چیز گر گئی اس سے امام کا وہ شبہ جاتا رہا اور فرمایا ایک دن امام بازار میں آئے ہوئے تھے میں نے انہیں بہت پریشان دیکھا میں نے پوچھا کیوں ایسی حالت میں ہے کہا کہ تو فقیر ہے تجھے اس سے کیا تعلق۔

میں نے کہا کہ کوئی مذائقہ نہیں ہے۔ امام نے کہا کہ میں نے دولت چھوڑی ہوئی تھی اس علم کے حصول کے لئے یہ بھی حاصل نہ ہوا کہ آج کا سبق حل نہیں ہو رہا میں نے کہا تیرے پاس کتاب موجود ہے؟ بغل میں تھی میں باہر لایا اس فقیر کی مشکل کو میں نے دور کر دیا تمام مشکل حل ہو گئی یہ کہانی امام ابو حنیفہ کے سامنے میں نے بیان کی امام نے کہا اگر پھر اس فقیر کو پاتے تو میرا سلام اسے کہنا۔ دوسرے دن اسی بازار میں دیکھا امام کا سلام پہنچایا اس نے سلام کا جواب نہ دیا۔ امام محمد نے کہا کہ سلام کا جواب کیوں نہیں دیا میں نے کہا اس کا سلام جواب کے لائق نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت ادا نہیں کرتا کہ اشیاء خریدنے کے لئے دوسروں کو بھیجتا ہے اور خود نہیں جاتا۔ یہ تمام بات امام ابو حنیفہ کے پاس پہنچ گئی امام خود اٹھ کر بازار گئے اور سامان وغیرہ خریدا وہ خضر کھڑے تھے سلام کہا اور انہوں نے جواب دیا اور بغل گیر ہوتے اور خضر نے کہا کہ امام المسلمین جب بستر پر آرام کرتے تھے ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلنے میں چار ہزار مسئلوں کو دریافت کرتے۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کی آزمائش اس چیز میں جوان کی سخت طبع کے مطابق تھی ہوتی تھی بے خبری کی حالت میں یعنی اچانک آزمائش کرنے اور اس آزمائش سے گزرنا معلوم ہوتا تھا کہ یہ آزمائش تھی۔ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے جس کی انتہا نہ تھی۔

نکتہ:- اگر مرید میرے پیر کے پاس جائے اور پیر کا انکار کر دے تو وہ مرید واپس رہ جاتا ہے اور گھاٹے میں چلا جاتا ہے

بیت:- اگر اپنی مراد پوری کرنا چاہتا ہے تو ہم سے ترک وصل کر اگر مجھے چاہتا ہے تو اپنے اختیار کو ہماری مرضی کے تابع کر دے۔

نکتہ:- اور ہمارے پیر صاحب جسے چاہا حوصلہ، صدق وعفت و پاکدامنی عطا کر دی

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- پیر بزرگ کی آزمائش جو کہ محض فقیر پر ہوتی تھی کہ دنیاوی کاموں میں اقدام مقدمہ بازی پر ہرگز خوش نہ ہوتے تھے اور آپ کا روشن مزاج اس سے بگڑ جاتا تھا۔ جب اشرف ماہی گیر کا مقدمہ پیش ہوا اور حضرت پیر پیراں کی باطنی طاقت بہت زیادہ تھی باوجود اس باطنی طاقت ایک ذرہ بھر بھی اپنی باطنی طاقت سے خرچ نہ کیا اور ظاہری تکلیفوں کو اپنے اوپر گوارا کر لیا۔

نکتہ:- حضرت شاہ سیف الرحمن کی آزمائش جو زمانے کے قطب اور اللہ کی تقدیر کے خلاف کام کر لیتے تھے یہ ہوا کرتی تھی کہ خلقت ان کو سیف زبان کہا کرتی تھی اور خود کو اس سے باز رکھا اور اپنی تمام عمر میں بند کر دیا اور جو کچھ ہوتا تھا بغیر قصد و ارادہ ہوتا تھا اور اپنے باطنی زور کی انتہا نہ رکھتے تھے۔

نکتہ:- ارفع مقامات میں سے مقام رضا و فنا ہے اور جب ہر روز مرتبہ اپنے کمال کو پہنچ رہا تھا اپنی رضا سے اپنے اللہ کو دیکھتے تھے اور فنا میں بھی اپنے اللہ کو دیکھتے ہیں ان دو مقاموں پر پہنچ کے بعد عاشقی اور معشوقی کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے عاشقی مرید پر پہلے مقرر ہوئی اور معشوق کے ساتھ بعد ازیں۔ دو ایک حالتیں اور ہیں۔ یا مستی کے جوش آیا یا سب کو نوش کر گیا کہ کچھ نہ تھا اگر جوش میں آ گیا تو جو کچھ کرے جائز ہے کہ صاحب اختیار ہے اور مرتبہ مکمل و تمام ہے اور خدا تعالیٰ کے تمام کارخانے مقام رضا و فنا کے تابع ہیں۔ یہ دونوں مقامات سب کارخانوں کے مالک ہوتے ہیں۔

نکتہ:- طالب جب عشق میں آ کر جوش و مستی دکھاتا ہے تو عین عشق بن جاتے گا اگر معشوقی حالت میں خوشی و مستی دکھاتا ہے تو اسی حالت معشوقی میں رہے گا اگر ایک مقام پر پہنچ گیا اور حوصلہ اختیار کیا اور پیا اور دم نہ مارا تو دوسرے مرتبہ کے نزدیک

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

پہنچا۔ عاشقی و معشوقی اور دوسرے مرتبے بھی اور ان سے بالاتر کہ ہر دو کو پی جاتا ہے کچھ نہیں ہیں مستی و جوش سے بھی آدمی صاحب حوصلہ بن جاتا ہے اور یہ مرتبہ اعلیٰ اور مکمل ہے جو ہمارے پیر صاحب کا تھا سوائے حضرت محبوب سبحانی کے سوا کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور وہ اس سے راضی ہوئے میری سوچ کو جان لے۔

نکتہ:- حضرت بڑے باباجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انسان جو کہ اپنی دونوں آنکھوں پر فخر کرتا ہے کہ خبر اور بدن کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور بدن آنکھوں کو نہیں دیکھتا۔ سب تیرے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں۔ اس اللہ تعالیٰ کے فقیر نے دو افراد کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس کا سمندر بے کنار ہے ہر دو خود پر فخر کرتے ہیں ایک حضرت محبوب سبحانی اور دوسرے حضرت بادشاہوں کے بادشاہ یعنی اس فقیر کا پیر جو کہ بڑے باباجی کے بڑے بھائی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور وہ اس سے راضی ہوئے پس تجھے کب تک عقل آئے گی اور دل میں خیال نہیں لاتا کہ جس کا ایسا مددگار و معاون ہو اسے کیا غم ہو گا۔

نکتہ:- طالب کو ہر منزل پر محنت کی تلقین کی جاتی ہے۔ دوئی کا نقطہ نیچے ہی نیچے ہوتا جاتا ہے جب طالب حق کی ذات میں افضل ہو گیا تو محنت و مشقت ختم ہو جاتی ہے۔ فصل کا مفہوم نیت ہوتا ہے کہ پیر کی ذات مرید میں آ جاتے اور وہ طالب طالب نہ رہا اور یہ وحدت اور یکسوئی بدن میں جب عمل کرے تو روحی جسم کو ختم کر دیتی ہے کہ وہ خیال میں تھا اور یہ نظر آنے والا اور محسوس کیا جانے والا یہ۔ بہتر وا فصل ہے۔ اس سے جو کچھ ظاہر ہو گا اسرار میں سے تو یہ اسی بدن میں ہو گا۔

نکتہ:- اور یہ مرتبہ جو کہ خاص عشق کا ہے دوسرے عارفوں کی خوشبوان کے شام

جان میں پہنچی ہے اور اس سے وہ وہ کنارے پر گر گئے اور ہمارے بزرگوں نے تمام خالص عشق کو پی لیا اور اس کی خوشبو باہر نہ آنے دی اپنے اندر جذب کر گئے اور کنارے کے گرد نہ گھومے اور خدا جیسے کام کئے اور اس میں دم نہ مارا

<u>نکتہ:-</u> جب اس مرتبہ مذکورہ اللہ والے پہنچ جاتے ہیں مستی ان پر غلبہ پانے کا باعث نہ بنی۔ جس طرح اس گروہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی بے ہوش جان ہو گئے کہ کھانے، پینے اور پہننے سے بے خبر ہو گئے جب ہمارے بزرگ اس مرتبہ پر پہنچے۔ اس عشق کے بھید کا ارادہ کیا کہ مستی و بے ہوش کا غلبہ کرنا ثواب ہے اور اس بھید سے واقف نہ ہوئے سوائے ہمارے پیر صاحب کے۔

<u>نکتہ:-</u> حصول معرفت میں حصول فقر ہے ہر دو منزلوں میں کسب و فنا ایک ہی کسب ہے اور نکتہ کی بات پر نہیں پہنچا جا سکتا اور معرفت میں استغنا لازمی امر ہے اور اس میں جو کچھ چاہے گا ہو جائے گا۔ اگر اپنی مرضی سے درخواست کرے گا تو فقر کے مرتبہ سے پیچھے و نیچے رہ جائے گا اور فقر تک پہنچ جائے گا اور فقر میں اگر استغنا ظاہر ہو جائے اور اپنے اندر جذب کر لے اور کسی چیز کو سوائے مرشد کے اور اپنی روح کے حاضر نہ رکھے اور غم بشریت میں ہے جب فقر تک پہنچ گیا یہ ہر دو ختم ہو گئیں سوائے خوشی ذات کے دونوں کا تعلق نہیں پھر دونوں کا تعلق ہو جائے گا۔

<u>نکتہ:-</u> علم فنا کا توحید اعلیٰ میں کسب کمانا یہ ہے ذات خدا اور شغل اپنی نظر کو ہر دو بدنوں سے اٹھا لے اور اوسط درجہ کہ اس میں خیر ہے ذات حق میں فنا کرے تاکہ یہ بدن کو فنا رکھیں۔

<u>نکتہ:-</u> طالب کا تمام مقصود پیر کی خوشی میں ہے یعنی خود ہو جائے۔ جب یہ غالب آ

جائے تو علتیں اور غیر کی خوشی مرید کے دل سے دور کر دیتی ہے اور وہ خوشی قائم اور ثابت ہو جاتی ہے اور اس سے طالب کے تمام مقاصد سرانجام پاتے ہیں۔

<u>نکتہ:-</u> جب طالب توحید میں مرتبہ فنا کو پہنچ جاتا ہے تو تعلقات اور اضافی چیزیں اوصاف بشر سے جیسے کہ کھانا، رونا، ہنسا وغیرہ اللہ کی طرف سے عاید ہوتے ہیں اور صاحب فنا کو نہیں جو کچھ ہے فضول ہے یعنی اس کا حق جانتے ہیں۔

<u>نقل ہے کہ</u> کہ ایک ولی اللہ پانی کے کنارے بیٹھا ہوا تھا ایک شخص گائے یا بھینسوں کو پانی پلانے کے لئے آیا۔ اس ولی اللہ نے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وقت کم ہوتا جا رہا ہے۔ ان چوپایوں کو کھڑا کئے رکھ تاکہ میں نماز سے فارغ ہو جاؤں اس نے یہ بات قبول نہ کی۔ کہا جب تک صاحب معرفت راز نہ کرے گا میں تجھے جانے نہیں دوں گا جتنا اہل اللہ نے مبالغہ کیا اس نے قبول نہ کیا اور گالی دینے لگا یا چند لاٹھیاں بھی ماریں اس نے نظر کی تو وہ صاحب عرفان ہو گیا اس اعتقاد کے سبب جو وہ اپنے دل میں رکھتا تھا کہ یہ ولی اللہ ہے اور قدرت رکھتا ہے کہ مجھے بھی صاحب راز حقیقی کر دے اگر زبان بڑی سخت رکھتا تھا اور زیادتی بھی کی اعتقاد کے سبب مقصود کو پا گیا

<u>فرد:-</u> کہ اس طرح دکھائی دیتا ہے اور دین کا کام اس کی ضد نہیں ہوتا

<u>نقل کیا جاتا ہے:-</u> دو مریدان حق پیران پیر بالا پیر صاحب کی خدمت میں آئے اور انہوں نے استفادہ کیا اور چلے گئے کچھ مدت کے بعد ایک شخص آیا اور عرض کی کہ ان دو مریدوں میں سے ایک مشہور ہو گیا ہے اور دوسرا پردے میں چلا گیا اور گمنام ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ دونوں کے زخم مساوی نہ تھے ایک نے علاج کیا اور زخم اچھا ہو گیا اور

اس گمنام نے زخم کو زیادہ کر لیا اس کے اور اس کے درمیان فرق ہے ایک باز رہا اور، دوسرا پہنچنے کی جگہ پہنچ گیا

بیت:- خلق کو قید کرنے کا شہباز محکم ہے اس کے راستے میں اس کی قید سے کم کب ہے ایک شخص بادشاہ کا نوکر تھا بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا اسلحہ کھینچ کر پکڑ لیا اور وہ شخص کہہ رہا تھا کہ میں اپنی چیزیں واپس لوں گا چند روز بادشاہ کے دروازے پر گزارے پھر خیال آیا کہ میں تو پیر دستگیر کا مرید ہوں اپنے آپ سے کیوں نہ مانگوں عرض کی اور خواب میں انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کیوں نہ طلب کی تھی اور اپنے تئیں اتنی تکلیف میں رکھا۔ گھوڑا اور اسلحہ مجھ سے لے اور دوسری جگہ نوکری کر لے اسی بادشاہ پر ہی کیا موقوف ہے مع اسلحہ پکڑا گیا اس کی تشفی خاطر ہوئی کہ یہ جناب اقدس پنجتن ہیں طالب جو کسی دوسرے کی طرف رجوع کرے اسے چاہئے ان جناب کے سوا کسی طرف بھی رجوع نہ کرے تا کہ سب کچھ آ جائے

نکتہ:- سچا مرید پیر کی ذات کا مرید ہوتا ہے اور سوائے اس کے کسی اور کو ہرگز نہیں چاہتا مرید پیر سے ہمت چاہتا ہے اور جس قدر ہمت زیادہ ہو۔ بہتر ہوتی ہے اور یہی مقصود ہوتی ہے اور جب ظاہر و باطن میں مرید پیر کی ذات میں سما گیا تو اس مقام کو فنا کا نام بھی دیتے ہیں کہ پیر کی ذات میں فنا ہو گیا اور اسے بقا کا نام بھی دیتے ہیں کہ پیر کی بقا پالی ہے اور ربوبیت کا نام بھی دیتے ہیں اور بندگی کا نام بھی دیتے ہیں کیونکہ دونوں ایک ہیں اور قطع نظر ان چار اسموں کے جب الوحیت غالب آ گئی اور درجہ شہود بھی حاصل ہو گیا ان کو الھیون کہتے ہیں کہ کسی حال و مقام میں قید نہیں ہوتے ہیں اور بے قید ہو گئے ہیں۔ جب مرشد نے اس مرتبہ پر پہنچا دیا تو فقر میں آ داخل ہوا لیکن میرے لئے وہ لائق ہے جو بلوغت کے قریب پہنچ چکا ہو اور بلوغت پر پہنچنا

اس چیز سے میسر ہوتا ہے کہ اپنے دل میں گزشتہ مقامات کی خواہش نہ کرے اور تمام فکروں سے اپنے تئیں خالی رکھے تا کہ اس مقام پر جوانی میں پہنچ جاتے اور اس کے لئے مشاہدہ حق کا مقام و مرتبہ پالے اور اس منزل کے لئے ترتیب یہ ہے کہ پیر اپنے مرتبے سے جو خاص ہے اس مرید کو محرم کرے اور کسی کو اس بات کی خبر نہیں اور ہمت میں اضافے کا سبب ہوتا ہے کبھی عین مطلوب ہے چاہے بات کرتے ہو چاہے دکھا دے۔

نکتہ:- پہلی بات پیر کی بخشش مرید کے لیئے ہمت کا باعث ہے اور مرید کو تین چیزیں چاہییں محبت، شوق اور سوز اور ان تینوں کی انتہا نہیں اور باطن کا کھلنا ان تینوں سے لازمی ہے۔ چنانچہ بغیر جوہر کے عرض نہیں کی جا سکتی باوجود لازم کے اسی باطن کے کھلنے کے ان تینوں سے اور اس ہمت سے لگانی چاہئے تا کہ تینوں زیادہ ہوں اور سوائے اپنے پیر کے کچھ طلب نہ کرے اس کو لازم اور فرض جانے پیر کی ذات کا تعلق مرید سے ہوتا ہے نہ کہ غیر سے

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب گھوڑے کی نظر اچھی لگتی ہے چاہئے کہ توفیق کے مطابق گھوڑے کی بنائی جائے

نکتہ:- اور اپنے پیر کی پگڑی کسی کو بھی نہیں دینی چاہئے بلکہ اپنی اولاد یا مرید صادق کو دی جائے ورنہ کسی کو نہ دے

نکتہ:- ہرگز جوش و خطرہ طالب کو درپیش ہو تو اپنے دل پر اثر انداز نہ ہونے دے۔ دنیا کے تمام کام مرشد کے حوالے کر دے کیونکہ یہ سب اسی کی ملکیت ہیں اور قادر، حاکم تصرف کرنے والا وہی ہے اور خود بے پرواہ ہو کر اپنی منزل میں مصروف ہو

جائے جس پر مرشد استاد نے لگایا ہو اور ہر حال میں اور ہر وقت اسی میں رہے۔

نکتہ:- درود مسعود غریب و عجیب یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور یہ درود جامع ہے اور قدر اس کی ہے اور یہ جناب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور انبیاء اور مرسلین کو بھی اور تمام اولیاء کو بھی اور صالحین سے مراد اہل اللہ لوگوں کی جماعت ہے سب اس درود کے پڑھنے والے کے مددگار اور معاون بن جاتے ہیں۔ بھیدوں کا دھیان رکھے کہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر اپنے پیر کی طرف متوجہ و حاضر ہو جائے آپؐ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کو دیکھے گا۔

نکتہ:- اور اس مرتبہ کے بعد یہ آیت کریمہ پڑھے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ اور یہ خطاب اپنے مرشد کی طرف کرے اور صراط المستقیم سے مراد توحید میں فنا ہونا ہے اور وہ منزل جس پر مرشد نے کھڑا کیا ہوا ہے بہت بڑا ہے باطن کی بصیرت اور کشادہ دل اس طریقہ میں دلی سکون و فرحت جس کا قصد ہو گا حاصل ہو گی اور اس کو پڑھتے وقت اپنے آپ کو اس جگہ موجود نہیں سمجھے۔

نکتہ:- اور فلاں شخص بندگی صحیح طور پر پورا کیا تو اس وقت ہم پورے پورے اس کے ساتھ ہیں اور وہ نہیں اور گھڑی کا بیٹھنا کی ضرورت نہیں جس وقت دل چاہے تنہائی کے گوشہ میں بیٹھ جائے اس سے پابندی جاتی رہی اور جو کچھ دل میں آئے یقین کی قوت سے اسے یقینی جانے کہ جھوٹ ہرگز نہیں ہو گا اس منزل میں وسوسہ ہرگز نہ کرے کہ بہت بڑا حجاب ہے خاص طور پر اس منزل میں ہرگز وسواس نہیں کرنا چاہیے کہ جب وہمی ہستی جاتی رہی اور پیر کی ہستی آ گئی پس وہ جل گیا وسواس کیوں

کرنا چاہیے کہ جو کچھ کہتا ہے اور کرتا ہے پیر خود کرتا ہے اور کہتا ہے اور شروع میں جو مقام ہے وہ مجلس ارواح میں داخل ہوتا ہے۔ جب تصور میں ارواح کا حضور ہو تو بات نہ کرے بلکہ عین وہی جانے اور جو کچھ دل میں آئے کہ ان آنکھوں سے روحوں کو دیکھ رہا ہوں پس ایسے ہو گا کہ محفل میں بیٹھے ہوتے سامنے، دائیں بائیں روحوں کا گزرنا صریح اور عین دیکھے گا اور کلام بھی سمجھے اور سنے گا اس کی مثال جیسے آئینہ میں اپنے تئیں دیکھتا ہے اور اپنی شکل بن جاتا ہے اسی طرح عین بعین دیکھے گا اور جب پیر کی بارگاہ میں پہنچے اور اسی طرح جانے کہ میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں نہ کہ باطن میں اور ہر کارروائی میں اعمال میں قوت یقین کا مظاہرہ کرے اور کوئی شبہ نہ کرے تو نور حق تعالیٰ کی چمکنے والے نور کو ہزار درجہ بلکہ زیادہ تر روشن دیکھے گا۔ جب پیر کے ساتھ فنا و بقا کا مقام حاصل ہو گیا تو یہ آنکھ وہ آنکھ نہ رہے گی اور نہ وہ کان رہیں گے جو ظاہر ہیں سب کچھ بہت بدل جائے گا اور اس نور حق کا مشاہدہ ہونا شروع ہو گیا جب فنا و بقا کا مقام حاصل ہو گیا کہ اپنا فنا ہونا اور باقی ہونا بھول گیا اور دونوں چیزیں پسند نہ رہیں تو اس کے بعد حواس ظاہران حواس کی قوت پا لیتے ہیں۔ حواس ظاہری ہر حال میں مشاہدہ حق کرنے لگتے ہیں اور جب اندر کی حالت جیسا کہا اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے فنا الفنا میں قدم رکھے گی تو ہر صورت میں دلی تسلی حاصل ہو جائے گی۔ اللہ کی ذات کا مشاہدہ انہیں آنکھوں سے کرے گا۔

نکتہ:- اگر قصیدہ پڑھنے کے وقت رسولؐ کی شکل جس صورت میں بھی تصور میں آئے اسے پیر سمجھے کہ دونوں ایک ذات ہیں ایک دوسرے غیر نہیں اور اپنے اندر اور باہر پیر کی شکل جانتا ہے کہ اس صورت پر اللہ کی ذات عاشق ہے۔ ہر وقت اسی حالت میں رہے صفا کا حصول۔ تجلیات الٰہی کا حصول ایسی صورت میں ہاتھ آتا ہے۔ اگر دو عالم

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کی طرف نظر دوڑائے تو نظر دو قسم کی ہوتی ہے ایک بغیر قرب کے اور ایک قرب کے ساتھ اگر سب اشیاء کو اپنا پیر جانے تو یہ دیکھنا بغیر قرب کے ہے اگر اشیاء کا بتانا اور ان کو قائم رکھنا اپنے پیر کے اختیار جانے اور پیر کو بے صورۃ تصور کرے اور اس کی شکل سے نظر اٹھائے اور پیر کی ذات قادر کا ملاحظہ کرے بغیر شکل و رنگ کے یہ نظر اور دیکھنا با قرب ہے اور یہ بہت ہی موزوں و لائق ہے

نکتہ:- حضرت بڑے بابا جی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوئے نے فرمایا۔ یہ لنگر روشن کا ظاہری کاروبار اس مفہوم میں اختیار کرنا چاہیے نہ کہ اپنی ذات کے لئے بلکہ اپنے مرشد اور بزرگوں کی خاطر اور جو کوئی اپنے مرشد کے حکم کو بجا لایا اور ... ہوا اور قبول لیا تو اس کی جڑ تحت الثریٰ میں جم جائے گی اور ٹہنیاں عرش تک قیامت آنے تک قائم رہیں گی اور تمہارا یہ دونوں چیزیں بجا لانا امر و رضا جو تم کو عطا ہو گئی ہیں ہرگز بغیر مضبوطی کے نہیں ہونی چاہئیں اور ہر کسی پر زیادہ ہو جائیں گی اور اصل مطلوب چیز تو فقر ہے اور بزرگوں نے یہی چیز چاہی ہے اور ہر فعل اور کام جو ہوتا ہے محض راہ حق کی تعلیم اور حکمت ہوتی ہے۔ چاہے طبع کے موافق ہو یا نہ اور تنگی و تکلیف سے فکر مند نہیں ہونا چاہیے اور مستقل مزاجی نہیں چھوڑنی چاہیے بلکہ اس بات کا منتظر رہنا چاہیے کہ میرے بزرگ کام میں کشادگی کریں گے کیونکہ اس جگہ تمام اختیارات بزرگوں کی توجہ سے ہیں تمام ظاہری اور باطنی امور اور بزرگوں کی توجہ سے اور کوئی سبب ہے پیش نظر اس سے بے تعلق ہو جانا چاہیے اور بے فکر ہو جانا چاہیے کہ اس جگہ پیش نظر مقام فقر ہے چاہے ہزاروں اسباب دنیا حاصل ہوں یا نہ مقصود تو فقر حقیقی ہے۔ تمہارا فقر میں دھیان رکھیں گے۔ جس قدر روزی کے اسباب زیادہ سے زیادہ ہوتے جائیں گے اور ہر دنیاوی کام میں فقر کی تربیت ثابت ہے ہرگز زمانے کی

تکالیف سے تنگ آ کر ثابت قدمی کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ ہر وقت اور ہر حال پر توجہ ہے اور ہر ایک کی نظر توجہ پر لگی رہنی چاہیے اگر بزرگ چاہیں تو ان کو نجات دلا دیں اور غالب آ جائیں گا ئیں شیروں پر اپنی نظر کا اعتقاد بزرگوں کی قدر پر ہونا چاہیے۔ اور حقیقی کرنا محض دنیاوی پلید کا طلب کرنا ہے۔ جو چودہ کرسی کا قبضہ عطا ہو گیا لہٰذا غیر جنس سے تعلق کا سبب ان تک نہ پہنچا۔

نکتہ:- اور اہل اللہ کی دو قسمیں ہیں بعض نے ولایت اور مرتبے کی درخواست کی حقیقت اور معرفت سے دور رہ گئے اور بعض نے سوائے ذات حق تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا اور وہ اصل معرفت کو پہنچے تمام مرتبے پا گئے۔

نکتہ:- اور جو کوئی طالب قدرت ہوا سے قدرت نہیں۔ چاہے اگرچہ اپنی تمام عمر محنت و ریاضت میں گزار چکا ہو اور جب شخص کو مرتبہ فنا حاصل ہو جائے تو اسے قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور جس کا مرشد فنا کے درجہ تک نہیں پہنچا وہ جتنی بھی سخت محنت کرے وہ مقام قدرت کو نہیں پہنچ پاتا۔

نکتہ:- حالت فنا میں اگرچہ سائل اور مسئول ایک ہی ہوتے ہیں لیکن مرید کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ سائل بھی تو ہی ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے باوجود علم کے یہ نہ کہا کہ کھانے والا اور کھلانے والا ایک ہی ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا الخ

نکتہ:- فنا کی اول نشانی یہ ہے کہ مرید نے پیر کہہ دیا اور خود کو پیر کے سپرد کر دیا پس مرید کو کیا لازم ہے کہ کچھ چاہے کیونکہ جو کچھ پیر مرید کے بارے میں جانتا ہے مرید اپنے بارے میں کب جانتا ہے مرید کے لئے لازم ہے کہ فنا میں زیادتی کی کوشش کرے کہ یہی فنا مرید کے حق میں پیر کی بخشش اور اس کے کرم کا موجب ہے پس مرید کو چاہیے کہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

سوائے فنا میں زیادتی کے کچھ نہ چاہے۔

نکتہ:- بخشش کی دو قسمیں ہیں ایک بلا واسطہ اور ایک بالواسطہ۔ یہ نصیب کرنا میاں ہی کا کام ہے چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا پس حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ذریعے اسرار سے واقف کرنے کے لئے تھا لہٰذا وہ دروازہ بن چکے تھے جو کوئی شہر میں آتا دروازے کی راہ سے آتا ہے۔

نکتہ:- ان جناب اقدس کا جس مرید پر زیادہ کرم اور مہربانی ہوتی ہے پہلے اس کی ہمت کی بخشش سوز، محبت اور شوق پیدا ہوتا ہے اپنے آپ کو دیکھنے والا یعنی نفس معرفت یعنی اپنی ذات کی معرفت پا لیتا ہے۔ جتنی زیادہ درجہ شہود کو پہنچنے تک تاخیر ہو اس سے بد دل نہ ہو کیونکہ تاخیر میں حکمت بہت زیادہ ہے۔ تاخیر و کشادگی کے درمیان بہت سی بخشش اور عنایت ہوتی ہے اگر جلد مشاہدہ حق ہو جائے تو تمام چیزیں جو درمیان تھیں فنا ہو جاتی ہیں اور فضیلت تاخیر میں ہے کہ اس میں بہت سے فائدے ہیں تو چاہیئے کہ تاخیر کو غنیمت جان کر رات دن اپنے کام میں ہوشیار و سرگرم رہے

نکتہ:- ہماری رضا تمہارا ہر وقت حضور میں رہنے کی مناسبت سے ہے اور تمہارا مقصود حضوری رہنے میں مضمر ہے ہر حال میں حضور کو لازم جاننا چاہیئے۔

نکتہ:- اور تمام قسم کے حضور سے اعلیٰ و مکمل یہ حضوری ہے کہ پیر مرید کی ذات میں سما جائے اور اندر اور باہر مرید کا سب پیر بن جائے کیونکہ دوسری تمام حضوریوں میں غیب ہونا بھی آتا ہے اور اس میں ہرگز نہیں آتا۔ مگر اس قدر شروع حال میں تکلیف ہے کہ اپنے خیال کو ہر وقت اس حضور پر جمائے رکھے۔ اور اسی پر د یانا

لگائے رہے اور جب کمال کو پہنچ جائے گا تو بغیر تکلیف کے یہ حضوری کا مقام اسی حالت میں ہو جائے گا اور ہرگز تکلیف نہ رہے گی اور جس کو حضور کا سرور آ جائے تو اگرچہ اس کا جسم ریاضت میں مصروف نہ ہو وہ کامل ہوتا ہے اگر سرور نہ آئے اور اس کا جسم ریاضت میں مصروف ہو تو یہ کچھ نہیں ہوتا اور محض ناقص ہوتا ہے۔ اگر حضور کا سرور حاصل ہو اور بدن بھی ظاہری ریاضت میں مشغول ہو تو ایسا شخص کامل ترین ہوتا ہے جیسے کہ ہمارے بزرگ ہوئے ہیں۔

نکتہ:- اور اس منزل کے کمال کو پہنچنا اسی سے میسر ہوتا ہے کہ دونوں جہانوں کا خیال دل میں نہ لائے اور اپنے اندر محو رہے عنایت میں فرق غیر کے خیال میں ہے۔

نکتہ:- اگر حکم ہو ایک جگہ کو تعمیر کرنے کا اور ایک مقام سے لوٹنے کا تو دو کاموں کا فائدہ ہوا جو کوئی سا عمل کرے تو چاہیئے کہ دیکھے کہ اس طریق کا معاون کون سا کام ہے اس پر عمل کرے اور دوسرے کو چھوڑ دے۔

نکتہ:- جب یقین کی قوت سے مرید نے جان لیا کہ حق بھی پیر کی ذات ہے اور بندہ بھی چنانچہ اس کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے تو اللہ کے نہ ختم ہونے والے اسرار طالب کو معلوم ہو جائیں گے اور بغیر صورت دیکھنے کے سنے گا۔ فلاں شخص کے تمام اعمال اچھے ہیں لیکن یہ بہت اچھے ہیں کہ جو کچھ میں کہتا ہوں کہ اس کام کو کل پرسوں کر تو وقت آنے سے پہلے حکم بجا لانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور حد سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ کاش وہ وقت آج آتا۔

نکتہ:- اگر کسی شخص کی کسی کام کے لئے درخواست رد کر دی جائے اور حکم ہو کہ یوں کرو تو اسے اپنی عقل سے تدبیر نہیں کرنی چاہیئے چاہیئے کہ اس کے لئے بار بار

عرض نہ کرے حکم کے مطابق پہلے امر بجالائے کیونکہ تمام خوبیاں اسی میں بند ہیں۔

نکتہ:- جب پیر کی درگاہ میں زیارت کے لئے جائے ایسے جانے کہ تمام بزرگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں نہ کہ خیال سے اور اس دیدار کے لحاظ سے ادب بجا لائے اور جب باہر آئے تو یقین رکھے کہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے یقین کی قوت اضافہ کرتا ایسا ہے۔ چاہیئے کہ اسے لازم پکڑے تاکہ اس بے شمار راستے کے فائدوں کو پالے۔ عبودیت خاص جو ہمارے بزرگوں سے ہی وابستہ ہے یہ نہیں کہ رنج اٹھانا جاتا ہے نہ یہ اکثر اولیاء اللہ کے نزدیک مشہور ہے اور کوئی اس مرتبہ کو نہیں پہنچا مگر جسے اللہ چاہئے اور وہ یہ ہے کہ وہ حقیقی صورت جس پر اللہ قادر کی ذات عاشق ہے جس کے متعلق اس سے پہلے تحریر کیا جا چکا ہے ہر گاہ طالب پیر کی توجہ سے وہ صورت خود بن جاتا ہے یعنی اس میں محو ہو جاتا ہے یا کبھی محبت میں محو ہو جاتا ہے پس وہ صورت جو کہ حقیقی طور پر عین پیر کی ذات ہے اور خود اس کا طالب ہوا ہے اس وقت اسی صورت کو دو صورتوں میں بانٹ دیتا ہے خدا قادر کی ذات میں جیسے دو موتی ایک ہی سیپ میں ہوں اور دونوں صورتیں پیر کی ہیں جو کہ رب ہے اگر پیر نہ چاہے تو لاکھوں بلکہ زیادہ ہو کر ظاہر ہوں دو صورت میں ہونا کتنی تعجب کی بات ہے۔ چاہیئے کہ طالب کسی ایک کو ان صورتوں میں سے رب جانے اور ایک کو اس کا بندہ اور ایک دوسری میں محو ہو جائے اور اپنے اس عناصر سے بنے ہوئے بدن محض نابود ہونے والا جانے اپنی حقیقت کو اس بدن میں جلوہ گر ہوا ہے نہایت باریک نظری کے ساتھ اپنا مطمع نظر اسی لطافت کو رکھے اور اسے ان دو صورتوں میں سے ایک جانے چاہے رب چاہے بندہ۔ اگر رب جانے تو دوسری شکل عبد تصور کرے اور اس کے برعکس اور بہتر یہ ہے اس صورت میں کہ جو عنصر جلوہ دکھا رہا ہے اسے رب جانے اور اپنے تئیں

ربوبیت کے مرتبے پر رکھے یعنی سب سے بے پروا اور ناواقف جانے چنانچہ یہی مشرب خاص ہمارے پیر حضرت شہنشاہ کا تھا کہ ہر دوسرے کو رب اور ان ہر دو صفات میں رات دن اپنے آپ مستغرق رکھے یہ ہے عبودیت کا مرتبہ جو مرتبوں سے بلند تر ہے ہمارے بزرگ خاص طور پر ہمارے حضرت صاحب کامل تر ہیں

نکتہ:- اور حضرت سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اس سے راضی ہوتے بغیر آلات و ساز کے سماع کیا کرتے تھے اور کبھی سازوں کے ساتھ

نکتہ:- اور سعادت مند بیٹے سید سعد الدین کے دل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وصال کے دن عرس کا کھانا پکانے کا خیال آیا جو ہمارے شہنشاہ نے منظور کر لیا اور حکم ہوا کہ یہ کام کیا جائے اور جس روز کھانا تیار ہو جائے اور لوگ کھائیں اور لوگ فاتحہ پڑھیں تو بیجے کی نیت بھی کی جائے اگرچہ یہ کھانا خاص نیاز حضرت شاہ صاحب کی ہے لیکن بیجے کی نیت کرنا شیر خدا حضرت علی کی خوشی و رضامندی کا باعث ہے اور یہ نکتہ بہت شان والا ہے جس کو چاہا سمجھا دیا اور عقل دے دی اور نیت کرنا تین دفعہ کی گویا علی کرم اللہ کی طرف سے دعوت دی گئی اور یہ ذات شریف کی خوشی کا باعث ہوتی ہے۔

نکتہ:- جب تک طالب سلوک کی منزل میں رہتا ہے خوف و خطرہ کے مقام میں رہتا ہے جیسے کہ پل صراط سے گزرنے والا۔ ہر گاہ طالب کو انتہا تک پہنچا دیا اور پورا ہو گیا اور پیر نے حکم دیا کہ میں تجھ سے راضی ہوں پس اس طالب پر ماں باپ کی بھی جان قربان ہے اس لئے کہ صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو گیا اور امن پا گیا ہے اور ہمیشہ رہنے والی خوشی حاصل کر لی پیر کی توجہ سے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور یہ کر ستائیس یا اڑتالیس سال کی تلقین کے بعد حاصل

ہوا کامل و اکمل پیر کے فضل و فیضان سے۔

نکتہ:- کفار کے ساتھ جو نوکر جنگ کرتے ہیں چونکہ وہ اپنی نوکری کے لئے کرتے ہیں تو وہ شہادت کے درجہ سے محروم رہتے ہیں مگر وہ نہیں جن کو اجر ملتا ہے اور شہادت کا ثواب سردار فوج کو ملتا ہے اگر نوکر جنگ سے پہلے اپنے سردار کے پاس جا کر کہیں جو کچھ ہم نے آپ کا نمک کھایا ہے ہمیں بخش دے اور ہم یہ جنگ کفار کے ساتھ دین کی خاطر کرتے ہیں اگر وہ ایسا کریں گے تو مرتبہ شہادت حقیقی کو پہنچیں گے۔

نقل ہے:- ایک بزرگ شخص کا دولہ نام خادم جو بہت قدیم زمانہ سے بہت خدمت کر رہا تھا اپنے دل میں خیال کیا میں بہت خدمت کرتا ہوں۔ اس بزرگ کی رحلت کا وقت قریب آگیا۔ اپنے خادم دولہ کو یاد کیا وہ حاضر نہیں تھا ایک اور شخص دولہ نام کا غلام تھا اور اس وقت حاضر ہے اور اس بزرگ نے تین دفعہ اپنے دولہ نامی خادم کو یاد کیا وہ نہ پہنچا اور دولہ اس کا ہم نام جو اپنے دل میں بہت زیادہ شکست خوردگی اور ناامیدی رکھتا تھا کہ میں جس طرح اس بخشش کے اہل ہو سکتا ہوں۔ اس عاجزی کے سبب اس بزرگ نے کہا کہ تو نے اس ہندی لفظ کی یاد میں کہا دولہ جیسے دیوے تسی مولے اور وہ خادم تکبر کی وجہ سے محروم رہ گیا اور یہ اپنے کسر نفسی و عاجزی کی وجہ سے مقصود کو پا گیا پس اس راہ میں عاجزی مطلوب ہے اور تکبری محض لائق جانتا ہے اپنے تئیں اور جس قدر بھی پیر کی خدمت کرے وہ بے خدمتی سمجھے گا اور اسے اپنی نظروں میں اچھا نہیں جانے گا اور سب کچھ مرشد کی طرف سے جانے کہ اس کی مدد سے وقوع پذیر ہوا یہ واقعہ نہ کی اپنی طرف سے

نکتہ:- اپنے دل میں یہ خیال رکھے کہ جب اس گھر سے رحلت ہو تو سرخروئی کے ساتھ اپنے پیروں کی خدمت بقا کے گھر میں میسر ہو اور اس سے اتنا خوف نہ کرے کہ خوف میں غرق ہو جائے۔

نکتہ:- اسم اعظم ذات قادر خدا ایسے ہے جیسے پانی دودھ میں ملا ہوا ہو اور اسم ہو ذات باری کا جوش اور گرمی و حرارت ہے۔

نکتہ:- چہرہ دیکھنے کا سوال جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست دیدار کی تو جواب ملا وہ تو نہیں دیکھ سکتا۔ پس طالب کس طرح مقام و حال میں زیادتی چاہے موسیٰ علیہ السلام نے ہستی کی حالت میں درخواست کی تھی لہذا جواب لن ترانی سنا۔ اور جو جب طالب ذات خدائی تک پہنچ گیا اور اسی میں محو ہو گیا تو طالب ذات کی ذات میں زیادتی کی کشود چاہتا ہے نہ کہ اپنی ہستی کی اور یہ منع نہیں بلکہ واجب اور ذات کی کوئی انتہا نہیں کہ نئے انداز سے جلوہ دکھائے اور طلب تو مجھے اپنا آپ دکھا ہیں ھل من مزید ہونی چاہئے اور حضرت شاہنشاہ ہمارے جب ذات میں مل کر ذات ہو گئے اور جلوہ گری میں زیادتی کی خاطر ذات الٰہی میں داخل ہو گئے اور ذات الٰہی کی انتہا نہیں۔ حصول زیادتی (فی الشہود) کے شوق میں آنحضرت کے اندر آگ شعلے بھڑکاتی تھی جیسے کہ بہت بڑا سمندر رکھتے ہوں اور اس سے ہو کی آواز پیدا ہوتی تھی اور اس مقام پر کوئی نہیں پہنچا جو بہت بلند مقام ہے مگر جس وقت حضرت شہنشاہ کسی کو اپنے پاؤں کی خاک نصیب فرما دیں تو کچھ مشکل نہیں۔

نکتہ:- اسم اعظم کی نسبت ایسے ہے جیسے جان کو جسم سے جو کہ ہر ذرہ بدن میں ہوتی ہے اور جان بدلتی رہتی ہے اور بدن کا قائم رہنا جان [illegible] منحصر ہے اور یہ اعظم اسم اپنے عامل کو منصرف (گھماتے) رکھتا ہے اور سار [illegible] کرتا ہے اور اسم ھو کا تعلق محض ذات قادر خدا سے [illegible] باہر ہے اور اس عمل

پردہ ذات دور ہو جاتا ہے جو کہ انتہا سے بھی اوپر ہے اگر دونوں اعمال اکٹھے ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ جو کوئی اپنی طرف کھینچ لے اس کے تابع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ اپنی پرواز و اختیار کو ختم کر دیتا ہے دونوں کو اس پر چھوڑ دیتا ہے اور تابع ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کے شمار چلوں اور حالات کی تعداد بے شمار ہے ان میں سے ایک قسم کو خلقت جانتی ہے کہ چلہ ہے اور دوسری قسموں کو نہیں سوائے حیرت کے اور چلہ کی ایک اور قسم ہے کہ چلہ کشی کرنے والا تمام لوگوں سے بے آشنا و بیگانہ ہو جاتا ہے باوجود خلقت کے ساتھ میل جول کے اگر سب سے بے واقف نہیں ہوتا تو اپنی مقصود کی حالت سے آگاہی نہیں پا سکتا اور دوسرے حالات کہ آشنائی موجب بے آشنائی کی حالت نہیں بن سکتی تو طالب صادق کو پیر واقف راہ جس جگہ لے جاتا ہے لے جاتا ہے اور غیر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

نکتہ:- یہ چھپے ہوئے اسرار میں سے ایک بھید ہے جس کے جاننے کے لئے یقین کی قوت شرط ہے ہر کام میں یہ طریقہ حاصل ہوا اس راستے کا کشاد بغیر تکلیف حاصل ہوا۔ چنانچہ سیف زبان دو قسم کے ہوتے ہیں بعض کو ابتدائی میں ریاضت و محنت و قوت یقین عنایت ہو جاتی ہے جو کچھ زبان پر آتا ہے اور کہہ دیتے ہیں یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ ہماری کہی ہوئی بات ٹھیک درست ہو گی اور قوت یقین کے سبب وہی ہوتا ہے اور جوش و شک ان کے دل میں جا نہیں سکتا اور بعض بغیر محنت و ریاضت کے قوت یقین پا لیتے ہیں کہ جو کچھ میں کہوں گا ہو جائے گا پس اسی طرح ہو جاتا ہے تو جاننا چاہیے کہ اس کام کا انحصار قوت یقین پر ہے۔

نکتہ:- فلاں کو ہم سے اتنی محبت و یقین ہے اگر وہ بہت بڑی بادشاہی بھی رکھتا ہو اور کوئی ہمارے نام سے مانگے تو اسی وقت تخت شاہی چھوڑ کر اس شخص کو بخش

دے اور ہرگز غم و اندوہ نہ کرے اگر ہم کہیں یا کوئی ہماری طرف سے کہہ دے تو وہ کام چند روز کے عرصہ میں ہو جائے گا اور اگر وہ نہیں ہوتا تو اس کے دل میں کوئی ولولہ نہ آئے گا کہ حکم کام کے ہونے کا ہوا تھا تو کیوں نہ ہوا۔

نکتہ:- سفر طے کرنے کے مرتبے چار ہیں۔ طے جہان نہ کہ سالک پر تمام دنیا کے حالات کشف سے ظاہر ہوں دوسرے طے کسانی کہ تمام حیوانات پرند، درند وغیرہ کی سمجھتا ہے۔ تیسرے طے آسمانی کہ تمام آسمانوں کا علم اس پر منکشف ہو جاتا ہے چوتھے ظل رحمانی کہ اللہ تعالٰی کی معرفت حاصل ہو اس وقت مقصود ظل رحمانی ہوتا ہے اگر وہ تین طالب کو حاصل ہو جائیں اور یہ نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں اور اگر یہ نہ ہو اور تین بھی نہ ہوں تو کوئی خوف نہیں کہ مقصود کا انحصار اس پر نہیں۔

بعض کو ان تین میں سے ایک حاصل ہو جاتا ہے یا تینوں اور طے رحمانی نہیں اور بعض کو طے رحمانی کی منزل مل جاتی ہے اور وہ تینوں نہیں یہ تو مقصود ہوتا ہے وہ نہیں یہ بھی کمال ہے اگر طے رحمانی کی منزل مل جائے اور دوسری نہ ملیں یہ بھی کمال ہے کیونکہ وہ بھی اسی کے مقاصد میں سے ہیں۔

نکتہ:- اگر مرید کو ساری خلقت کافر بے مذہب کہے اور پیر بھی یہی کہے تو مرید کو چاہیے کہ اپنے عقیدے سے ایک ذرہ بھر حرکت نہ کرے اور اپنے حال پر قائم رہے اور چلنے سے ناامید ہرگز نہ ہو۔ اور جب اس نے ایسا کر لیا تو کمال بے انتہا کے مرتبے کو پہنچ جائے گا چاہیے دو کا بوجھ پسند نہ کرے اور ہر دو کو اپنے دل سے نکال دے تا کہ اپنے اصلی مقام پر اٹھایا جائے۔

نکتہ:- پیر کو چاہیے کہ مرید کو یہ نصیحت بھی کرے کہ مرید کو نہیں چاہیے کہ حلوا طبیب کو تو نقصان نہیں دیتا اور مریض کو نقصان دیتا ہے۔

بیت:- اگر ولی زہر کھائے تو شہد ہوتا ہے اگر مرید کھائے عقل جاتی رہتی ہے اگر ایسا نہیں کرتا تو نقصان اٹھانے والا ہو جاتا ہے اور جب پیر مرید کے اندر داخل ہو گیا اور مرید فانی ہو گیا تو اس حالت میں جو کچھ پیر نے کیا ہو وہی کرے اگر کرے گا تو نقصان اٹھانے والا ہو جائے گا اور اس حالت میں جلال و جمال کے اوصاف اور ہر صفت کہ خود اس ذات باری نے طلب کئے ہوں مرید کے قالب و ڈھانچہ میں ظاہر ہو جائیں گے چاہے وہ صفائی پیر میں دیکھی ہو یا نہ۔

نکتہ:- اس حالت نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کی قید نہ لگائے

نکتہ:- ہم نے کئی دفعہ کہا ہے اور پھر کہتے ہیں پیر پر اپنے آپ کو فدا کر دینا چاہئے کہ جس پر فدا ہوتا ہے بلکہ خود پر خود فدا ہوتا ہے جس قدر یہ وصف زیادہ ہو گا حصول مقصود بھی زیادہ تر ہو گا۔

نکتہ:- اور جب بارگاہ بزرگاں پر زیارت کے لئے جائے تو بزرگوں سے سوائے پیر کے کچھ نہ چاہے اور پیر سے میسر ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے

نکتہ:- مشاہدہ و معائنہ جو کہ اس گروہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے اور ہمارے بزرگوں کے ہاں دوسری قسم میں ہے اور وہ یہ ہے کہ مشاہدہ دوست کے روبرو ہونا ہے اور معائنہ عین دوست ہونا ہے۔ شروع اور ابتداء میں ذات میں محو ہونا ہوتا ہے۔ اس حقیقی صورت کا دیکھنا جو کہ قبل اس کے بیان ہو چکا ہے ابتداء و شروع معائنہ کے معنی غالب ہوتا ہے اس صورت حقیقی کا طالب پر اور ان ہر دو مقامات کی انتہا نہیں ہے اور ذات قادر رب تعالیٰ بے رنگ ہے اور دنیا تمام رنگوں کے ایجاد کرنے والی ہے اگر رنگ والی چیز تصور میں آئے تو خود بھی اسی رنگ میں رنگا گیا ہے

اسی میں محو ہو جاتے۔ لیکن جب ان رنگوں کو نہ جانے کہ وہ لطف ہے یا رنگ

عمل سورۃ یسین:- کہ زمانہ قدیم سے بزرگوں سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ ہمارے حضرت شہنشاہ اس ذات مقدس کو جانتے تھے۔ فقیر نے کسی شخص کو اس عمل کی اجازت نہیں دی سوائے اس پاؤں کی خاک یعنی مجھ سوائے اور پڑھنے کی ترتیب یہ ہے اور اس سلسلے کی زکوٰۃ تین روز تک حیوانات کا گوشت کھانا ترک کر دے اور شروع اس طریقے سے کرے کہ پہلے گیارہ دفعہ درود اور چالیس دفعہ سورۃ فاتحہ پھر گیارہ دفعہ درود اور ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پھر گیارہ دفعہ درود اس کے بعد سورۃ یسین شروع کرے اکتالیس دفعہ پڑھے پھر درود و فاتحہ چنانچہ جس طرح پڑھا تھا پڑھے اس مقصد کے لئے یہاں تک اول دن کے بعد تیسرے دن بارگاہ میں جا کر تین دن کا ثواب جو کہ پڑھا تھا نیاز کرے۔ پرہیز حیوانات چھوڑ دے اور روزانہ پڑھنے کی منزلیں ایک دفعہ یا تین دفعہ یا سات بار یا گیارہ بار یا چودہ بار یا اکتالیس بار اگر کسی مشکل کام کے لئے پڑھے تو ایک دن میں اکتالیس بار پڑھے مذکورہ طریقہ کے مطابق تو مطلب کو پہنچ جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور غریبی دور کرنے کے لئے ہر روز سات مرتبہ مسلسل پڑھے اور فراخ دستی اس کے حال میں شامل ہو جائے گی اور پورا کرنے کے بعد گیارہ دفعہ ورد کافی ہے اور درود روز مرہ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود لازم پکڑے اور اس کے پڑھنے کے دوران صفائی باطنی اور اسرار کا انکشاف ہوتے ہیں اور روحوں کے ساتھ ملاقات ہوتی ہے اور یہ صورت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اور یہ عمل حضرت محبوب سبحانی، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ کا رہا ہے اور منزل کلاں جو کہ اکتالیس بار ہے اگر پڑھی جائے تو کسی ورد کی حاجت نہیں رہتی یہی کفایت کرتی ہے اور تسخیر کے لئے اکتالیس دفعہ مذکورہ ترتیب

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کے مطابق پڑھ کر جائے فتح و تسخیر حاصل ہوگی اور تسخیر کی پائیداری اسی میں ہے کہ دو تین سال گوشت نہ کھائے اور اس منزل میں زکوٰۃ کے مطابق فاتحہ خوانی ہر روز لازم پکڑے و برائے مطلب مخصوص و خاص مسجد کے باہر جس جگہ بھی ہو کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھے سات بار اول و آخر اس کے درود گیارہ دفعہ پڑھے۔ یہاں تک منزل مقصود کو پالے اور بعد نماز فجر اسے پڑھے دوسری ترتیب جب سورۃ مذکورہ شروع کرے جب مبین پر پہنچے پھر اول سے شروع کرے اسی طرح اس کے سات مبین سے آخر تک پڑھے۔ ترتیب بھی بہت عجیب ہے اور مریض پر دم کرنے کے لئے بھی۔ بہت عجیب ہے اور اس سورۃ کے پڑھنے والے کو عذاب جان کندن اور اس کی تلخی نہ ہوگی اگر ہر روز اکتالیس دفعہ اپنا ورد کرے تو کسی مخلوق کا محتاج نہ رہے گا۔ اگرچہ متعلقین و اہل و عیال۔ بہت رکھتا ہو بغیر کوشش بغیر ہاتھ پاؤں کی حرکت کے اور دولت مندوں سے ملاقات کے بغیر مسلسل روزی ملتی رہے گی۔ اور آلتی پالتی مار کے بیٹھ کر پڑھنے والے پر کوئی آفت اور مصیبت نہیں آئے گی پڑھتے دم تک

شروع زکوٰۃ کا دن بدھ:- اور ختم روز جمع اور شروع کسی چیز کی روٹی پکا کر فقیر کو کھلائے اور ختم کے دن بھی ان تین دنوں میں بغیر نمک کے روٹی کھائے اور پڑھتے وقت عورت ذات کو اپنے سامنے نہ آنے دے اور ادائے زکوٰۃ اور پڑھنے کے دوران روزمرہ کی گفتگو نہ کرے اور صفائی باطن اور اسرار کے حصول کے لئے پرہیز کوئی نہیں اور برائے تسخیر وغیرہ اکتالیس دفعہ اگر ہر روز پڑھے تو ترک گوشت لازمی جانے خلق اللہ یا چار پائے اسے نہیں نقصان پہنچائیں گے اور ننگی شمشیر کی طرح ہو جائے گا جس چیز پر اپنی توجہ لگائے گا فوراً ہو جائے گی اگرچہ بد کار ہو تو کہ تعجب

کریں گے کہ باوجود اس کی بد کاری کے جو چیز چاہے گا اور کہے گا ہو جائے گی اگر اس سورۃ کو زعفران کے ساتھ برتن پر لکھ کر مریض کو پانی سے دھو کر پلائے گا تو جو مرض اسے لگا ہو گا وہ نہیں رہے گا سوائے موت کے اگر چاول کے سات دانوں پر ایک ایک دفعہ سورۃ مذکور دم کرے اور بچے کو دے اور اس کے حلق سے نیچے جائیں چیچک نہ نکلے گی۔ اگر نکلے گی تو چند دانے نکلے گی اگر تین دفعہ ہاتھ پر دم کرے اور عورت کے سینہ پر ملے محکوم و فرماں بردار ہو جائے گی۔

عمل سورۃ فاتحہ:- اس سورۃ کے کمال کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جسے اللہ چاہے۔ روزی کو جاری کرنے کے لئے طالبان حق کو کہنا چاہیئے تاکہ یاد حق ایک دن کا بھی خلل نہ ہو اور اکیس دفعہ بعد نماز فجر اور بائیس دفعہ بعد نماز ظہر اور تئیس دفعہ بعد نماز عصر اور چوبیس دفعہ بعد نماز شام اور دس دفعہ بعد نماز عشاء۔ تمام سو دفعہ ہوا اور صفائی باطن کے لئے سو دفعہ ایک وقت میں اول و آخر درود گیارہ دفعہ یا سات دفعہ پڑھے۔ ازالہ مرض کے لئے اکتالیس دفعہ پانی پر پڑھ کر دم کرے اور مریض کو کھلائے۔

حکیم علی ضیا

عمل سورۃ نوح:- برائے ہلاکت دشمن یا اس کو مسخر کرنے کے لیئے اس ترتیب سے پڑھنا چاہیئے کہ اول نفل دوگانہ وتر سے پہلے رکعت اول میں بعد فاتحہ کے چھ دفعہ سورۃ مذکور پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے پانچ دفعہ سورۃ مذکور پڑھے اور اپنے منہ کے سامنے ایک مٹی کا ڈھیلا رکھے اور تصور کرے کہ یہ دشمن کا سر ہے جب نفل سے فارغ ہو تو سلام پھیرے تو چھری پکڑ کر اس مٹی کے ڈھیلے پر مارے دشمن کا سر تصور کرتے ہوئے اور اسے ہلاک کرنے کی نیت سے اور دو زانو بیٹھ کر مذکورہ سورۃ کو پڑھے اور اس ڈھیلے پر چھری مارے اسی نیت سے جو کہ تحریر کی گئی ہلاک ہو جائے گا یا چند روز میں مطیع و فرماں بردار ہو جائے گا لیکن رات کو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کرنا چاہیے تاکہ مقصد کا حصول ہو جائے۔

عمل اللہ الصمد:- ایک لاکھ مرتبہ حیوانات کا گوشت کھانا ترک کرتے ہوئے پڑھے جب ایک لاکھ پورا ہو جائے تو تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے مطلب پورا ہونے تک پڑھتا رہے۔

ترتیب زکوۃ قصیدہ بردہ:- جو کہ مکمل ترین ہے مگر اس کی زکوۃ یہ ہیں حیوانات کا گوشت دودھ کھال وغیرہ ترک کرتے ہوئے بدھ کے دن شروع کرے کہ پہلے غسل کرے اور تھوڑی سی خوراک پکا کر ایک دو فقیروں کو دے ایک ہزار ایک سو ایک دفعہ پڑھے معین جگہ پر اور پڑھنے کے دوران عورت سامنے نہ ہو جس قدر پڑھ سکے پڑھے اور پڑھنے کے لئے ہر روز غسل کرے اور لباس اور پڑھنے کی جگہ پاک رکھے اور خوشبو لگائے۔ جب زکوۃ سے فارغ ہو گا پھر کسی درویش کا کھانا کھانے کے لئے دے یہ اور لوگوں کے گفتگو کم کر دے اور بعد زکوۃ پڑھنے کے لئے چار منازل ہیں ایک دفعہ یا تین دفعہ یا سات دفعہ یا گیارہ دفعہ پڑھے

عمل قصیدہ:- برائے تسخیر موکلاں ہر روز سات دفعہ پڑھے اور سوائے مچھلی کے بغیر نمک اور بغیر چکنائی کے کھانا کھائے ستر دن تک جب عمل مکمل ہو جائے چار موکل تابع ہو جائیں گے ہر حکم بجا لائیں گے۔

قصیدہ بردہ کی زکوۃ کا دوسرا عنوان یا طریق:- سات دفعہ ہر روز ایک جگہ پڑھے اکتالیس دن تک ترک حیوانات کرتے ہوئے زکوۃ قصیدہ سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرے اور پوشاک پہنے اور وہ لباس جس میں زکوۃ دی ہو فقیر کو بخش دے اور ایک گائے مادہ یا نر ذبح کر کے گوشت فقیروں کو دے اور دو نفل شکرانہ

ادائے زکوۃ کے لئے پڑھے اور مزار مقدس پیر پر جا کر تمام قصیدہ جو چلہ میں پڑھا تھا نیاز میں دے اور فقیر کو اس ترتیب پر امر ہوا ہے پہلے گیارہ دفعہ استغفار پڑھے اس کے بعد تین دفعہ درود عہد کیا ہوا اگر غسل کرے تو بہتر ورنہ وضو تازہ کرے اور پڑھتے وقت منہ میں کوئی خوشبودار چیز رکھے اور جگہ بھی پاک ہو اور ایک سفید چادر بچھائے اور اپنے سامنے کا حصہ کشادہ ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہوں گے جب قبولیت حاصل ہو گئی تو ظاہری آنکھوں سے زیارت میسر ہو گی اور خوشبو قسم کی چیز بھی حاضر رکھے اور شروع کرے اور جب بیت اَبَرَّ فِی قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٖ پر پہنچے گیارہ دفعہ اَلْمُسْتَغَاثُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْمُسْتَغَاثُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اس کے بعد گیارہ دفعہ بیت هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ پڑھے اور جب بیت وَذَاکَ حِیْنَ بُلُوْغٍ پڑھے گیارہ دفعہ وہ دونوں کلمات جو پڑھے تھے وہ پڑھے اور بیت کَمْ اَبْرَأَتْ کو تین دفعہ پڑھ کر خود پر دم کرے اور جب بیت یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ پر پہنچے تو تین دفعہ اس کا تکرار کرے اور جب یا نفس لا یقنطی پڑھے گیارہ دفعہ وہ دونوں کلمے پڑھے اور قصیدہ کو مکمل کر کے معمول کے مطابق ورد کرے اس کے بعد تین دفعہ یہ پڑھے۔

بیت:- اے نبی کریم میں تیرے در کا کمزور گدا ہوں اے رسول اللہ میں عاجز ہوں اپنی مہربانی فرما کر مجھ کمزور کی حالت پر نظر کریں اور پڑھتے وقت اپنی گردن پر کپڑا بھی ڈالے اور پڑھنے کی حالت میں حقیقت محمدی میں محو ہو جائے اور اس حقیقت کو ذات خدائے قادر میں محو جانے اس مقام پر خدا اپنی آپ تعریف کرتا ہے اور قصیدہ پڑھنے والے کو تنگی نہیں رہتی اگر پہلی منزل میں تنگی ہو گی تو دوسری منزل پڑھنا اختیار کرے اسی قیاس پر دوسری تیسری اور چوتھی جب منزل مقررہ اول کے آخر

کو پڑھ چکا ہو گناہگاروں کی استغفار گناہوں سے اور سالک کی استغفار غیر کے خیال سے کرے اس کے بعد زکوۃ برائے ہلاکت دشمن رات کو قبرستان میں جا کر قصیدہ باوقار پڑھے جلد دشمن ہلاک ہو جائے گا۔ چاہیے کہ قصیدہ کو خاص مضمون کے ساتھ جس طرح کہ مجھ فقیر کو حکم ہوا پڑھے فیض از طرف جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کو پہنچتا ہے اور مربی وہ فیض مرید کو عطا کرتا ہے ہمارے پیر صاحب نے شروع عمر میں قصیدہ شروع کر دیا تھا اتنی رقت اور درد غالب آ جاتا تھا کہ قصیدہ پڑھنا مشکل ہو جاتا تھا اور چند ماہ رات دن حق دیکھنے والی آنکھوں سے اتنے آنسو جاری ہو جاتے تھے کہ وہ رکتے نہیں تھے یہاں تک کہ چند ماہ اسی طرح گذر جاتے۔ غلبہ رقت اور دل کی نرمی اور مطلب ظاہری کے لئے اپنی عادت والی منزل کو زیادہ کرے اور زوال کے وقت جب کہ تھوڑا سا سورج سر سے ٹل چکا ہو اور اگر برائے محبت و شوق الٰہی اس وقت پڑھے تو اس کے پڑھنے سے اس قدر شوق غالب آئے گا کہ بے قرار ہو جاتا ہے اور اگر صرف برائے مدح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے تو ایسا ہوتا ہے گویا تمام بدن ذرہ ذرہ ہو گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فنا ہو جاتا ہے۔ اگر دنیاوی مطلب کے لئے پڑھے اس قدر جلال آتا ہے گویا کہ ننگی تلوار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مارتا ہے اور ظاہری مطلب گوشت کھانا ترک کر دے اور مشکل مطلب کے لئے ترک حیوانات کر دے اور صاحب قصیدہ کو چاہیے خون ناحق ہرگز نہ کرے مگر شرعی حجت کے ساتھ اور ہر مطلب کے لئے قصیدہ حالت فنا میں پڑھے جیسے خود سے خود کو طلب کرتا ہے کیونکہ قبولیت میں جلدی کا باعث ہوتا ہے اور ہر کلام پڑھنے میں قاعدہ فنا کو لازم پکڑے کہ یہ بہت فائدے مند ہے اگر قصیدہ کو حصول معرفت کے لئے مرید کو حکم فرمائے تو وہ معرفت کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا دل خود بخود جاری ہو جاتے گا شرط

خالص توجہ اور صدق اور وہ پیر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا اگر قصیدہ کو پڑھیں تو جب حالت خود فراموشی تک پہنچ جائے تو عادت کے مطابق کئے جانے والے وظائف ختم ہو گئے پس قصیدہ کی قبولیت اس بات سے معلوم کرنی چاہیے اگر پڑھنے کے لئے تنہائی میسر نہ آئے تو چاہیے کہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر پڑھے اور معنی بھی ملحوظ خاطر رکھے جائیں کیونکہ ظاہری و باطنی صفائی حال میں شامل ہو جائے گی اور غفلت کو دل سے دور کر دیتا ہے اور اس کے پڑھنے والا فائدہ اٹھاتا ہے اور بے بہرہ نہیں رہتا۔

آں اقوی وایں قوی

قصیدہ کی دوسرے انداز سے:- وہ بہت طاقتور اور یہ مضبوط شے بدھ کے دن شروع کرے اور کھانا جو پہلے دن کھانا اختیار کرے وہی کھانا تمام چلہ میں کھاتا رہے سوائے اس کے کچھ اور نہ کھائے اور ہر روز پچیس بار اپنے ورد میں رکھے آخری چھبیس بار پڑھے علامت عمل میں داخل ہونے کی یہ ہے کہ ایک روپیہ یا ایک نیا کپڑا کسی کو نیاز کے طور پر دے اگر ایک چلہ میں مطلب پورا ہو جائے تو بہتر ورنہ دوسرا چلہ شروع کر دے اور وہی علامت پسند رکھے جب چلہ مکمل ہو گا ہر مطلب جو چاہے گا ہو جائے اور شرط یہ ہے کہ تمام چلہ میں حرام سے محفوظ رہے۔

عمل تسخیر دو ب ے ب ا ن د ا ے:- پہلا اسم بہت طاقتور اور دوسرا مضبوط نیت تسخیر مرد کرے یا عورت بلکہ حیوانات کی نیت بھی کرے تو چالیس دن تک بارہ ہزار دفعہ ہر روز پڑھے اگر ایک چلہ میں کام ہو گیا تو بہتر ورنہ دوسرا چلہ شروع کرے اس کے بعد کہ ؛ غ ہونے کے بعد بے لذت کھانا کھایا ہو اگر لذیذ کھانا کھاتا ہے تو خلق کو رجوع اس کی طرف نہیں رہے گا اور زبان کی صفائی کے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

لئے اسم اول اقوی بارہ ہزار دفعہ ہر روز پڑھے اور نفسوں کا لحاظ رکھنا اور حبس دم بھی
زبان کی صفائی بخشتے ہیں۔

سورۃ مزمل کا عمل:۔ بڑی زکوٰۃ ایک لاکھ مرتبہ پرہیز گوشت اور چکنائی سے
لازم جانے اور کسی چیز سے نہیں زکوٰۃ کھا کر ایک ہزار ایک دس دن میں ادا کرے اگر
ہو چکے تو روزہ بھی رکھے ورنہ نہ رکھے اور اسے دریا کنارے پڑھے اور بعد زکوٰۃ اکتالیس
دفعہ اور ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ اور زکوٰۃ میں سوائے جو کی روٹی کے کچھ نہ کھائے اور
پرہیز میں فرق و کمی نہ کرے کہ واپسی کا خوف ہے اور اس میں اسرار بھی دیکھے جاتے
ہیں اور آدمی عامل صاحب جلال بن جاتا ہے کیونکہ یہ دعوت جلالی ہے اور بات کی
ہوتی اس کی پوری ہو جاتی ہے جس کو چاہے مار دے اور اس کے پڑھنے کی منزلیں
وقت عشا نیند کے بعد اور اگر بعد زکوٰۃ کے کسی کام کے لئے پڑھے تو اکتالیس دفعہ
ترک گوشت چکنائی کے ساتھ جب تک کام نہ ہو اگر مطلب جلد حاصل کرنا چاہئے تو
رات کو بھی پڑھے اور دن کو بھی اور خدا کے لئے یہ عمل اختیار کرے پرہیز نہ کرے
اور اس کے پڑھنے کا وقت بھی عشا کا وقت ہے سونے سے قبل اور زکوٰۃ کے بعد
سورۃ مزمل پڑھتے وقت اور عادت کے مطابق اس مقصد کے لئے پڑھے کیونکہ یہ
زیادہ قبول اور زیادہ پسندیدہ ہے اور گیارہ دفعہ درود غریب پڑھے ولا الہ فَاتَّخِذْهُ
وَكِيلًا تین دفعہ کہے اور تین دفعہ اَكْفِنِی يَا وَكِيلُ يَا اَللّٰهُ اور اس سے نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
تک پہنچے تین دفعہ کہے وَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ تین دفعہ يَا غَفُوْرُ گیارہ دفعہ

عمل سورۃ مزمل:۔ جمعہ کے دن دوپہر کے وقت غسل کرے اس کے بعد دو
رکعت نماز نفل نظر خدا اور دو رکعت نماز نفل نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور دو رکعت نماز نفل نظر حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک دفعہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

آیت الکرسی اور اکتالیس دفعہ سورۃ اخلاص اور ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھ اپنے بدن پر
دم کرے اور اپنے گرد دائرہ انگلی سے کھینچے کہ یہ قلعہ ہے اس کے بعد گیارہ دفعہ درود
پڑھے اور سورۃ مزمل شروع کرے ہر روز ایک سو چالیس دفعہ اسی ترتیب سے پڑھے
جمعرات کے دن ختم ہو گی شروع کرنے کے دن اور ختم کرنے کے دن قدرے میٹھی
چیز تقسیم کرے اور ترک حیوانات کرے اور آخر روز اس کا ثواب حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے بزرگوں کو دیوے اگر اسی طرح بعد میں تین چار ماہ زکوٰۃ
دیتا رہے تو بہت تیز اور کاٹنے والی تلوار بن جائے گا جس کسی کو مارے گا دو
ٹکڑے ہو جائے گا۔

عمل بسم اللہ:۔ جو کوئی پڑھے گا اسے بہت زیادہ روزی ملے گی بغیر سبب چاہئے
کہ بعد نماز فجر ایک سو دفعہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اول و آخر درود شریف سات
دفعہ پڑھے تو اسے بغیر کسی کا احسان اٹھائے اور بغیر محنت روزی ملے گی اور اس کا
ثواب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائے۔ اس دعا کو تیرہ دفعہ
دوپہر کے وقت ہر روز پڑھے تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے شرف پائے گا اور
دنیا سے ہر وقت دل اکتایا رہے گا اور کاروبار خود بخود رواں و جاری ہو جائے گا دعا یہ
ہے **اللھم صغر الدنیا واھلھا فی عیوننا وعظم جلالک فی قلوبنا ووفقنا
بمرضاتک وتبعنا علی دینک** یا وقت اشراق پڑھے

اور وہ **عمل جو موکلوں کے ساتھ ہیں:۔** یعنی موکلوں کے نام ان میں
شامل ہوں یا جنوں کے لئے مخصوص ہوں یا قسم منترہ سب مانع راہ حق ہیں اور وہ
عمل جو ان جناب اقدس کے پاس ہیں راہ حق میں مددگار و معاون ہیں اور دونوں
جہانوں میں کام آتے ہیں اور وہ عمل جو مانع اور رکاوٹ ہیں راہ حق میں اور اس جہان

اور اس جہان میں ہرگز کام نہیں آتے جیسے کہ ساز و سامان دینا۔

عمل سورۃ والضحیٰ:۔ ہر گم شدہ مطلوب یا چیز کو معلوم کرنے کے لئے رات کو سوتے وقت اکتالیس دفعہ پڑھے اس حد تک کہ معلوم ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ایک ہزار ایک دفعہ زیادہ پڑھے

عمل روشنی چشم و درد چشم:۔ تین دفعہ درود پڑھے اس کے بعد تین تین دفعہ یہ دعا پڑھے دَخَلَ الرَّمَدُ بِسَلَامَةٍ وَّخَرَجَ بِسَلَامَةٍ اور یہ کہہ کر اَلدَّمْعَةُ وَاَنْجَلَتِ الْخَیْرُ مِنْهُ بِاَکْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور یہ آیت تین دفعہ پڑھے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ سے نور علی نور تک پڑھ کر دائیں ہاتھ کی پانچ انگلیوں کو دم کر کے دائیں آنکھ پر پھیرے اور اسی طریق سے بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر دم کر کے بائیں آنکھ پر پھیرے اگر اندھا ہونے کے قریب بھی پہنچ چکا ہو تو انشاء اللہ دیکھنے والا ہو جائے گا۔

حصار کرنے کا عمل:۔ شہر کے گرد سات حفاظتی سورۃ یٰسین اس طرح پڑھے کہ جس جگہ سے شروع کرے پڑھتا پڑھتا شہر کے گرد گھوم کر شروع مقام پر آ کر ختم کرے تو مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اگر آیت الکرسی تین سو ساٹھ دفعہ پڑھ کر شہر کے گرد دم کرے تو محفوظ رہے گا۔

عمل اسم یا غفور:۔ جس مطلب کے لئے لکھ کر دیوے پورا ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ حاملہ کرنے کے لئے سات بار لکھ کر دم کرے دن کو ظہر کے وقت شروع کرے اور بچہ جو عورتوں کے پیٹ میں مر کر خشک ہو گیا ہو کی پیدائش کے لیئے چند دفعہ لکھ کر اور پانی میں دھو کر پلائے اور وہ بچہ جو سائے کی وجہ سے مرجھایا ہوا اور بیمار پیدا ہو لکھ

کر اسے پلائیں جس طرح لکھنا ہے وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ

یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ

یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ

عمل سورۃ اخلاص:۔ اگر قیدی پڑھے تو رہا ہو جائے اور دنیاوی جس غرض کے لئے بھی پڑھے تو حاصل ہو گی اگر طالب کو کہے کہ پڑھے تو البتہ توحید کو پہنچے گا مگر ابتدائے سلوک میں زیادتی سے منع ہی ہے اگر یہ سورۃ پڑھے تو مددگار و معاون باطن ہو گی۔

شرط صحت عمل:۔ پہلے یقین کرتا ہے دوسرے ناغہ نہ کرے اگر کرے گا حاصل شدہ چیز دور چلی جائے گی اور زکوۃ کی تجدید بھی۔ بہتر ہے جس طرح کہ تلوار کو صاف کر کے چمکانا اور تیز کرنا ہوتا ہے چاہیئے کہ تمام عملوں کو بھی جاری رکھے تاکہ جنگ کے وقت تیز اور چمکدار تلوار کام آئے نہ کہ زنگار لگی ہوئی اور کند ہو اگر وظیفہ دوسری جسمانی بیماری کی وجہ سے قضا ہو جائے تو حساب کر کے قضا ادا کرے تاکہ تاثیر عمل میں نقصان نہ ہو۔

آیت الکرسی کے خواص:۔ اگر گیارہ دفعہ ہر روز برائے عشق و محبت خدا اور عرفان و فنا حاصل کرنے کے لئے پڑھے تو یہ سب کچھ حاصل ہو گا اول و آخر درود۔ جب سوار ہو ایک بار پڑھ کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر دم کرے اور ایک دفعہ اوپر اور ایک دفعہ نیچے ایک دفعہ پیٹھ پیچھے اور ایک دفعہ دائیں طرف اور ایک دفعہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

بائیں طرف اور ایک دفعہ خود پر اور چاروں طرف ورد کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام مصیبتوں سے محفوظ و سلامت رہے گا اگر وقت تقسیم کر کے پڑھے تو بہت برکت حاصل ہو گی جب بھی دم کرے اگر سوتے وقت سات بار پڑھ کر دم کرے تو اس کے گرد لوہے کا قلعہ بن جائے گا اگر جنگ کے دن سات دفعہ دشمن کے لشکر کی طرف دم کرے تو شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔

نکتہ:- اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اولیائے کرام ہیں الذین آمنو وکانو یتقون ان کا ایمان عام لوگوں جیسا ایمان نہیں ہوتا بلکہ ایمان لائے ہوتے ہیں توحید حالی سے توحید یقینی میں پہنچے ہوتے ہیں کیونکہ توحید اول توحید ثانی تک جاتی ہے

ہندی:- شادی غمی نہ عاشقاں ہوئی ہو سو ہو

نکتہ:- چالیس چیزیں پیغمبر کی چار چوتھائی حصوں میں تقسیم ہیں اول نیاز دوسرے نیاز تیسرے استغنا اور چوتھے تمام لقب وانساب سے عاری ہونا نہ اسم سے تعلق نہ قید اور نہ اطلاق اور نہ ورد نہ نماز نہ داخل ہوتا کسی قسم سے نہ خارج ہونا اور اس چلہ میں کوئی پابندی اور کسی چیز سے مناہی نہیں اور اس نیاز کو مراتب کے بعد طے کرنے بعد کمتر اور گھٹیا نہ جانے بلکہ پہلی تمام چیزوں سے اعلیٰ، مکمل اور بڑا جانے اگر اس ربع اول میں نہایت زاری کی حالت ہو اور آنکھیں پر اشک ہو جائیں تو چاہیے کہ پیر کے آگے اپنا درد دل بیان کرے اور اس کے بعد تعریف کرے اور اس تعریف میں اپنی عاجزی ظاہر کرے اور اس میں محض تعریف کرے اور ربع ثانی میں فنا در فنا کا مقام ہے کہ اول حالت میں وہی صورت میں بندہ تھا جب فنا ہو گیا رب ہو گیا پھر رب ربوبیت کے ناز اور اپنی الوہیت کو اپنی بندگی میں بدل دیتا ہے ذات قادر اپنی حقیقی

صورت پر عاشق ہے یہ صورت اس کے عشق پر ناز کرتی ہے اور اس ناز پر دوئی نہیں ہے جو کہ اپنے اوپر آپ کرتا ہے لیکن اس میں عاجزی کی بو نہیں ہوتی اور تیسری چوتھائی میں استغنا مطلق حاصل ہوتی ہے اور بے پرواہی محض خواہ فرشتہ و مقرب ہو چاہے رسول ہو نہ نماز، نہ ورد وظائف نہ کسی اور چیز کی احتیاج رہتی ہے اس حالت میں اگر کوئی نئی چیز وارد ہو کر ظاہر ہو تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو اگر متوجہ ہو گیا تو اس میں ترقی نہ ہو گی اور اسی جگہ رہے گا اور استغنا بھی نہ رہی اور چوتھی چوتھائی جو کہ آخر چلہ ہے نہ اس میں نیاز اور نہ ناز، نہ استغنا، نہ مرید، نہ پیر، نہ نسبت رب نہ عبد، نہ حیرت نہ معرفت، نہ فقر نہ استغنا، تمام اضافی القاب سے اور نسبتوں سے عاری ہو گیا۔ اطلاق سے بھی عاری ہو گیا۔ نہ اس کی عبارت یعنی تحریر نہ اشارہ خود باعلم اور خود میں بے لقب، بغیر اسم و کلام دوئی پیدا کرتا ہے ہذا سب سے موقوف رکھتا ہے اور سب کو

نکتہ:- مرشد کی تعریف و ثنا اور اس سے مناجات کرنے اور اپنی عاجزی کا ظاہر کرنا آپس میں ملا ہوا ہے اور اس میں محض مرشد کی تعریف اپنے عجز کے بغیر

نکتہ:- ان پاک بزرگوں کی جناب میں ہر کرسی (نسل در نسل سلسلہ) فقر کی کمال پر پہنچی ہوتی رہی ہے جیسے حضرت پیر صاحب کا زمانہ ان تک پہنچا فقر کے لباس کو کمال سجاوٹ اور ظاہری و باطنی وقار عطا کیا جو کہ زمانے واضح تر ہے اور حضرت شاہ سیف الرحمن کے دونوں بیٹے اور حضرت پیر پیراں بہت کمال کو پہنچے رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاص طور پر حضرت پیر پیراں نے اس طرح فقر کو کمال پر پہنچایا اس حضرت کا جو کچھ علم باقی رہ گیا تھا اس لباس میں ظاہر ہو گیا اور مکمل ہو گیا اور درویشی اور فقیری کے لئے باعث فخر بن گئے۔ اس کے بعد ہمارے پیر صاحب بڑے بابا جی

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

جب اس جگہ پہنچے تو نسل کی شرافت کی حاجت کی جیسا زمانہ قدیم سے رواج چلا آ رہا تھا، حفاظت کی۔ جب حضرت ماموں جی کی باری آئی تو اولاد کی شرافت کے لحاظ رکھے پر نگاہ نہ کی اور یہ فقیر جو ہر سلسلہ نسل سے ہو کر آیا ہے بغیر اطراف شرافت کے نہیں آتا ہے پس جو اس نور کا طالب ہو کے لیئے لازم بلکہ بہت ضروری ہے کہ اپنی نسل غیر شریف نسل سے نہ لے کیونکہ یہ شریف نور غیر شریف رحم نہیں آئے گا جب عام خلقت کی طرح ہو گی تو بزرگوں کو نہیں ہو گا۔

نکتہ:- اس مقام کے لئے ورزش کرنا اور فنا و توحید تسلی رکھنا بالغ ہونے کا سبب ہے۔ جب بالغ ہو گیا تو پیر کی طاقت مرید میں آ جاتی ہے اور مطلق کامل قدرت پا لیتا ہے۔

نکتہ:- جب کسی نے حق کی راہ میں قدم ڈالا تو مصیبت کا اترنا لازمی ہو گیا۔ اگر دنیا کے کاروبار کا طالب ہے تو ظاہری و باطنی مصیبتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اگر ترک دنیا کرتا ہے اور باطنی مصیبتیں اس پر نازل ہوں تو پیر کے حکم سے صدقہ دینا ظاہری مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

نکتہ:- صدقہ دینا مصیبت کے نزول سے پہلے ایک لحاظ سے۔ بہتر ہے ایک روپیہ دے اگر دل گواہی دے مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے صدقہ دے تو۔ بہتر ہے اور جسمانی بیماری میں جاندار کا صدقہ دنیا۔ بہتر ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مطلب کے لئے دے۔

نکتہ:- حق تعالیٰ کی راہ میں منزلیں یا میں کہتا ہوں کہ حق کی منزلوں کا شمار نہیں ہے کیونکہ لاتعداد و بے شمار ہیں اس لیئے کسی کو انتہا تک پہنچنے کی قدرت نہیں ہوئی

کیونکہ (حق کے راستے کی) انتہا نہیں اور فراق و وصال کا انتہائی مفہوم یہ ہے جو منزل واصل ہو گئی اس کا وصال بھی حاصل ہو گیا وہ منزل جو اس سے پہلے ہے تو اس کا فراق بھی موجود ہے یہ کرم و مہربانی ہے پیر کی کہ ان پر دو منازل میں مرید کو لگائے رکھتا ہے تاکہ ہمیشہ ترقی و اضافہ میں قائم رہے اور ایک منزل میں قید ہو کر نہ رہ جائے کیونکہ یہ نقصان کا باعث ہے پس فراق و وصال مسلسل ثابت ہو گئے۔

نکتہ:- بزرگوں کی روحوں کے حاضر ہونے میں اتنی توجہ نہ کرے کیونکہ یہ بھی قید ہے مقصود سامنے ہے اور کلام روحوں کے ساتھ جو صادر ہو تو وہ بھی وعظ و نصیحت راہ حق کے مترادف ہو گا کہ اس میں سب مقاصد حاصل ہو جائیں گے اور یہ جانے کہ یہ ملاقات ارواح بھی پیر سے واصل ہونے اور اس کی رضا کا سبب ہے یا یہ جانے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام باپ داداؤں کو دیکھے تو یقین سے جان لے کہ پیران کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔

نکتہ:- پیغمبری چلہ کے بعد اس بات پر مقرر ہو چکا تھا کہ جو دل چاہے کرے کوئی رکاوٹ نہیں کیا نماز کیا اس کے علاوہ لیکن اس وقت۔ بہتر ہے دشمن و دوست کے حق میں اچھا یا برا کہنے سے زبان بند کرے اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی نقصان بھی نہیں البتہ وہی کچھ ہو جائے گا۔

نکتہ:- اگرچہ اس زمانہ میں۔ بہت سی مصیبتیں ہیں تو مصیبتوں سے زیادہ قوت والا نگہبان و محافظ ہے غم نہیں کرنا چاہیے۔

نکتہ:- اور سکھوں کا بے رعب گروہ فرعون سے زیادہ طاقت نہیں رکھتا اور فرعون نے باوجود حضرت کا دشمن ہونے کے ان پرورش کی پس کافر و فاجر لوگوں کے

کر تو توں دل تنگی محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

یہ سلوک منتہا نہیں ہے:۔ تمام لوگ حصول توحید و فنا کے لئے سربکف و قربان ہیں جب پیر توحید کے بعد سمندر میں داخل فرمادیں تو توحید میں فنا ہونے کے کسب کا حکم فرماتے ہیں کہ ہر وقت اسی خیال میں رہیں اور کسب یہ ہے کہ سمندر میں غوطہ زنی کرنا ہے جب تک غوطہ خور نہ بنے جواہر ہاتھ نہیں آتے اور غوطہ زنی یہ ہے کہ وقت مقررہ کر کے تنہا بیٹھ کر بحر توحید میں خود بخود محو ہو جائے اور اپنے اندر غوطہ زنی کرے اور مطلق محو ہو جائے اور حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یہی حالت تھی اور اس کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہوئے تھے اور اوقات کے تعین کا اصول ایسے ہے جیسے کھانا کھانے کا متعین وقت ہو جب کھالیتا ہے تو تمام رات اور دن سکون دل حاصل ہو جاتا ہے پس سمجھ لے۔

نکتہ:۔ یہ لنگر روشن و پر رونق حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کا ہے تین شرطیں لازم ہیں اول پاکیزگی کا دھیان رکھنا پکانے میں دوسرے نماز کا دھیان رکھنا اور نیکی پر مائل ہو تیسرے طالبان حق کو اس طرح دے کہ بھوکے نہ رہیں اور سیر ہو جائیں۔

بیان چند عمل جو کہ ان جناب اقدس کا خاصہ ہیں:۔ جاننا چاہیے عمل چھاچھ کی طرح ہیں اور معرفت شہد کی طرح پس چھاچھ کے لئے شہد کو ہاتھ سے نہ دے کیونکہ مقصود اصلی و اہم معرفت ہے اور جب پہلی چیز شہد بن گئی تو چھاچھ کے حصول میں کوئی مضائقہ نہیں اور باوجود شہد کے بعض صورتوں میں چھاچھ بھی درکار ہوتی ہے پس کمال یہ ہے کہ یہ بھی موجود ہو۔

نکتہ:۔ پیر کامل سچے مرید کو سلوک کی تمام منزلیں طے کرا کر ذات مہربان تک پہنچاتا ہے کہ خود ذات مہربان خدا بن جاتا ہے پھر واپس لوٹا کر اس جگہ تک لے جاتا ہے جہاں سے سلوک شروع کیا تھا اس جگہ الحق حق اور عبد کو عبد جانتا ہے خلقت کی طرح بلکہ ربوبیت کے لئے جو کہ بندگی میں ہے۔

نکتہ:۔ طالب کو چاہیے اپنے پیر میں خود کو فنا کر دے جب فانی ہوا تو خود پیر بن گیا ایسے شخص کو کوئی خوف نہیں کیونکہ جو کچھ کرتا ہے پیر کرتا ہے مرید درمیان سے نکل گیا۔

نکتہ:۔ فقیر نے کہا تھا جب اس گھر میں تھا دریا کنارے جاتا ہے اور فائدہ اٹھاؤ اگر تم کر سکو۔ اس بے کنار سمندر کو ہم نے فلاں کو عطا کیا اور اس کا مالک کر دیا۔

نکتہ:۔ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو مرشد کی ذات میں فنا کر دیا ہر صورت بخشش کئے ہوتے ہیں خاص طور پر ان کو معرفت کے راستے ملتے ہیں اور وہ لوگوں پر احسان کرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے جان کو فدا کر دیا وار مرشد میں محو ہو گئے۔

دوہڑہ:۔ آپ کو اوین میں اہین مین للھیان سکھ ہو جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو جب طالب مرشد میں فنا ہو جائے اس حالت میں مرشد خادم ہو جاتا ہے اور طالب خدمت لینے والا تم اس وقت اس راہ میں فنا ہو گئے تمہاری فکر تیرے بزرگوں کو ہے کیا امور ظاہری اور کیا امور باطنی اور دشمنوں کی فکر ہرگز خود نہ کرے اس طرح خراب ہوں گے کہ گائیوں کی طرح ذبح اور کشتہ ہو جائیں گے۔

نکتہ:۔ ہر مرید کے لئے جس کا اختیار مرشد ختم کر دے اور نہ رہنے دے اور اپنا

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

اختیار عطا کر دیا ہو تو اس شخص کو خوشی و فرحت نصیب ہوتی ہے اور ان سب کے برابر کوئی خوشی و فرحت نہیں ہوتی اور یہ لوگ راہ حق کو طے کرتے ہیں نہایت خوشی کے ساتھ کرتے ہیں اور اس نعمت عظیم کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ ہرگز کہ فلاں شخص کو اختیار نہیں رہا اور مرشد پاک نے اپنا اختیار بخش دیا ہے خاص طور پر اس کو ہمیشہ ومدام خوشی ہوتی ہے اور یوں بھی بیان کیا گیا ہے۔

نکتہ:۔ بزرگوں کا طریقہ و مسلک بھی پردے میں تھا اور چھپا ہوا تھا ان کا حال۔ ہر شخص کے ساتھ اس شخص کی سمجھ اور مرتبے کے مطابق بات چیت کرتے تھے اپنے اصل حال سے ایک ذرہ بھر بو ظاہر نہیں کرتے اور باہر نہیں لاتے اور اپنے مریدوں کے ساتھ بھی ان کی کشاد طبع کے مطابق بات کرتے تھے مرتبہ سے بڑھ کر بات نہ کرتے تھے۔

نکتہ:۔ دوست دوست کی عادت کو عزیز رکھتا ہے جو کہ بہت بہتر ہے اور خود عادت کی دو قسمیں ہیں ایک خاص اور دوسری خاص الخاص خاص لوگوں اس کی غیر حاضری میں حضور خدا میں رہنے کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے اور خاص الخاص کو عین حضور میں پہنچاتی ہے اور عین وصل میں بیتابی و رنج ہوتا ہے اور یہ بے تابی اپنے مرتبہ کو جاتے اور پہچانتے میں ہوتا ہے نہ کہ فراق کی وجہ سے اگر کوئی کہے کہ اس منزل میں خود خدا ہے اور حق بے تابی و رنج سے پاک ہے یہ سمجھنا نادانی ہے اگر خدا کو بے تابی نہ ہوتی تو اپنی خدائی (صفات) کو ہرگز ظاہر نہ کرتا فلاں شخص اپنے پیر کی رضا میں راضی ہے اپنے دل کو خوش رکھتا ہے اور اپنے دل سے وسواس کو نکال دیتا ہے کہ خود تلاش کرنے والا ہوتا ہے اور خود تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے جب فلاں شخص نے دو جہان میں فقیر کو اختیار کر لیا فقیر نے بھی اس کو اختیار کر لیا اور ہم فقیر لوگ

خالق اور خلق سے بے پرواہ ہوتے ہیں اور فلاں چند طالبوں برائے (خدا شناسی) اپنے بھید سے ہم نے آگاہ کر دیا۔

موہوم وغیر کی طرف متوجہ ہونا حال کی راہ میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور عارف کو کسی بھی وظیفہ وورد غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ کہ جس فعل میں حق کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور سالک کو چاہیے کہ ہر دفعہ پڑھنے کے بعد اور ہر مجلس کے بعد کہ جس سے اٹھے یا اس میں بیٹھے یا دنیا کے ضروری کام میں مشغول ہو اگر بعد ہر امر، کام اور کلام کے اگر یہ آیت جو ذکر کی جائے گی پڑھے تو تمام دنیاوی کلام جو کیا ہو ختم ہو جاتا ہے اور اس کی بجائے عبادت برائے خدا ہو جاتی ہے آیت کریمہ یہ ہے سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اس کے پڑھنے سے عارف و سالک کو شکر ادا کرنا چاہیے ہر تین مقامات کی وجہ سے فنا فی اللہ و فنا الرسول اور فنا فی الشیخ اور اس بھید کو غنیمت جانے سوائے ان جناب پیر صاحب کے کوئی اس بھید سے واقف نہیں پیر کے فضل و مہربانی سے عطا کیا گیا ہے

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

نکتہ:۔ نفس چار قسم کا ہے ایک دماغ میں اور ایک دل میں اور ایک پتہ میں اور ایک جگہ میں جس کو ہندی میں ہاں کہتے ہیں یہ تینوں چور ہیں اور وہ بادشاہ تاوقتیکہ یہ تینوں اس کے مغلوب و تابع نہ ہو جائیں بادشاہ کا حکم جسم کے شہر میں نافذ نہیں ہوتا ہر غیر خیال جو جو پیدا ہوتا ہے وہ نفس سے ہی ہوتا ہے جو کہ دل میں ہے جب ذکر حق تعالیٰ اور مرشد کی صورت دل میں قرار پکڑ جائے تو چور بھاگ جاتا ہے اور مغلوب ہو جاتا ہے اور وہ چور جو پتہ میں ہوتا ہے اس سے غصہ، حسد اور کینہ پیدا ہوتا ہے جب رحمت سر کی راہ داخل ہو گئی یہ ناپسندیدہ خصلتیں جاتی رہیں اور وہ نفس جو جگہ میں ہے اس سے

حرص وغیرہ ظاہر ہوتی ہے جب ایمان اندر آگیا تو یہ سب برائیاں زائل ہو جاتی ہیں اس کے بعد جسم کا شہر آباد ہو جاتا ہے اور بادشاہ کا حکم جو دماغ میں ہوتا ہے جاری ہو جاتا ہے۔ سالک اس علم کا محتاج ہے اور عارف نہیں کیونکہ وہ تمام مقامات سے گزر چکا ہوتا ہے۔

نکتہ:- معرفت دو قسم کی ہوتی ہے اول یقینی جو کہ عالم شہادت سے ذات قادر مطلق خداتک پہنچاتی ہے اور دوسری معرفت حالی اور یہ پیر کی بخشش پر موقوف ہے اپنا جلوہ کرنا کمال ہوتا ہے یہ چاہت اور چیز ہے بلکہ اپنے تئیں مشہور کرنے کا سبب یہی ہے۔

نکتہ:- اگر طالب انہی کے متعلق عرض کرے کہ یہ کام ہو جائے تو اس بد اعتقادی اور بے ادبی بھی شامل ہے کیونکہ اس نے اپنی خواہش کو پیر کی خواہش سے افضل جانا اور علم کے نہ ہونے کا تعلق جناب پیر کے ساتھ کر دیا اور یہ کفر ہے۔

نکتہ:- ہر مرید جس کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا تو تعلق داری سے یا باپ کے تعلق سے یا دادا اور اوپر کی نسبت سے یا علم و ہنر سے یا اپنی موجودہ حالت سے باطن کی راہ اس پر منکشف نہیں ہو سکتی اگر ہو جائے تو سر کے بل گرتا ہے اَللّٰھُمَّ اِحْفَظْنَا

نکتہ:- جو کوئی مرشد کو ایک رب کی حیثیت سے جانتا ہے تحقیق سے نہ کہ پابندی سے وہ سب کی نظر میں پسندیدہ ہو جاتا ہے اور اسے کوئی خوف اور وسواس نہیں ہوتا۔

نکتہ:- اللہ کی ذات کا صورت و شکل میں ہونے کا تکلف کرے کیونکہ یہ افضل ہے اور اللہ کی ذات سے صورت میں آنے کا تکلف نہ کرائے لیکن اگر خدا کی ذات غلبہ کرے۔

نکتہ:- اگر کسی کی دل آزاری کا سبب نہ ہو تو اپنے پیر پر فخر کرے اور اسی پر قائم رہے کیونکہ یہ فخر اس ناراضگی کو دور کر دیتا ہے اور باقی نہیں رہنے دیتا اور ہر مقام پر ترقی کرنا پیر کے فخر سے حاصل ہوتا ہے اس فخر کو ہر وقت اور ہر حال میں لازم پکڑے۔

نکتہ:- ہر شے مقصود اور موقوف اس بات پر ہے کہ جو کچھ پیر حکم دے خوشی و فرحت کے ساتھ اسے بجالائے اور دل کو ایسی خوشی پہنچتی ہے کہ اس کے مقابل کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ جب ایسا ہو گیا تو اعلیٰ مقصود اور مطلوب کو پالے گا سب کچھ یہی ہے اور دوسری سب باتیں فضول اور اس سے کمتر ہیں۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کا مقصود و مطلوب فقر ہے جس کو چاہتے ہیں فقر سے بہرہ یاب کر دیتے ہیں اور جس کو نہ چاہا اسے بہرہ یاب نہ کیا اس شخص کے حق میں جو کچھ چاہا اس کی جان کی حفاظت کرنے والے ہو جاتے ہیں اور صاحب فقر شخص سامان دنیا کو محض خیال اور بے حیثیت جانتا ہے اور اس سے پیار بھی نہیں رکھتا سوائے حصول فقر اور فقر کے مرتبہ پر پہنچنے کے اور باوجود اسباب کے ہونے کے اور عدم تعلق دل کے اسباب و نہایت کمال کی بات ہے ظاہری اسباب کے بغیر فقر کو پہنچا جائے اور ہمارے بزرگ باوجود اسباب ظاہری کے فقر کے کمال کو پہنچے ہیں مگر ان میں سے بعض جنہوں نے ترک اسباب ظاہری بھی کیا جس طرح کہ حضرت میراں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

نکتہ:- ہر شخص ہم سے کچھ نہ کچھ چاہتا ہے کوئی ولایت اور کوئی دوسرے مطالب اور فلاں نے ہم سے نہیں مانگا ہے اور کچھ نہیں چاہا۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نقل ہے:- ایک طالب حق نے راہ حق میں. بہت زیادہ ریاضت و محنت کی تھی اور اس کے حال میں ذرہ بھر کشودگی نہ ہوئی اچانک ایک فقیر کو سیر میں دیکھا اس نے کہا آ میں تجھے چودہ طبق کا کشف سکھا دوں. اس نے اس کے جواب میں کہا مجھے چودہ طبقوں کے بنانے والے کو دکھاتا ہوں وہ. بہتر ہے یا یہ اس فقیر نے کہا کہ تو کس کا مرید ہے اس نے کہا اگر تو اس قدر نہیں جانتا مجھے چودہ طبق کا کشف کیسے سکھا سکتا ہے اس کے جواب میں اس کا منہ بند ہو گیا۔ اس نے کہا مجھے اپنا پیر دکھا. کہا آ۔ دونوں چل پڑے۔ حضرت شمس الدین یحییٰ کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ یہ میرا پیر ہے جو چودہ طبقوں کا خالق ہے۔ پھر حضرت نے اس فقیر کو آغوش میں لے لیا وہ بھی صاحب کشف ہو گیا اور اسے بہرہ یاب کیا۔ اس نے عرض کیا مجھے اپنا مرید کر لو میں خود بیزار ہوں انہوں نے فرمایا سب اس. جناب اقدس سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ تو اپنا اعتقاد اپنے پیر پر مضبوط رکھ اور اس کا پیر کسی لائق خاندان سے نہ تھا اسے بیعت کر لیا اور جو کوئی ان. جناب کا مرید ہو جاتا ہے اور اسے کسی دوسری جگہ جانے نہیں دیتے اور وہ صاحب نام یہ. جناب دوسرے تمام اولیا۔ پر غالب ہے اگر ان. جناب کے بیزار لوگ خود ہاتھ نہ چھڑائیں اگر مرید کو اتنا اعتقاد بھی نہ ہو تو جا نہیں سکتا۔ اگر دھتکار دیں تو کوئی اس کا سفارش کرنے والا نہیں ہو سکتا سوائے اس. جناب کے سامنے ہونے کے۔

نکتہ:- دعاؤں اور اوراد کی قسمیں تیر کی مانند ہیں جو مصیبت کو اپنے عامل دور رکھتے ہیں شرط یہ ہے کہ پیر رضا و خوشی سے مرید کو حکم فرمائیں یا مرید جانے کہ اگر میں اگر عرض کروں گا تو خوش ہو کر اجازت دے دیں گے اگر مرید خواہ بخواہ عرض کر کے اجازت لے لے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس جرات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ بے ادبی ہے۔

نکتہ:- کسب طریق نصیرہ اگرچہ کافر بھی ہو اس پر کشف ہونے میں اس کا کفر رکاوٹ نہ بنے گا گیا مقام ہے گناہ کا اور تمہاری سیر میں طاقت بھی چاہیے اور ذات حق کی سیر کشف محمدی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور فرشتے ان کو اپنی نسل و جنس سمجھتے ہیں اگرچہ سیر کے لیے جاتے ہیں۔

نقل ہے:- دو شخص ایک ولی اللہ کے پاس آئے ایک نے ان کی خدمت میں نیاز پیش کی اور ایک دور کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ میں اپنے سر کی نیاز دیتا ہوں اگر قبول کر لیں۔ اس ولی اللہ نے فرمایا کہ میں دنیاوی نیاز کا محتاج نہیں ہوں آ ہم نے تیرا سر قبول کر لیا۔ وہ شخص اپنے اصلی مقصد کو پایا۔ پس اس راہ میں پہلے قدم پر اپنے سر کو ہاتھ سے دینا چاہیے تاکہ طریقت میں قبول ہو ورنہ نہیں۔

نقل ہے:- ایک مرید جنگل میں دو روٹیاں لے کر جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک کتیا اپنے دو بچوں کے ساتھ اس جگہ بھوکی و حیران ہو کر آسمان کی طرف منہ کئے ہوئے ہے اور رو رہی ہے۔ اس مرید کے دل میں آیا کہ یہ دو روٹیاں اس کتیا اور اس کے بچوں کو دیتا ہوں۔ اس نے دے دیں کتیا اور اس کے بچوں نے کھا لیں اس فعل کے ساتھ ہی اس مرید کے باطنی پردے دور ہو گئے اور کشود راز کی منزل اسے نصیب ہو گئی۔

بیان کیا جاتا ہے:- ایک طالب حق ایک بزرگ کے پاس گیا اس نے فرمایا کہ تیرے نصیب میں فلاں جگہ ایک موچی ہے جو پرانے جوتوں کو گانٹھتا ہے اور پیوند جوڑ لگاتا ہے۔ وہ طالب گیا اسے بازار میں پایا۔ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اسی دوران ایک سپاہی نے آ کر کہا تیار ہے پکڑ لے۔ چند لاٹھیاں ناحق بے فکر ہو کر اسے مار دیں۔ اس

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

طالب نے اپنے دل میں خیال کیا کہ عجیب ولایت رکھتا ہے کہ ناحق چوٹیں کھا رہا ہے وہ جوتے سینے والا ہے اس کے دل کی بات جان کر کہا کہ دور سے آیا ہے صبر کر۔ اس کے اس حوصلے سے اس کے دل میں تسلی ہوئی پھر اسے اپنے گھر لے آیا اور اپنی عورت سے کہا کہ یہ ہمارا مہمان ہے اس کی خدمت کر اس عورت نے بھی چند ضربات ڈنڈوں کی لگائیں۔ پھر وہ طالب حیران و پریشان ہو گیا اور اس کی بیوی نے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس موچی نے مہمان کو ایک مسجد میں ٹھہرایا اور رات کو روٹی کے کچھ ٹکڑے لے آیا اور مہمان نے کھا لئے اور کہا کہ اپنی عمر میں نے اتنی مزیدار کوئی چیز نہیں کھائی۔ جب تقریباً نصف رات گزر گئی وہ موچی پھر آیا۔ بڑا عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا اور وہ مرید حیران رہ گیا کہ ایسا لباس و سامان نہ امیروں کو اور نہ بادشاہوں کو پہنے دیکھا ہے اس مرید کو کہا کیا چاہتا ہے اس نے کہا حضرت محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت چاہتا ہوں اس کا ہاتھ پکڑ کر مجلس اقدس میں حاضر کیا اور ہر وقت اس کے حاضر ہونے کی عرض کی جب مجلس سے واپس آیا اور موچی کے گھر میں جا کر سویا تو دیکھا موچی کی بیوی صاحب حالت کو گالیاں دے رہی ہے اور کہتی ہے اے کم بخت تیری نماز قضا ہو گئی ہے اور بچھڑا دودھ پی گیا۔ جب سائل نے یہ حالت دیکھی اللہ تعالیٰ جہان کے مالک سے عرض کیا جس طرح ہم بندوں کو آنکھیں بصیرت کی عطا کی ہیں تو اس عورت کو بھی دیکھنے والی آنکھیں عطا کر اسی وقت دیکھنے لگی۔

نکتہ:- اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں سکون دل حاصل ہو جائے اس کی حفاظت کرے کہ اس سے باہر نہ آئے۔

نقل ہے:- ایک شخص تھا جو نماز و روزہ کا عادی نہ تھا اور تمام گناہ کرتا تھا اور ایک

صاحب حال شخص سے دلی لگاؤ رکھتا تھا۔ جب اس دار فنا سے رحلت کر گیا تو اس کا اعمال نامہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بھرا جناب اللہ تعالیٰ کے لے کر آئے اور عرض کیا کہ اس بندے نے ایک نیکی بھی نہیں کی ہے۔ حکم ہوا اس بندے کی نیکیاں میرے پاس ہیں تمہیں ان کی خبر نہیں اور سے مراد قلبی وظیفہ تھا میرے اس بندے کو بہشت میں لے جاؤ اور اس کا ظاہری اعمالنامہ دوزخ میں ڈال دو۔ انہوں نے ایسا کیا۔ پس جاننا چاہیے دلی عمل اتنی بزرگی کا حامل ہے۔ طالب کو چاہیے کہ اس سے ہرگز غافل نہ ہو اور ہاتھ سے جانے نہ دے کیونکہ ظاہری اعمال ان کے مقابلے میں بے مقدار و ناچیز ہیں۔

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب شاہنشاہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے دنیا میں رہنے کے دوران اپنے آپ کو بزرگوں کا جھاڑو سمجھتے تھے اور باپ دادا کے آستانہ کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے تھے محض بزرگوں کی خاطر کہ یہاں آرام فرمائیں اور دوسری کوئی غرض نہ رکھتے تھے اس کا علم دنیا محض اس خاکسار کو تعلیم و تلقین کرتا ہے اور جو کوئی ہمارا آدمی اس خدمت پر مامور ہو وہ خود بخود ایسا جان لیتا ہے۔

نقل ہے کہ:- مقرب فرشتوں میں سے ایک کو کسی طرح خدا کی طرف سے بلایا گیا تو جواب میں اس نے کہا تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ غیرت کی نظر اس پر پڑی اور اس کے پر و بال جل گئے۔ بارہ سال اسی حالت میں ایک جگہ پر گرا رہا بعد میں ہوش سنبھالا۔ پھر خطاب ہوا تو پھر وہی پہلا جواب دیا غیرت کی نظر پھر لوٹ آئی پھر اس کے بال و پر جل گئے۔ یہاں تک کہ تین دفعہ یہ ماجرا پیش آیا۔ بعد میں حکم ہوا کہ مرشد پکڑ۔ دریا کے کنارے ایک ولی اللہ کو دیکھا خاص کر اسے ہی مرشد بنا لیا۔ گزرے ہوئے حالات عرض کئے۔ ولی اللہ نے کہا اگر پھر بلاوا آئے تو کہنا تو قادر ہے اور میں

عاجز ہوں اور کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ اپنے عمل کو اسی مضمون سے ادا کیا اور جناب حق تعالیٰ کی جناب میں بلند مرتبہ ہو گیا پس جاننا چاہیئے کہ بغیر مرشد تقرب الٰہی حاصل ہونا ممکن نہیں ہوتا اگرچہ اس کی طینت و فطرت پاک ہو۔

نکتہ دربیان صورۃ حقیقی جو کہ اُس سے قبل بیان ہوئی اور اس صورت کی قادر ذات:۔ جب قادر رب تعالیٰ کی ذات جوہر اور عرض ہے وہ جوہر اور یہ عرض ضرورت کے غلبہ میں ہونی چاہیئے کہ اپنے ظاہر و باطن کو۔ بہت ہی لطیف جانے اور بدنی کثافت کو اپنے آپ سے دور رکھے اور ذات خدائے قادر کو سمندر جانے اور شمار کرے اور تمام عالم کو سوائے خیال کے کچھ نہ جانے اور اپنی نظر سے بھی دور کر دے تاکہ مشاہدہ ذات باری تعالیٰ میسر ہو۔ اس صورت میں کچھ بھی نظر میں نہیں رہے گا نہ خود نہ دنیا اور اگر تو کہے تو ذات خدائے قادر بھی نہیں۔ نہ رنگ رکھتا نہ بے رنگی اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ دنیا کے تمام رنگ اسی ذات قادر سے آتے ہیں اور بے رنگ کیسے کہا جاسکتا ہے اور اس کے تمام رنگ ایک دوسرے سے ممتاز نہیں اس سے دور رہ کر فرق کر جاتے ہیں اور ممتاز ہو جاتے ہیں اور پھر ذات کی طرف رجوع کرنے والے ہو جاتے ہیں وہ تو کہ حد اور مثال کے مفہوم میں آتا ہے پھر اس جگہ غیر ممتاز ہو جاتے ہیں پس قادر خدا کو رنگ دار کیسے کہا جاسکتا ہے اور بے رنگ بھی کیسے کہا جاسکتا ہے اور ہر رنگ اور ہر صورت اس ذات باری سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہے اور اسی درجہ پر ثابت رہتے ہیں جس طرح کہ لڑکپن سے جوانی کی صورت آئی بعد میں یہ چلی گئی اور بڑھاپے کی صورت آ گئی بلکہ ہر وہ حد و امثال میں ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے اور ہر نفس و ہر صورت میں نئے نئے رنگ سے ظاہر ہوتا ہے یہ سب صورتیں ذات بحت یعنی قادر خدا میں ثابت و قائم ہو جاتی ہیں۔

نکتہ:۔ جب اپنی ہستی کی بنیاد طالب میں موجود ہے اور اس کے سبب وہ طلب وصال کرتا ہے اور فراق جو پیر سے رکھتا ہے یہ فراق اس وصال سے لاکھوں درجہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ بہتر ہے اور اگر اپنی ہستی اپنے اندر موجود ہے اور وصال ہو جاتے تو یہ ہرگز اچھا نہیں اور سب سے اعلیٰ تو پیر کی رضا ہے اور تمام مراتب اس سے نیچے جانے گئے ہیں۔

فرد:۔ فرق و وصال کیا حیثیت رکھتے ہیں رضائے دوست طلب کر کہ حیف ہے کہ اس سے اس کے بغیر تمنار کھی جائے۔

جب پیر کی مہربانی سے طالب کی ہستی بالکل ختم ہو گئی تو اس وقت اپنا آپ مشاہدہ کرتا ہے بلند شان و مرتبہ چاہتا ہے دوسرے معنوں میں بھی کرنا چاہیئے تاکہ عذر نہ کر سکے کیونکہ یہ دوئی کا تقاضا کرتا ہے اور فنا میں رکاوٹ

نکتہ:۔ توحید کی منزل میں پختہ ہونا چاہیئے کہ اپنے جسم کو پیر کا جسم سمجھے اور روح اور تمام حواس اور اعضا۔ کو بھی چاہے ظاہری ہوں چاہے باطنی بلکہ یہ جانے کہ جو کچھ اپنے تئیں میں جانتا تھا وہ غلط تھا یہ محض پیر تھا اگر کوئی جانے کہ یہ پشم ہے جب تحقیق ہوئی تو پختہ تھی وہ یہ ہے کہ یہ جان گیا دل تھا اور غلطی پر تھا۔

نکتہ:۔ امر دو قسم کا ہوتا ہے ایک آسانی سے اور مشکل سے اس کو اچھا لگا تو بجالاتے ہیں اور اسے نہیں اور ان جناب کا مشرب مشکل کام کو۔ بہت خوش ہو کر قبول کرتے ہیں اور عمل بجالاتے ہیں۔ بہت زیادہ رضا کا حصول ہوتا ہے اس لیئے خوش ہو جاتے ہیں اور جو کوئی جان گیا کوئی مشکل اسے پیش نہیں آتی سب چیزیں آسان اور طبیعت کے مطابق ہو جاتی ہیں۔

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- ہر نیا پھل جو پہلے آتا ہے اور پسندیدہ بھی ہوتا ہے چاہیئے کہ اس سے تھوڑا علیحدہ کر کے آپ کھانے سے پہلے اپنے پیر نذر و نیاز اور بزرگوں کی نذر و نیاز عاجز لوگوں کو دے کہ یہ کام بہت سے اصحاب کی رضا اور خوشی کا سبب ہے۔

نکتہ:- اگر طالب کو سوز و شوق اور رقت ایک سانس بھر کے لئے اپنے پیر سے ساتھ ہو جائے تو بہتر ہے اس جہان کے لاکھوں سالوں سے کیونکہ یہ مقام نفع اٹھانے کا ہے ور وہ جہان عملوں کا نتیجہ ہے۔

نکتہ:- حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہری مشرب یہ تھا کہ جو کچھ آتا خرچ کر دیتے تھے اور جو چیز گھر میں ہوتی تھی اس کے ساتھ ہی ہر ایک سال گزرنے کے بعد حکم دیتے کہ جو کچھ گھر میں ہے اسے لوٹا دو۔ اور کبھی عمدہ لباس پہنتے تھے کبھی کم قیمت اور کبھی سادہ لباس کبھی عمدہ کھانا کھاتے تھے کبھی اس کے برعکس اور ہمارے پیر صاحب کا طریق یہ تھا کہ بہت کچھ بھی رکھتے تھے لیکن چھپا کر رکھتے تھے اپنے پاس بھی رکھتے تھے اور گھر میں بھی پینے کی چیزیں علیحدہ علیدہ رکھتے تھے اور اس عاجز کا مشرب ذات اقدس پیر خود ہے۔ حضرت سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ کے مرتبے کا بیان:- جو شخص حق کی ذات تک رسائی پالے تو شوق، طلب، ہمت اور پیر کی وجہ سے ہے خاص طور پر حضرت شاہ سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوازش کی ہے اس پر اور خاص مقام ظہور عطا کیا ہے اور ان کی ذات شریف کا طریق ایک عنوان (طرح) کا نہ تھا کہ شمار کیا جا سکے اور محسوس کر سکیں اور جو کچھ زبان سے کہہ دیتے خواہ خوشی سے یا غصے سے یا خوشی طبع سے فوراً وہی کچھ ہو جاتا تھا اور اس کی کوئی پرواہ و قدر نہیں کرتے تھے نہ اس پر خوش ہوتے تھے نہ ناراض اور باطن و ظاہر کو اپنی خاطر مقدس میں نہ لاتے تھے اور نہ اس پر امید رکھتے تھے کہ کوئی قید و

امید نہ تھی اور نہ رکھتے تھے باوجود کثرتِ ظہور کرامت اپنے حوصلے سے آپ سے باہر نہیں آتے تھے مربی کی صفت کے طفیل۔ نیاز و عاجزی جو انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھی غیر کا وسواس آپ کی خاطر شریف میں نہیں گزرتا تھا کہ کوئی رکاوٹ ہے یا نہیں اور کسی کا خوف نہیں رہ گیا تھا ظاہر و باطن ایک تھا ایک ہی ہونے کا اظہار ہوتا تھا دوسرے کا آپ کی طبیعت میں ڈر نہ تھا اور ظہور کرامت اور عدم ظہور رکاوٹ نہ بنتے تھے۔

نکتہ:- مرید کو چاہیئے پیر کے سامنے آپ اپنے تئیں فٹ کی طرح جانے اور خاص مقام پر ہونے میں کشادگی، تنگی، وصال و فراق و غم و خوشی کہ سب میں وہ خود ہے کوئی جرات دفع کرنے اور کھینچنے میں کبیدہ خاطری کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دے اور پیغمبران علیہ السلام، اولیاء کرام جو کہ بلند مرتبے کو پہنچے ہیں محنت و مشقت برداشت کرنے اور مشکلات اٹھانے پر اس لیئے راضی تھے کہ سب میں ذات خدا کی ہے۔

نکتہ:- حظ کی دو قسمیں ہیں حظ نفس اور حظ روح، حظ نفس عامہ خلقت کے لئے پسندیدہ غذا کھانا پینا اور عمدہ لباس پہننا اور خوبصورت عورتوں سے صحبت کرنا وغیرہ ان کے جانتے ہیں یہ حظ بادشاہوں کو جب تک اپنے نفس کے حظوں کو چھوڑ نہ دیں اپنے دل کو راہ حق پر قدم اٹھانے کی جرات نہیں دے سکتے اور سالک کا حظ بھی کرتا ہے اپنے وجد میں اور کوشش کرے کہ اس بھی چھوڑ دے اور عارف کا حظ کرامات کا ظاہر کرنا ہے چاہیئے کہ نہ کرے۔ روح کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور روح کا پہلا حظ یہ ہے کہ حق کی طلب کی خواہش پیدا ہوئی تو اسی عادت کو اپنا لیا اس کے بعد پیر سے ارشاد پانا درجہ بدرجہ ہوتا ہے اور اس حظ پر خوشی روح کو ہوتی ہے اور روح کا اعلیٰ و

مکمل حظ یہ ہے کہ مالک و قابض اور مختار ہو پس حظ نفس اعلیٰ ہے ایک ایک کے مقابلے میں یا دو یا تین اور یہ محض پلید دنیاوی خواہش ہے پس اس کا کیا تعلق ہے روح کے حظ کے ساتھ جو مالک ہے خدائی کی اور اس پر قابض ہے و متصرف ہے۔

نکتہ:- ہم فقیروں کو بر خورداروں کے آگے ہیں یا زہ صبر و راز دل بیان کر اور غیر حق سے بیزار ہونا لازم ہے اور اس بیت سے خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنا چاہیئے! اکرم اللہ لق ان من الوزبہ الع فقیروں کا شیوہ یہ ہے کہ جب تک منظر کو گردش کرنے والا نہیں کر لیتے منظر نہیں ہوتے۔

نکتہ:- پیر کا حکم بجالانا دو قسم کا ہوتا ہے ایک جبر سے بجالانا یہ کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی پھل نہیں دیتا دوسرے کمال خوشی سے بجالانا اور فرحت سے اگر کڑوا اور طبیعت کے موافق نہ ہو یہ بہت فائدے والا ہے۔ بابائے بزرگ اور ہمارے پیر کو جو حکم اپنے پیر سے ملا اگرچہ صورت کے لحاظ سے زہر اور طبیعت کے مطابق نہ تھا وہ شہد سے زیادہ میٹھا جانتے تھے اور کمال خوشی سے بجالاتے تھے اور ہر گھوڑا جو آپ کے دل کو بہت پسند ہوتا تھا اسے کھینچ کر بخشش دیتے تھے اور معاملہ بہت دفعہ ہوا۔ گھوڑوں کی اس کے علاوہ بھی بہت قسمیں ہیں۔

نکتہ:- جب اس نے پیر پکڑ لیا اور مرید ہو گیا اور امر تلقین بھی پا لیا تو اس کے یہ اس منظر میں اس منظر میں ظہور میں آ گیا۔ خوبصورتی و بدصورتی، بیماری و خواب و بیداری اور فرماں برداری اور اس کے برعکس یعنی تمام افعال و حرکات جو کہ اس کے باعث اور گہری حکمت میں ہیں ہر شخص اس سے واقف نہیں اور اس سے منع ہے کشادگی و تنگی، خوشی و غمی وغیرہ بھی لیکن اگر گمراہی اور گناہ میں آ گئے اور اس سے پشیمان ہو گئے اور توبہ کر لی تو یہ سب کچھ بصیرت ہو گا اور اس کے

اپنے ساتھ منسوب کر لیا اور اپنا نفس جان لیا۔ یہ شخص پسندیدہ مرید اور فائدہ اٹھانے والا ہو جائے گا۔ اگر قائم رہا اور ٹھنڈی طبیعت رکھی تو عزت و حرمت کا اظہار کیا اور اس کی نسبت اس طرف کر دی تو وہ شخص مرید نہیں بلکہ دھتکارے ہوؤں میں سے ہے۔ بھٹکا ہوا اور محروم رہا اللہ ہی جانے۔

نکتہ:- حضرت شاہنشاہ ہمارے پیر نے کسی شخص کو اس راز اور بھید سے آگاہ نہیں کیا مگر اس خاکسار کو۔ بہت خاص الخاص عزت دی۔ جب اس میں ایک حالت رکھتے تھے کہ جو کوئی فقیر کی شکایت و گلہ کرتا تھا تو وہ حالت زیادہ اور اچھی ہو جاتی تھی خلقت کی طرف سے شکایت کی حد تک پہنچ چکا تھا کیونکہ وقت کے داناؤں اور زمانے کے عقلمندوں نے کہا تھا کہ فلاں شخص خلاف شرع کام کرتا ہے اور ذات پاک شریف تمام نقصوں سے پاک تھی اس قسم کی شکایت زبان پر لاتے تھے اور فقیروں کو اس حالت کے سبب گوارا تھی اور اچھی لگتی تھی اور کثرت توجہ اور میلان ظاہر انسان کے ساتھ وقوع میں آتا تھا یہ بات بدنامی کے لئے تھی ورنہ فقیر کو دلی طور پر میلان و خواہش اس بات کی نہ تھی اور تنہائی میں ان کی طرف نظر نہ کرتے تھے اور لوگ اکثر جانتے تھے اور فقیر کی اولاد بھی اس سے واقف نہ ہوئی تھی۔ زمانے کی خواہش نفس کی لذت کو اختیار کرتے تھے اور اس کی نسبت سمجھتے تھے۔ اس سبب سے کام خراب و الٹ پلٹ ہو گیا کیونکہ حقیقت کے حظ کی طلب نہ کی اور اپنے نفس کے حظ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

نکتہ:- پردہ پوشی کو لازم جاننا چاہیئے۔ ہمارے شاہنشاہ پیر صاحب بہت پردہ پوشی فرمایا کرتے تھے اگرچہ کتنا ہی بڑا عیب ہو اپنے مقابلے میں جانتے تھے کہ یہ اطلاع ہمارے عیبوں کے بارے میں نہیں۔ اس عیب دار کے متعلق علم اور اطلاع بھی نہیں

دی چاہیے۔

نکتہ:- بیان ستاری و عیب پوشی ہمارے پیر کی:- آپ سات کی عمر میں تھے کہ تنہا ایک گلی میں سے گذرنے کا اتفاق ہوا کہ ایک باعزت شخص ایک بیگانہ عورت کے ساتھ مباشرت کر رہا تھا۔ حضرت کی خدا کو دیکھنے والی نظریں اس پر پڑیں۔ اپنی پاک طبیعت خیال کیا کہ اگر اور آگے قدم رکھتا ہوں تو یہ دیکھ لیں گے کہ ہمارے فعل سے آگاہ ہو گئے ہیں اور اگر واپس جاتے ہیں تو بھی جان لیں گے کہ ہمارے عیب سے مطلع ہو گئے ہیں اسی جگہ کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر لیں اور رونا شروع کر دیا کہ ہماری آنکھوں میں بیماری و علت ظاہر ہو گئی دونوں علیحدہ ہو گئے اور جان گئے کہ ہمارے گناہ سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ دیکھا ہے اپنی آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے اور ایک ماہ تک اپنی آنکھیں دیکھنے پر ہرگز نہ کیں اور اپنی آنکھوں دوائی ڈلنا گوارا کیا تاکہ ان دونوں کا گمان وظن چلا جائے اور نہ رہا جب ایک مرتبہ حضرت پیر پیراں نے فرمایا کہ آنکھیں کھولو اسی طرح کیا۔ بہت خوش ہو کر طلب کیا اور اپنی آغوش مقدس میں لے لیا اور پردہ پوشی کے سبب۔ بہت زیادہ مہربانی کی۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ مجھ فقیر کو عطا ہوا اس وقت اور بعد میں اس عمل کی قبولیت کی وجہ سے تھا۔

نکتہ:- اگر کوئی گناہ سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ کو قبول کر لینا چاہیے اور خوش خلقی سے ملنا چاہیے کیونکہ قرب کے وسیلہ کو وہی جانتا ہے۔

نکتہ:- دنیا میں خلقت کے تین گروہ ہیں ایک گرفتار کہ اگر خدا کی طرف سے اگر کوئی تکلیف ہو تو یہ عنایت خدا ہو لیکن وہی تکلیف ان کے حق میں یعنی طبع کے موافق نہ ہو اگر کوئی بھلائی طلب کریں گرمی قیامت جانیں اگر کسی نعمت کی درخواست کرے تو وہ نعمت ان کے لیے مصیبت ہو اور جو چیز طبیعت چاہتی ہے الٹ انجام پاتی ہے اس گروہ کے حق میں یہی دوزخ ہے دوسرا فرقہ وہ ہے جن کی طبیعت کے موافق نتیجہ حاصل ہوتا ہے تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں ان کو یہی بہشت ہے اور تیسرا گروہ جو خاص مشرب نہیں رکھتا کبھی تنزیہہ میں اور کبھی تشبیہ میں ہوتے ہیں تنزیہہ میں اسی کو عین خود جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور حالت تشبیہ میں سب کو علیحدہ علیحدہ دیکھتے ہیں اور اس کو بھی اپنی ذات جانتے ہیں۔ یہ گروہ بادشاہوں کا ہے جو تمام خدائی مخلوق خدا) پر قادر ہیں قابض و مالک ہیں اور دو پہلے گروہوں سے مراد ظاہری تسکین دل نہیں بلکہ اس سے مراد نعمت باطن ہے پہلا فرقہ نعمت باطن سے محروم رہتا ہے اور دوسرا بھی خالی ہے مگر خالی بھی نہیں تھوڑے سے استفادہ کئے ہوتے ہیں اور تیسرے مکمل۔

نکتہ:- تعلیم کا مفہوم شروع میں دل پر وحی کا نازل ہونا ہوتا ہے اور منزل توحید میں پختہ بات یہ ہے کہ اگر کام میں اللہ کی رضا ہو تو اپنے دل سے متوجہ ہو وہ چیز جس میں پہلے خیال جائے اس پر عمل کرے پہلے پر نہ کرے ہر خیال و اقدام میں اپنے آپکو اس اصول پر قائم کرے۔

نکتہ:- جس مرید پر بزرگ نور نازل فرمائیں چاہیے کہ اپنی بدنی قوت کو خوراک سبب نہ جانیں بلکہ اس نور سے قوت یافتہ جانیں اور اگر طبیعت کسی کھانے کو چاہے یا کھانا کھائے اور نہ چاہے تو خواہ مخواہ نہ کھائے اور بدنی طاقت کو نہ جانے کہ اس پر کوئی بات موقوف نہیں اگر پیر چاہے کہ کچھ نہ کھلائے تو ہرگز نقصان نہ اٹھائے گا اس عقیدہ پر اپنے تئیں مضبوط رکھے۔

نکتہ:- جب پیر نے مرید کو توحید پختہ تک پہنچا دیا اور سوائے عشق و محبت و

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

محویت در ذات پیر کچھ نہ رہا چاہیے کہ کسی کو پیر کے سوا نہ جانے کیونکہ عین مقصود تو پیر کی ذات ہے۔ اس حالت میں اپنی ذات کا جلوہ خود کرتا ہے چاہیے کہ ہر وقت خود کو خوش رکھے کیونکہ پیر کی خواہش ہی تھی جو کہ مرید میں آگئی پس اس سے زیادہ خوشی کیا ہوگی کہ مرید کی تمام تمنائیں فنا ہو گئیں اور جو کچھ پیر نے چاہا تھا عین مرید کی خواہش بن گئی۔ اس سے خوش ہونا چاہیے کہ روح ناچتی ہوئی ہو یہ یوں ہوتا ہے کہ ایک عاجز و مصیبتوں میں گرفتار و پریشان شخص کو تخت پر بٹھا دیتے ہیں اور کوئی خطرہ اور زوال نعمت کا غم نہیں رہتا۔ نہ کسی سے خوف تکلیف کا اور زوال سلطنت کا خوف رہتا ہے ایسے شخص کو کیوں بے انتہا خوشی نہ ہو پس سمجھ لے۔

نکتہ:- جو حکم پیر دے مرید کو چاہیے کہ اسی وقت بجا لائے اور پیٹھ نہ پھیرے کیونکہ یہ ہمت کا موجب ہے اور غلبہ پانے میں آسانی ہوتی۔ یا پرسوں پر موقوف کردے کہ کرلوں گا یہ کم قیمتی ہے اور وہ مشکل میں پڑ جائے گا۔

نکتہ:- خدا کا طریقہ اسی اصول پر چل رہا ہے اے عزیز کہتا ہے اور برداشت کرلو اور اپنی اصلی خواہش کو چاہے نیک ہو یا بد دور کردیتا ہے اور اپنی خواہش بھی اسی کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں رہنے کی بہت خواہش تھی اسے دور کردیا حکم ہوا مستقل رہائش اختیار کرنے کا اور خوشی خوشی قبول کرلیا۔ جلد ہی ہجرت کرلی اور حضرت شاہ سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کی خواہش یہ تھی کہ کسی کے ساتھ کلام نہ کروں اور کسی کے حال میں مزاحم نہ ہوؤں اور کسی کے بارے کچھ نہ کہوں یہ تمنا اگرچہ پاک تھی پھر ایسے دور کردیا اور اپنی خواہش جو تھی وہ بھی چھوڑ دی۔ گفتگو بھی بہت کرنے لگے اور جو کچھ زبان تقدیر کی علامت والا سے نکلتا وہی کچھ ہو جاتا تھا اور خلقت پر بہت زیادہ اختیار ظاہر ہوا کیونکہ حاجت بہت روشن

اور واضح ہے اور مشہور ہے اور حضرت پیر پیراں کی آرزو یہ تھی کہ کوئی ہمیں نہ پہچانے اور نہ جانے اور ہمارے حال سے آگاہ نہ ہو یہ چیز دور کردی اور دنیا میں مشہور ہو گئے اور لاکھوں خلقت بن گئے اور ہزاروں لوگوں نے دریائے باطنی سے سیرابی حاصل کی اور ہمارے شاہنشاہ کی آرزو یہ تھی کہ ایک وقت کھانے میسر ہو دوسرے وقت نہ ملے اس سے زیادہ میسر نہ ہو اسے نہ کیا بلکہ دنیا اور اس دائیں بائیں اور پیچھے رہتے تھے اور فلاں کی تمنا یہ تھی کہ مرشد کی صورت ہر وقت ہر حاصل ہو یہ ہم نے نہ کیا اور اتحاد و یگانگت جو ہمارے ساتھ تھی ہم نے چھوڑ دی اور اس کی اور ہماری حقیقت ایک ہو گئی جس طرح کہ دو دریا ایک ہو جائیں۔ یہ دور کرنا آرزو کا خاص کر بندگی کے مکمل ہونے کے لئے تھا اور اس سے ہزار درجہ بہتر چیز عطا کرنا تھا جو موجود تھی جو کہ انہوں نے دے دی پس چاہیے خوش ہو کر خواہش کو چھوڑ دیں اور اسے اصول بنائیں اور عام لوگوں میں سب لوگ بدن ظاہری کو پہچانتے ہیں سوائے اللہ والوں کے اور روح کی حقیقت کو کوئی نہیں پہچانتا سوائے ان جناب (پیر صاحب) کے کے فلاں نے مجھ سے مدد مانگی کہ اس (دنیا کی زندگی کے) پنجرے سے آزاد ہو جائے اور اڑ جائے ہم نے اسے ایسا نہ کیا اور پنجرے میں نگاہ رکھی۔ جب پہلا درخت اگاؤ ایک دو پتے اگتے ہیں اس کے بعد ایک ٹہنی پھر دو ٹہنیاں پھر لا تعداد ٹہنیاں اور پتے اگتے ہیں جب کوئی شخص اس حالت کو نہ پہنچا ہو اس کو اس گھر (دنیا) میں ہر گھڑی اور ہر روز رہنا غنیمت ہے اور بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس فلاں کو رہائی نہ دی تاکہ بہت زیادہ بہرہ یاب ہو اور بہت بڑی بھلائی ختم نہ ہو جائے۔ پس مرید جس کو نفس پلید کی خواہش ہو اگر مرشد اپنی مہربانی سے وہ خواہش نفس دور کردے اور اپنی تمنا بخش دے تو اس سے کیا بہتر ہے۔ ضروری و لازم ہے کہ اپنی ان پلید خواہشات کو چھوڑ دے اور ہزار با شکر بجا لائے اور بہت زیادہ خوش ہو کہ مجھے عزت

والا کر دیا۔

نکتہ:- دونوں نیتوں کو بہت کیا ہے اور وہ دیکھنے والے ہو گئے اور یہ طریق دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک پیر کا حکم بجالانا پوری خوشی و شادمانی سے اگرچہ عمل کے لحاظ سے مشکل ہو۔ محرمیت کے مطابق پیر کی مرضی کے تابع ہونا اور اس کی مرضی حاصل کرنا۔ ہر حال بجالانا اور ان دونوں نصیحتوں پر دل لگانا ان کو اپنے دل میں کچھ نہ جانے اور نہ ہونے دے اور دنیا و آخرت کو دل سے نکال دے۔ دونوں جہانوں کی خوشی و غم کو دخل نہ دینے دے۔ اگر دنیا کا مال و متاع کم ہو جائے تو غم نہ کرے اس پر عمل بجالائے تاکہ بزرگوں سے پوری طرح بہرہ یاب ہو جائے۔

نکتہ:- عام خلقت سب فضل کی طالب ہے اور خاص لوگ بھی عدل کے طالب ہیں اور فضل بے ہمتوں اور بے سایہ لوگوں پر ہوتا ہے اہل ہمت لوگوں نے خدمت کے لئے کمر ہمت باندھی ہوئی ہے اور رات دن کمر بستہ ہیں اس ہمت کے مطابق ان کے ساتھ عدل ہوتا ہے اس فضل سے لاکھوں درجہ بہتر اور زیادہ کہ ہمت کے زیادہ لائق عدل دیا ہے اللہ سبحان و بزرگ خوش نہیں بے ہمتی پر اور طلب فضل میں کہ خود سے کچھ بن نہیں پاتا بے ہمتی ہے اور یہ بری بات ہے لہذا جو کچھ خاص لوگوں کو عدل سے حاصل ہوتا ہے فضل میں عام لوگوں کو کب میسر ہوتا ہے خاص لوگوں کو جلال و قہر موافق طبع ہوتا ہے نہ کہ غم و دکھ۔

نکتہ:- ہمارے پیر صاحب جب اس دنیا کے گھر میں موجود تھے ہر روز حضرت پیراں سے تازہ ترین عنایات از قسم اسرار حاصل ہوتی تھیں۔ تمام گزری ہوئی عمر سے زیادہ اسرار ہر روز وقوع پذیر ہوتے تھے چنانچہ اس مفہوم پر خود اس تازہ مرتبہ و بخشش پر سو دفعہ استغفار کرتے تھے۔ جیسے عام خلقت کی توبہ گناہ سے ہوتی ہے بلکہ

اسی قسم سے تھی کہ جب کسی کام میں تعطل و تاخیر ہو جائے اور امر بجالانے میں تھوڑی سی کمی ہو گئی ہو تو یا شکر ادا کرنے میں یا اس کے سوا اور یہ استغفار کارخانہ کی روشنی و صفائی کے لئے ہے اور مرشد کی خوشی اور سکر کی زیادتی میں ہے جو کہ اس کا نتیجہ ہے۔ یہ عاجز بھی اسی بات پر مامور کیا گیا ہے اور یہ دعا بھی پڑھتا ہے کہ مَا عَبَدْنٰکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اس بات کا حکم بھی ہوا ہر مقام و منزل کے لئے استغفار مخصوص ہے اور ہمارے حضرت پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سو دفعہ پڑھا کرتے تھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

نکتہ:- طالب کا مقصد پارس بننا ہے جب مذکورہ منزل پر پہنچ گیا تو پارس اس منزل سے پا لیتا ہے اور پارس کو تاثیر دینے والا ہو جاتا ہے پس سمجھ لے

نکتہ:- اور طریق نصیرہ برائے وصول معرفت:- جب معرفت کو پہنچ گیا تو مذکورہ طریق بعد از طریقہائے محمودہ سامنے آتے ہیں اور یہ منزلیں جن سے مراد وسیلہ ہے وحدت کو پہنچے کا ان سے درجہ بدرجہ محویت حاصل ہو جاتی ہے اور لذت زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہر منزل مقصود میں مذکور ہوتا ہے۔

نکتہ بیان کیا جاتا ہے:- کہ ایک مرید طالب حق دو سال سے روزہ رکھے ہوئے تھا ہرگز کھانا نہ کھایا اور نہ کچھ پیا بعد مکمل ہونے مدت روزہ کے چاہا کہ پر جلال طریقہ سے افطار کرے اور اس کی تلاش میں اٹھا۔ سنا کہ فلاں شخص فلاں جگہ قوت جلال کا مالک ہے۔ اس کے قریب گیا اور چاہا اس نے جواب دیا کہ حلال کے بعد اس وقت ہیں کہ میرے بیل بیگانہ آدمی کی زمین میں چلے گئے تھے ان کے پاؤں کو مٹی چمٹ گئی تھی اور میری زمین میں آ گئی اس لئے حلال نہ رہا۔ شب میں کام مکمل ہوا میرے بھائی کے پاس جا کر اس سے مانگ لے۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اس نے بھی کہا کہ اب

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

حلال نہیں رہا مگر شک سے۔ کیونکہ میرے کھیت کے پہلو میں ایک ہمسایہ تھا جب میری فصل پک گئی تو چند خوشے اس کے میری فصل میں مل گئے پس حلال نہ رہا پس تو میرے بھائی کے پاس چلا جا وہ اس جگہ گیا اس شخص کی عورت سے دانے مانگے اس نے اپنے شوہر سے اجازت مانگی اس نے کہا چند گندم کے دانے دے دے اگر اس کے کھانے کے بعد کچھ نہ کہا روٹی پکا کر بھی دے دینا اگر کچھ ظاہر کیا تو اس کا گلا یوں پکڑنا کہ دانے منہ سے باہر پھینک دے اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے چند دانے دئے جب منہ میں ڈالے کہا کہ فلاں جہاز غرق ہو رہا ہے اور اس پر موجود اتنی خلقت مر جائے گی۔ عورت نے بھاگ کر اس کا گلا پکڑ لیا کہ اس نے دانے منہ سے باہر ڈال دئے اور یہ تینوں بھائی ولی اللہ تھے لیکن مسلک ان کا عاجزی تھا اور اس جناب میں جس کسی کو (علم و روحانیت) دیتے ہیں اسے حوصلہ بھی عنایت ہوتا ہے تاکہ اس کے کشف کا اظہار نہ کریں اور اس جناب پاک میں جہاں لنگر حضرت محبوب سبحانی کا چلتا ہے سوائے حلال کے کوئی چیز نہیں داخل ہوتی اور حلال کے وجود میں آتے ہی منزل اول کے کشف کے سوال و جواب تاکہ پتہ چل جائے اس میں کیا ہے یہ ہوتا ہے کہ اس کا کما حقہ، حق بجالاتا ہے اور اس کی حق ادائی یہ ہے کہ ایک لمحہ بھر کے لئے اس سے باہر نہیں آتا اور اس کے بعد دوسرے بے شمار حالات، واردات دکھائی دیں گے اور جس قدر یہ حالات زیادہ اور سخت ہوں گے۔ بہتر و اعلیٰ ہوں گے اور ان حالات میں چاہیے کہ اپنے (دل) کے گھوڑے کو قابو رکھے اگر بے قابو ہو گیا تو پھر حکم کے تابع نہ ہوگا۔

نکتہ:- چنانچہ اگر ولی اللہ اگر اس مقام پر پہنچ گیا اور اس کا گھوڑا بے مہار ہو گیا تو پھر ہرگز قابو میں نہیں آیا باوجود اس مواخذہ و پوچھ گچھ کے لیکن (سامنے) روبرو سے باز

رہ۔ اور حضرت شاہ سیف الرحمن قطب الاقطاب محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولایت کے موافق اور قرب کے طفیل گھوڑے کو اپنے قابو میں رکھا ہوا تھا اور خلق بھی نہیں اور گھوڑا برابر ان کے قابو میں رہا اور دوسرے اہل اللہ کا گھوڑا بے مہار ہونے کو تھا اور آپ اس مقام سے گزر چکے تھے۔

نکتہ:- اگر کبریائی کی حالت میں کوئی شخص پیر کی طرف سے پیغام بھیجے تو اس حالت کا مالک اس شخص پر بھی غیرت کھاتا ہے وحدت و اتحاد کے سبب

نکتہ:- طالب کو دل غیر اللہ کے ساتھ دل لگانے سے ناراضگی ہوتی ہے اور صحیح طور پر حق بجالانے کا مقام نصیب ہوتا ہے اس مقام میں اگر سب سے بیزار ہو جاتے اور جب خفگی کو بھی ذات تصور کیا اور جانا تو یہ۔ بہتر ہے جلد اس کی رہائی ہو جاتی ہے اور تیزی اور خوشی سے ذات آتی ہے اور اسے لے جاتی ہے۔ چاہیے کہ اس قاعدہ کو دھیان میں رکھے۔

نکتہ:- اس مقام اپنی وحدت کو ہر وقت قائم رکھے اور اس مرتبہ سے کھلتا ہے کہ طالب کا مقصود و مطلوب ایک ہے۔ خود ہی طالب ہے اور خود ہی مطلوب الغرض ہر دو مقام پر ہوتا ہے۔

بیت:- ظاہری طور پر تو ہی عاشق ہے اور باطنی طور پر حقیقت میں تو ہی معشوق ہے۔

اس حالت میں چھپے ہوئے راز جن سے وہ شخص آگاہ نہیں ہوتا پیر آگاہ کر دیتا ہے الغرض بتا دیتا ہے۔

نکتہ:- اور اس منزل عرض و درخواست و سوال و جواب جناب پیر صاحب کی ذات

تک موقوف ہوتا ہے۔ دوسرا کارخانہ جس کا تعلق اپنے باطن اور اندرون سے ہوتا ہے اس کارخانہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور اعتقاد رکھنا چاہیے اور اپنے دل کا تعلق پہلے کارخانہ کی طرف جس کا مطلب پیر سے عرض کرنا تھا ہر تعلق نہ تھا اور پردے کا موجب بن جائے گا۔

نکتہ:- اس منزل میں تسخیر کا عمل جو اول حال میں منع تھا اگر دل چاہے تو کرلے آسانی سے ہو جائے گا اس جگہ قطعی طور پر ذات حق آ گئی ہوتی ہے۔

نکتہ:- حالت کبریائی کے بعد دوسری حالت آتی ہے جس کا پتہ و بیان نہیں کرنا چاہیے اور اپنے رشتہ داروں، واقف کاروں اور گھر والوں کو بتا دیا جائے اور خود بیگانہ اور بے آشنا و ناواقف ہو جاتا ہے اور ہمارے پیر صاحب اس حالت میں تھے اور کبریائی کی حالت بھی رکھتے تھے جو کہ آپ کو بہت پسند تھی۔

نکتہ:- اس مقام اعلیٰ پر دریا سمٹ کر قطرے کی صورت بن جائے اور موجیں مارنے لگے تو اس فقیر کو حکم دیا گیا ہے کہ دلیل اور خیالات دل میں کاموں کو پورا کرنے کے آئیں تو تو نہ کرے بلکہ اس سے دل بالا رکھے اور بند کرلے کہ اس میں کیا فائدہ ہے اور سوائے مذکورہ حالت کے دلیل دینے کا بھی کوئی ہرج نہیں اور حضرت شاہ سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کو حکم تھا کہ اس حالت میں زبان بند رکھیں اور ان کو دلیل سے بند رہنے کا حکم تھا۔ کہ اگر بات کرے گا اس سلسلہ کی تو وہ کام ہو جائے گا۔ پس دلیل مقصود اصلی کی طرف اس وقت کرے تاکہ وہ ہو جائے۔

نکتہ:- جب پیر نے مرید کی شکل اختیار کرلی اور وہ اپنی شکل میں مرید سے دکھائی دینے لگا کہ معاملہ عجیب ہے جو اس سے پہلے تحریر کیا گیا اور مرید نے اپنی شکل فنا کر

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

دی تو چاہیے کہ قصد کرے کہ اپنے باطن کو بھی فنا کر دے جس طرح کہ پیر و مرید کا باطن ظاہر و نمایاں ہوتا ہے اور مرید کے باطن میں پیر کا باطن آجاتا ہے اور مرید کا باطن پیر کا باطن بن جاتا ہے اگرچہ پیر اپنے عمومی کرم سے خود عطا فرمائیں گے۔

نکتہ:- جو کوئی اس اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا تو اس نے اپنا کارخانہ اپنی خواہش کے مطابق جاری و ظاہر کرلیا کیونکہ وہ مختار کل بن چکا ہے۔ چاہیے کہ اپنے دل کے تابع ہو۔ جو کچھ کہے اس پر پختہ یقین کر کے عمل کرے۔ جس طرح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن مجید کا نزول پہلا منسوخ العمل ہو جاتا ہے۔ اس صاحب اعلیٰ مقام کے سوا دوسرے کی طبیعت کو نقصان ہوتا ہے جس طرح آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے حضرت میراں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کا طریق موقوف کر دیا اور اپنے طریق کا اظہار فرما دیا

نکتہ:- جلال اور قہر کی تجلی بھی سالک پر وارد ہوتی ہے اور اس تجلی کو اپنے اندر جذب کرنا اور دم نہ مارنا نہایت مشکل و کٹھن ہے کہ اس حالت میں نہ دین نہ مذہب اور نہ ادب رہتا ہے جس طرح اس زمانہ میں حضرت میاں جی فقیر کو اپنے دریا سے ایک گھونٹ پلایا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وہ یہ مقام رکھتے ہیں اگر اس حالت کو اپنے اندر جذب کر سکتے اور مرشد بھی ان کو اس مقام سے باہر نہ لاتا تو ساری عمر طالب ہی رہتے اور ہمارے پیر صاحب پر شروع میں یہ تجلی وارد ہو چکی تھی۔ اس طرح اپنے اندر اسے جذب کیا کہ اس کی بو بھی باہر نہ آئی تھی جمال کی تجلی آگئی اس میں بہت زیادہ تلخی اور بے چینی کا سامنا ہوتا ہے۔ اور تھوڑی سی جمال کی تجلی بغیر اس کے معلوم ہوتی ہے جو کہ اس آرام و آسائش میں موجود ہے۔ اور جس کو ہمارے پیر صاحب نے چاہا تجلی جلال دے دی اور صفت قہر آنا نہ دی اور ان کی جمال میں پرورش کی تو یہ

محض آرام و سکون ہوا۔

نکتہ:- پیر کی نازک صورتیں مرید پر بھی وارد ہوتی ہیں جو بہت خوف والی اور ڈراونی ہیں ہمارے حضرت نے ان سے بھی معاف کر دیا بلکہ اس عاجز کی ذات اقدس نے خود قبول کر لیا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ حضرت کی ذات ہے۔

نکتہ:- جب مرید پیر کی مدد سے اعلیٰ ذات رب کو پہنچ گیا تو اس کی دوسری ولادت ہوئی اور اسے چاہیے کہ اس میں پوری پوری کوشش کرے کہ اس عالم میں عقل و ہوش حاصل کرے اور بچپن سے جوانی کو پہنچے تاکہ کمال کو پہنچا ہوا ہو جائے جب تک اس بلوغ کو نہیں پہنچا اسے کامل نہیں کہا جا سکتا۔

نکتہ:- واہ کا نعرہ مارا فرمایا کہ فلاں چار تنگدست حالتوں میں خفگی اور خوشی اس راستے میں ہے اور خفگی و خوشی سرشت میں ہے۔ چنانچہ خفگی و خوشی چاہتا ہوں جب تک حال نہ آیا ہو۔ جب وہ خفگی و تنگی جو میں چاہتا ہوں آئے گی تو سب چیزوں سے جو غیر ہیں پر کر دے گی بلکہ تمہارے بدن سے بھی یعنی ظاہری بدن سے بھی اور اس تنگی میں عین خوشی ہے۔ کیونکہ مطلوب کے حصول کا عین (زینہ) سیڑھی ہے اور یہ خوشی بے کنار سمندر کی مانند ہے جب اندر آ گئی دل سے اتنا نور باہر آگیا کہ تمام بدن کا ایک ایک بال حق بن جاتا ہے اور اس حالت میں لوگوں کو دیکھتا انسان کا نقشہ دکھا دیتا ہے مگر در حقیقت یہ عین ذات ہے اور عنقریب یہ حالت آئے گی اور اس میں رنگ برنگ موجیں نمودار ہوں گی اور اس میں ایک ہی نظر سے غیر آدمی کو جو کہ مطلق جاہل ہو عارف بنا سکتا ہے اور اس حالت میں تنگی و خوشی سرشت میں داخل ہے چاہیے کہ ان دونوں سے پرہیز کرے اور اپنے تک آنے نہ دے۔

نکتہ:- طالب پر واجب ہے کہ وحدت معلومہ میں رہے اگر نیچے آ جائے تو یہ جانے

کہ وہی طالب ہے اور وہی مطلوب اس مقام پر کسی کی سمائی نہیں ہو سکتی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اس حالت میں غیرت عاشق پر غالب آ جاتی ہے جو کہ غیر کو آنے نہیں دیتی۔

نکتہ:- اور اس مقام پر چھوڑنا اور پکڑنا اس مقام کا مرید کے حق میں ہوتا ہے چاہیے کہ ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جب وہ محبوب پکڑے گا تو پھر ہرگز اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا۔

نکتہ:- اگر طالب کو ہر مقام اور ہر حال میں دنیا کے گھر میں حاصل نہ ہو تو عالم برزخ میں ہرگز حاصل نہیں ہوگا اور ابدی افسوس اور حسرت کا موجب رہتا ہے۔ اگر اس گھر دنیاوی میں حاصل ہو گیا تو اس کا انتقال اس گھر سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہوتا ہے اور جب اہل اللہ لوگوں کی جماعت میں یہ سب اور بادشاہ ہمت پر موقوف ہیں اور پیر کی بخشش پر اگر یہ چاہے تو خوشی اور غمی جس کا تقاضا شریعت ہے نہ کرے۔

ہندی:- شادی غمی نہ عاشقاں ہوئی ہو سو ہو۔

نکتہ:- جب طالب کی ہستی و خودی فنا ہو گئی اور پیر کی ہستی اندر آ گئی اور دوسری پیدائش ثابت ہوئی چنانچہ اس نکتہ پہلے تحریر کیا گیا۔ اس وقت طالب کا نام عاشق ہو جاتا ہے اور عاشقوں کی صفوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے اپنی قدرت کے نہ ہونے پر بد دل نہیں ہوتا اور دل کو مضبوط رکھتا ہے اور اپنے دماغ میں ناامیدی کی بدبو آنے نہیں دیتا۔ مثلاً وہ بچہ جو تین چار سال کا ہوا اس سے

پندرہ سال کی عمر والا کام کیسے صورت پذیر ہو گا جب مرید اس دنیا میں جوان ہو گیا تو عقدہ (مشکل) اور کوئی آرزو و ہوس ہرگز نہیں رہے گی تمام امور ظاہری و باطنی پر توانا ہو جائے گا۔

نکتہ:- اور ہمارے پیر صاحب ظاہری شکل و صورة اور ظاہری عنوان جلال دکھاتا تھا اور مطلق جمال جو کہ شاہد جلال نہ تھا اور اس احوال پر کوئی واقف نہیں ہوا سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور کسی وقت کسی سے خوف نہ رکھتے تھے کیونکہ خود ذات (خدا) تھے کہ خوف رکھیں وَاللهُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اور جو کچھ ہوتا تھا اور کرتے تھے اپنے دل سے اجازت لیتے تھے اور کوئی فعل بلکہ ہر حرکت و سکون اسی انداز پر تھا اور اسرار سے خالی نہیں تھا اور اس سے کوئی واقف نہ ہوا اِلَّا مَا شَاءَ اللهُ تعالیٰ

نکتہ:- اہل اللہ جب بندگی سے باہر آتے ہیں تو ربوبیت کے مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں اس جگہ ربوبیت اپنی قوت اور طاقت پر دعویٰ کرتی ہے بعض کا دعویٰ دل کا زبان سے بھی جاری کیا ہوتا ہے یہ کامل لوگ ہوتے ہیں اور بعض زبان پر دعویٰ نہیں لاتے یہ محض بے بہرہ اور ناقص ترین ہوتے ہیں اور ہمارے پیر صاحب اس مقام سے زیادہ ہیں کہ عین دعویٰ کی حالت میں بے دعویٰ ہو گئے کیونکہ دعویٰ بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور حضرت اللہ قادر کی ذات سے واصل ہوئے اور خود ایسے ہو گئے کہ اس مقام پر کسی دعویٰ کا دخل نہیں ہو سکتا وہ وسیع سمندر ہے کہ خودی بیہوش ہے۔ جب پیر اس مقام پر پہنچا دے تو کوشش و جدو جہد یہ کرے کہ اس مقام سے باہر نہ آئے چنانچہ ایسا ہو کہ گفتگو اور بیان میں نہ آ سکے اور یہ مقام بھی بیان کے لئے قابل عذر ہے اس مقام کشادِ دل کی تمنا کرنا بھی حجاب ہے۔ اس مقام اعلیٰ کا بیان اس جماعت کی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں۔ کہ بیان کی حد سے باہر ہے۔ جب یہ بیان اور کلام

ہمارے حضرت پیر صاحب کا سنا تو آپ کا تمام بدن مبارک عرق عرق ہو گیا۔ پھر حضرت صاحب نے ہنس کر کہا یہ کیسا مقام ہے کہ اس کے سننے سے پانی پانی ہو گئے اور پھر اپنی شکل و صورت کی طرف رجوع کر لیا اور مطلق فرمایا ہمارے بزرگوں کا فقر ایسا تھا وہی مفہوم ہر کسی و نسل میں ایک ہو جائے گا اور اس آستانہ کو ہرگز زوال نہیں آئے گا پس باوجود اس علم یقین کے کوئی خطرہ و اندیشہ نہیں کرنا چاہیے اور کاروبار ظاہری سے بھی اور جو کچھ ہم نے فلاں پر بخشش ظاہری کی کوئی نہیں کر سکتا اور اس اعلیٰ منزل میں جو کہ اوپر تحریر ہوئی چاہیے کہ سالک اپنے دل کے تابع ہو اور انہی کاموں پر جن پر دل حکم کرے اس پر عمل کرے چنانچہ اگر تنہائی چاہے اگرچہ ایک گھڑی یا ایک دو دن یا زیادہ ایک ماہ یا زیادہ تو کرے اور لوگوں میں آنے کو بھی اس پر قیاس کرے اور بجا لائے۔

نکتہ:- اگر اس مقام کا مالک کوئی کلام کرے تو چاہیے کہ جانے کہ میں اپنے ساتھ کلام کر رہا ہوں اگر یہ نہ جانے تو مطلب و مراد کے لئے کلام کرنا حرام ہے۔

نکتہ:- اور اس مقام کے مالک کو چاہیے اپنے سامنے عاجزی کا اظہار کرے کہ اس میں بہت سے فائدے دیکھے گا اور اپنی خوشی بھی اپنے سامنے کرے

نکتہ:- جب طالب نے اپنا قدم عشق کی راہ میں رکھ دیا تو چاہیے کہ صبر و رضا کو اپنے اوپر لازم رکھے اگر نہیں تو عاشقی میں ناقص ہے اور عاشق کا پکا ہونا مصیبت میں خوشی کا باعث ہوتا ہے اگر مصیبت دن کو آئے تو طالب استحکام کی طاقت سے اپنے وظیفہ میں مشغول ہو کر یہی چیز مصیبت کے دفعیہ کا باعث ہو گی جس طرح کہ دنیا چار عناصر پر قائم ہے اسی طرح قیام عشق صبر و رضا پر ہے۔

نکتہ:- جب خودی طالب فنا ہو گئی اور پیر کی خودی جس طرح حق ہے آ گئی تو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

الوہیت، حق کا آنا، ربوبیت اور فقر و کشاد باطن پیر کی ملکیت ہے اور سر عشق اسی کو کہتے ہیں اور اس حالت میں مطلق بیگانہ ہو جاتا ہے اور اس عالم سے مانوس ہو جاتا ہے اور آرام و قرار یوں پکڑتا ہے کہ ہرگز اس سے باہر نہیں آتا۔

چند حکایتیں بیان کی جاتی ہیں:- اس تعلیم و ترغیب کے ضمن میں طالب حق ثابت ہو جاتا ہے اور ان نکتوں کے علاوہ نیز نقل ہے ایک شخص حق کی تلاش میں ایک اہل اللہ کے پاس گیا تھا۔ چند روز کے بعد ایک حقہ کو اوپر سے ڈھانپ کر اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ فلاں کے پاس لے جا اور حقہ کو کھولنا نہیں اور وہ چل پڑا۔ راستے کے دوران اسے کھول دیا حقہ کے اندر سے ایک سانپ باہر نکلا۔ حقہ کو پھینک دیا اور سانپ بھی جاتا رہا۔ خالی ہاتھ واپس آیا۔ اس ولی اللہ نے کہا۔ اس قدر بھی دھیان نہ رکھ سکا تو اسرار حق کا دھیان کیسے رکھے گا۔ جا تیرے لئے یہاں جگہ نہیں۔ کسی اور کے پاس چلا جا اور۔ وہ ولی اللہ ان جناب کے سلسلہ میں سے نہ تھا اگر ہوتا تو اسے حوصلہ عطا فرمادیتے۔

نقل ہے:- ایک مرید اپنے مرشد کے پاس گیا مرشد نے فرمایا کہ اس کھیتی کا محافظ بن جا وہ دیکھ بھال میں مصروف ہو گیا جیسا کہ اس کا حق تھا بجا لایا کسی کو کھیتی کے قریب نہ آنے دیا اور خود بھی اس سے ایک دانہ نہ کھایا اور مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ پک گئی ہے فصل اس کا مرشد فصل پر آیا دیکھا کہ خود بھی اپنے ہاتھ سے اس کو آلودہ نہیں کیا اور کسی کو بھی نقصان نہیں کرنے دیا مرید نے کہا فصل سرخ اور پختہ ہو گئی۔ مرشد نے حکم دیا کہ تو بھی سرخ ہو گیا ہے۔ اس گفتگو کے ساتھ ہی وہ مرید ولی بن گیا اور اس کا کام مکمل ہو گیا جو کچھ ہے مرشد کی فرماں برداری میں ہے سچے یقین کے ساتھ۔

نقل ہے:- اگر کوئی مرشد کے دربار کی بنیاد رکھے اور تعمیر کرے اور دل سے اس خطرہ کو خیال میں لائے کہ میں نے یہ کام کر دیا تو اسی وقت مرشد کے دل سے غیرت اٹھے گی اور اس کا کام تباہ ہو جائے گا اور ایک ذرہ بھر بھی کشادہ دل نہیں ہو گی چاہیے کہ اگر کام کرے تو یقین جانے کہ مجھے میرے مرشد نے بنایا ہے اور میں کچھ نہیں ہوں تاکہ اپنے مقصود کو پالے اس قاعدہ و کلیہ کو ہر کام میں دھیان میں رکھے۔

نکتہ:- بحر بیکراں جسے ہندی میں سمندر کہتے ہیں اس دنیا میں بہت بڑے ہیں اور دوسرے بڑے سمندر سوائے اس دنیا کے اس سمندر سے کئی گنا زیادہ ہیں اور بڑے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں ہیں ہمارے پیر صاحب ان سب کا طغیان کھا گئے اور سب کا ذرہ بھی باہر نہ لائے اور دنیا میں ظاہر نہ کیا لہذا اس دنیا میں ظہور، جاہ و جلال اہل اللہ کا اس حد تک ہے کہ جب ہمارے بزرگ ہمارے حضرت کے پاس تشریف لاتے ہیں تو اچانک نہیں آتے۔ ادب و حرمت اور لحاظ مرتبے کا رکھتے ہیں۔ بزرگوں بلندی و شان اور ظہور (کرامت) بیان کی حد سے باہر ہے لیکن ہمارے پیر صاحب سے ظہور (کرامت) بہت زیادہ ہے اور ہمارے پیر صاحب کے تمام بزرگ ان پر فخر و گھمنڈ کا اظہار کرتے ہیں لیس کمثلہ شیئی

نکتہ:- پیر زمین کی طرح ہوتا ہے کہ سب کا بوجھ تکلیف اٹھاتا ہے اور برداشت کرتا ہے اگر وہ گرمی جو زمین رکھتی ہے اسے اٹھا لے تو تمام چیزیں جو روئے زمین پر ہیں جل جائیں اور ہر نعمت زمین سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح پیر ہے کہ سب کچھ اسی سے حاصل ہوتا ہے کہ بے ادبی اور بد اعتقادی یہ مرشد کے غصے کا باعث ہوتا ہے ان سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ان سے بچنا اور پرہیز کرنا فرض جانے۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ سوائے پیر کی محبت اور طلب کے کسی چیز کا طالب نہ ہو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نہ دنیا، نہ آخرت، نہ مقام، نہ حال، نہ کشف، نہ کرامات، نہ ملاقات ارواح اور نہ ان کے علاوہ تاکہ اصل مقصود کو پہنچے ورنہ نہیں

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ بندگی آزادی کے مقابلے میں اختیار کرے

نکتہ:- اور مقصود کا حصول مقصود کے طلب نہ رکھنے میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اَرِنی کہا جواب لَن تَرانی آیا مگر حالت فنا میں

نکتہ:- طالب جب ذات قادر تک پہنچ گیا تو اسم اعظم کی تعظیم کے لائق ہو جاتا ہے مگر مرشد کامل صاحب اختیار ہے اگر زیادہ تعلیم و تلقین فرمائے تو جائز ہے

نکتہ:- اس مکان شریف کے سجادہ نشین کو چاہیے کہ اپنے اوپر نظر نہ رکھے اور اپنے آپ کو کچھ نہ جانے اور جو کچھ جانے اپنے بزرگوں کو جانے اور اپنے تئیں سردار نہ جانے بلکہ بزرگوں کو جانے اور خود کو ہر کام کا نمونہ و نشانہ بنائے سوائے رضائے بزرگان شرمسار نہ ہو اگرچہ بزرگ عتاب کریں اور اس فعل کا زبان پر لانا بغیر رضا کے نہیں فرمائیں گے لیکن وہ فعل نصب العین ہوتا ہے بزرگوں کے روبرو اپنی شرمساری کی وجہ سے بزرگوں کے سامنے حاضر نہیں ہو سکتا اور ظلم و زیادتی جو تعلق داروں کی وجہ سے ہو، ہونے نہ دے اگر سستی کرتا ہے تو اس کی شرمساری عدم رضا کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت ماموں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ان کاموں میں تغافل کو جائز سمجھتے تھے اور رضا کے بغیر عمل کر دیتے تھے اور باوجود کہ سجادہ نشین تھے بزرگوں کی طرف سے شرمندگی ان کے حال میں داخل نہیں ہوتی تھی۔

نکتہ:- اور پیر کا حق مرید پر یہ ہے کہ جو حکم پیر دے تو مرید بغیر سوچے سمجھے اور تاخیر کے بغیر جان و دل سے اسے پورا کرنے اور تاخیر نہ کرنے اور باہمت مرید کا حق

پیر پر بہت ہے کہ مرید کے حق گوناں گوں باطن کی پرورش میں توجہ مبذول فرمائے اور نیکی و گناہ بھی مرید سے پیر کے حکم سے ہوتا ہے کہاں میں خفیہ حکمت پیر کی طبیعت میں ہوتی ہے اور پیر کا منصب مرید کو ترقی بخشتا ہوتا ہے کہ مرید کو ہر مقام اور منزل پر بند نہ ہونے دے اور مرید کا منصب بلند ہمت ہے اور پیر کا حکم بجالانا ہے اگرچہ یہ دو بھی حقیقت میں پیر کی طرف سے عتاب کے طور پر ملتی ہیں جب یہ مرید پیر کی حقیقت سے محروم ہو گیا تو پیر کے تمام حقوق ادا ہو گئے اور کوئی حق باقی نہ رہا۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ اپنی ہستی کا تعین بلبلے کے ساتھ موج کے تعلق کی مناسب سے کرے اور اسے فراموش کر دے اور ذات قادر میں محو ہو جائے اور اس حالت میں پیر کا تصور یاد رکھے اگرچہ اس منزل میں دوئی ہرگز نہیں خود کو بخود سے طلب کرتا ہے کہ خود کو ظاہر کرے لیکن چاہیے کہ دلی توجہ اس پر رکھے تاکہ گفتگو اور کلام بغیر آواز کے اور خفیہ اسرار اور چھپے ہوئے بھید بغیر آواز دئے سن لے اس سے واقف ہو اور یہ وصال وصال کے تمام مراتب بڑا اور بلند ہے اور سب اس کے تابع ہیں۔

نکتہ:- جب طالب کا بدن روح کے تسلط میں آ جائے تو جسمانی مشقت ختم ہو جاتی ہے۔

نکتہ:- اور ہمارے تمام بزرگوں کا عقیدہ اپنی طرف اچھا ہے زیادہ تر یہ خوشی ہے کہ وقت کے سجادہ نشین کے ساتھ ان کا اعتقاد مضبوط ہے۔

نکتہ:- حضرت شاہ سیف الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ تقدیر کے برخلاف

کام کرنے والے ہیں تاڑی کا مسلک رکھتے تھے اور بہت کوشش کرتے تھے جب پورا مقصد حاصل ہو گیا تو بھی تاڑی نہ چھوڑی۔ سامنے یہ تھا کہ ان ظاہری آنکھوں سے حقیقت کو دیکھتے تھے چنانچہ کوئی شے آپ کی نظر مبارک پر جمتی نہ تھی اور نہ دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ نہ پتھر ہے، نہ لینٹ ہے اور نہ دیوار وغیرہ ہے اور سلوک میں سب سے زیادہ کوشش کی اور خود بھی دیکھتے تھے خاص طور پر خلقت کو اور کہتے تھے کہ کونسا دیکھنے والا ہے یا نہیں دیکھتا ہے اور واقف لوگ جان گئے کہ سوائے حق تعالیٰ کی کچھ نہیں دیکھتے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مارایتہ قط الا اللہ

نکتہ:- حالت اقدس تک پہنچنے کی بنیاد یہ ہے کہ جو کچھ پیر نے فرمایا ہے اور راستہ دکھایا ہے اسی پر رہ کر اپنے آپ کو ہرگز نہ دیکھے اور ہر وقت اپنی نظر اپنی حقیقت پر بھی رکھے رہے جو پیر سے مفہوم ہے اور اللہ کی طرف سے بھی ہر دو ایک ہیں صرف نام کا فرق ہے جب اپنی حقیقت جلوہ گر ہو گئی تمام اشیاء سے نظر آنے لگے گا اور تمام اشیاء سے نظر ہٹالے گا اور نہیں دیکھے گا سوائے اللہ سبحانہ، تعالیٰ کے

نکتہ:- اسم اعظم سالک کو حاکم اور زمانوں پر قابض کر دیتا ہے اور اسم ھو ذات کے پردوں کو اٹھا دیتا ہے

نکتہ:- اور اس منزل کا مالک جس کا مفہوم خالص فنا ہے چاہیے کہ تمام دنیاوی کاموں میں وسواس نہ کرے اور اپنے دل میں فکر نہ آنے دے اور دشمن کا خوف اور اس کی بدخواہی ہرگز نہ کرے کہ سب مغلوب اور زیر فرمان ہو جائیں گے۔ ہمارے بزرگ خاص طور پر ہمارے پیر شاہنشاہ جنہوں نے اپنا ظہور ہمارے زمانے میں طلب کیا ہے خلقت کا مخالف ہونا بھی اسباب ظاہری میں سے ہے کہ بغیر مخالفوں کے اظہار

ظہور نہیں ہوتا چنانچہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو قریش نے مخالفت اور دشمنی کی بنیاد رکھ دی آخر کار ذات سب پر غالب اور ناظر ہو گئی۔

نکتہ:- اور اس بلند منزل میں جو کہ خاص فنا کی منزل ہے چاہیے کہ اسم اعظم کو اسم ھو کے برابر جاننے چاہیے کہ ھو بغیر آواز ہو اور دونوں ناموں کو درست بنانے کے لیے اس راستہ میں بہت کام ہوتا ہے ترقی اور زیادتی طلب ہو گا اور بغیر آواز کے بھی اس گلی کے راستے ظہور میں آتے گا۔

نکتہ:- طالب کو چاہیے کہ اپنے تئیں ذات قادر خدا میں رکھے اور اس سے بہتر کہ اپنے پیر کا تصور جسے ذات قادر خدا میں محو کر لیا ہے جو کہ بے رنگ ہے ظاہر ہو کہ اور اس بیرنگی سے بھی عالم کے رنگ ظاہر ہوئے جو کہ تبدیلی اور مختلف رنگ رکھتے ہیں اور اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ صورت مرید پر غالب رہے اور یہ پیر کی طرف سے مرید کا استقبال ہوتا ہے اگر ایسا ہو تو لازم رکھے۔ جب یہ حالت کمال کو پہنچ گئی تو ظاہری و باطنی مشرب و کشف و کرامات و حالات و مقالات سب پیر کی طرف سے مرید میں ظاہر و نمایاں ہو جائیں گے اور خود کو بالکل فراموش کر لیں گے جس طرح بچے نے ماں کی گود میں ہونے کو بھلا دیا ہے۔

نکتہ:- سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ خود کو ذات قادر خدا میں محو کر کے اس حقیقی صورت کا تصور کرے کہ وہ ذات خدا اس صورت پر عاشق ہے کہ اس منزل کی محنت کسب مدد گار و معاون دوسری منزل کا ہے اور دوسری منزل کو زیادتی بخشنے والا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ حقیقی صورت مرید پر غالب رہے اور خود اس صورت کا تصور کرتے رہے اس حالت میں وہ ذات قادر اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہو

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

جائے گی جو کہ خود صورت تھا۔ طالب اپنے بدن کو لباس کی طرح پھینک دے اور بھلا دے مثال یہ ہے سیپ موتیوں پر عاشق ہوتا ہے پہلی حالت میں یوں سمجھے اور جب مرید خود موتی بن جائے تو دوسری حالت میں پیر متوجہ عاشق ہو کر یہ طالب بن جائے گا کیونکہ جو موتی دیکھا ہے یعنی جب قطرہ بن کر دریائے خدا میں مل جائے گا تو خدا بن جائے گا اور حقیقی صورت پر عاشق ہو گیا۔ وہ صورت مرید پر غالب آ گئی۔ پھر وہ ذات خدا طالب پر عاشق ہو جاتی ہے کہ خود طالب اس صورت کو اپنا گیا۔ چنانچہ سیپ موتی کا عاشق ہے اور ذات خدا تمام اعلیٰ وادنیٰ مخلوق پر محیط ہے اور جو کچھ ہے سیر فی اللہ ومع اللہ کے مرتبہ کی نسبت ہے اور سیر فی اللہ والی اللہ ان دونوں عقلمندوں کی نسبت سے جانے اور اس کے ساتھ

شعر:- سیر فی اللہ مع اللہ مجھے عطا کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سیر اللہ کی طرف مجھ سے بیتے ہیں۔

نکتہ:- روح کا سیر الی اللہ کی طرف انتقال کرنا ثابت ہے یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک جزوی اور دوسری کلی وہ عالم کی طرف رجوع کا میلان رکھتی ہے اور یہ ذات قادر خدا کی طرف اور مقصود اور اہم ترین مطلب یہی ہے اور وہ ولد کی طرح ہے اس سے نکلنا اور داخل ہو کر گزرنا بہت مشکل ہے اور یہ پیر کامل کے اختیار میں ہے اگر چاہے تو کسی چیز کی طرف جانے نہ دے اور مکمل طور پر پہنچا دے اور داخل کر دے اور ہمارے پیر صاحب شاہنشاہ نے فلاں شخص کے ساتھ ایسا کیا۔

نکتہ:- اور ایک لمحہ بھر کے لیئے ان دو حالتوں میں سے ایک میں ہونا دونوں جہانوں کی بادشاہی سے بہتر ہے بلکہ اس کے برابر بھی نہیں۔

نکتہ:- توحید پختہ کی منزل میں اپنے سے خدا سے اور سب چیزوں سے اپنے آپ کو

بھولا بسرا کرے اور روز مرہ کے وظائف میں مصروف رہتا اور اپنے اسم میں مشغول ہونے کا ارادہ نہ کرے یہ جو کچھ ہوتا ہے حق اپنے ساتھ کرتا ہے جب ایسا جان لیا تو تمام اوقات میں بھولا بسرا نہیں ہوتا

نکتہ:- اور شروع میں جب سوال و جواب کی ابتدا ہوتی ہے جو کہ منزل کا حق ہوتا ہے اسے بجا لانا چاہیئے اسے پیر مرید کے دل میں ڈال دے اور جو دنیا کا طالب ہو گیا تو اس کی خوشبو اس کے دماغ میں بزرگ جانے نہیں دیتے اور جو کچھ دنیا کی تکالیف مرید کو پہنچتی ہیں اس سب کو پیر کی طرف سے جانے کہ وہ قادر مطلق ہے اور اس پر ظاہر نہ ہو کہ وہ بھی تربیت کے لئے ہے ورنہ محبت و اعتقاد میں نقصان ہوتا ہے۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کی اولاد تین قسم کی ہوتی ہے ایک ماں کے پیٹ میں ولایت یافتہ ہیں اور بعض جب جوان ہوتے ہیں تھوڑی سی محنت سے درجہ ولایت کو پہنچ جاتے ہیں اور تیسری قسم اپنی ساری عمر میں صاحب معرفت و عقل نہیں ہو سکتے۔ اس دنیا سے رحلت کے وقت ان کو مرتبہ ولایت عطا ہوتا ہے جو کچھ کہ ہوتا ہے۔

نکتہ:- یہ ہر نعمت جو کہ اس راہ پیر کی طرف سے عطا ہوتی ہے جس قدر اس کی قدر بہت جانتا ہے نعمت اور بڑھ جاتی ہے۔

نکتہ:- یہ مخالفین کے ہنگامے جو ظاہر ہوتے ہیں ان کو دھوئیں کا بادل شمار کیا جانا چاہیئے ہرگز ہرگز ان کو پہنچا نہیں جانا چاہیئے کہ یہ بے ادبی بزرگوں پر لاگو ہوتی ہے وہ خود دور فرما دیں گے اور مخالفین کی جڑوں کو خود نکالا گیا ہے اور تمہیں جنگ کرنے کا حکم بزرگوں کے حضور سے ہوا ہے اور مخالفین امر حق تعالیٰ کے مقابلے میں نفس کے تابع ہو کر مخالفت کرتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کا امر ہوا ہو کسی

طرح اس پر کوئی غالب آ سکتا ہے قطعی طور پر وہ مغلوب و مایوس ہے اور جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے آہستہ آہستہ سب پر غالب آ گئے اور اسلام کا ظہور مکمل اور پورا پورا کمال کو پہنچا اور ان جناب کے ہاں بھی ظہور کا حکم ہے ہر روز ترقی اور زیادتی ہو جائے گی اور مخالفین دھتکارے ہوتے اور شرمندہ ہوں گے۔

نکتہ:- جب سلوک کی منزل میں ہوتا ہے تو پیر کے دل کا لحاظ رکھنا اس کے لئے فرض عین ہوتا ہے اور جب مرید ذات خدا میں محو ہو گیا اور فنا کے درجہ کو پہنچ گیا تو مرید کو دل کا خیال رکھنا پیر پر ضروری ہو جاتا ہے اگر اسے اور جس میں مرید کی خوشی ہوتی ہے ظاہری و باطنی عطا کرتا ہے۔

نکتہ:- ہر کام کسی ایک چیز کے لئے کیا جاتا ہے مثلاً آسمان زمین کے لیئے اور یہ اس کے لئے اور پیار کرنے والا محبوب کے لیئے اور الٹ اس کے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے لیئے اور حق تعالیٰ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اور ظہور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اور آنحضرت برائے ظہور عالم اور یہ ظاہری و باطنی کارخانہ جسے ہم نے قائم کیا ہے اور اس کے ظہور کی طرف متوجہ ہوئے ہیں محض فلاں شخص کے لیئے ہے کہ وہ ہمارے لئے ہے اور یار ایک کی مرضی کے موافق نہیں ہوتا اور ہم نے فلاں کو اختیار کیا ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

نکتہ:- اللہ کی راہ میں دنیا تین طرح ہوتا ہے اور طالب پر اس کا شرف یوں ہے جیسے پارس کو شرف عطا ہوا ہے اور ہمارے حضرت اسی پر عمل پیرا تھے اور اسی پر مختار تھے دوسرے دنیا عاجز لوگوں کو اور محتاجوں کو اور حق داروں کو اس کا شرف

ایسے جیسے فولاد کا شرف تیسری قسم جسے چاہے دے دے یعنی غیر حق دار کو اس کا شرف چاندی کی طرح ہے۔

نکتہ:- اور قرآن مجید کے چند باطن ظاہر ہیں کہ ان میں سے بعض رسمی یعنی ظاہری علماء کو پہنچے ہیں اور سات باطن اور ہیں کہ ولی اللہ ان سات باطنوں سے واقف ہیں اور تین صفتوں سے ناواقف نہیں اور سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی سب باطن باتوں سے واقف نہیں۔

نکتہ:- اور جب خاص عطا کا امر ہو گیا تو فرمایا کہ فلاں کا لباس قطع کرنا ہم پر واجب ہو گیا اور ان دو کے برعکس اور کیتکی کے عطر کا ایک دریا اور ایک عطر گلاب کا ایک دریا فلاں کی طرف ہم رواں رکھتے ہیں اور جس میں چاہتا آتا ہے یعنی وصال و جدائی نہیں ہوتی فراق و وصال معروف ہے بلکہ عین وصال میں فراق ہے اور عین فراق میں وصال ہے مثلاً محب محبوب کے سامنے ہو اور سیر کرے اور وصال نہیں ہوتا۔ اس صورت میں عین وصال میں فراق ثابت ہے اور عین فراق میں وصال لازم ہوتا ہے۔

نکتہ:- جب ہمارے شاہنشاہ پیر جس پر مہربان ہوتے ہیں ظاہری و باطنی تجلی و خاطر اسے حاصل ہوتی ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے۔

نکتہ:- جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات وہ کلام سا قطرہ کی حالت میں تو اس کے اظہار پر مامور تھے اور وہ کلام جو ذات قادر میں تھا اس کو چھپانے پر مامور تھے

نکتہ:- یہ نکتہ جاننا چاہیئے کہ اس میں بہت کا شعر سیر فی اللہ اور مع اللہ پر تھا لیکن اس جگہ اتفاق ہوا سیر فی اللہ کا اس سے مفہوم ہے مثلاً مچھی دریا سے نکال دی جائے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

طرح اس پر کوئی غالب آ سکتا ہے قطعی طور پر وہ مغلوب و مایوس ہے اور جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے آہستہ آہستہ سب پر غالب آ گئے اور اسلام کا ظہور مکمل اور پورا پورا کمال کو پہنچا اور ان جناب کے ہاں بھی ظہور کا حکم ہے ہر روز ترقی اور زیادتی ہو جائے گی اور مخالفین دھتکارے ہوئے اور شرمندہ ہوں گے۔

نکتہ:- جب سلوک کی منزل میں ہوتا ہے تو پیر کے دل کا لحاظ رکھنا اس کے لئے فرض عین ہوتا ہے اور جب مرید ذات خدا میں محو ہو گیا اور فنا کے درجہ کو پہنچ گیا تو مرید کو دل کا خیال رکھنا پیر پر ضروری ہو جاتا ہے اکراسے اور جس میں مرید کی خوشی ہوتی ہے ظاہری و باطنی عطا کرتا ہے۔

نکتہ:- ہر کام کسی ایک چیز کے لئے کیا جاتا ہے مثلاً آسمان زمین کے لیئے اور یہ اس کے لئے اور پیار کرنے والا محبوب کے لیئے اور الٹ اس کے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے لیئے اور حق تعالیٰ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اور ظہور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اور آنحضرت برائے ظہور عالم اور یہ ظاہری و باطنی کارخانہ جسے ہم نے قائم کیا ہے اور اس کے ظہور کی طرف متوجہ ہوئے ہیں محض فلاں شخص کے لیئے ہے کہ وہ ہمارے لئے ہے اور یار ایک کی مرضی کے موافق نہیں ہوتا اور ہم نے فلاں کو اختیار کیا ہے ذَالِکَ فَضۡلُ اللهِ یُوۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَاۤءُ وَهُوَ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

نکتہ:- اللہ کی راہ میں دنیا تین طرح ہوتا ہے اور طالب پر اس کا شرف یوں ہے جیسے پارس کو شرف عطا ہوا ہے اور ہمارے حضرت اسی پر عمل پیرا تھے اور اسی پر مختار تھے دوسرے دنیا عاجز لوگوں کو اور محتاجوں کو اور حق داروں کو اس کا شرف

ایسے جیسے فولاد کا شرف تیسری قسم جسے چاہے دے دے یعنی غیر حق دار کو اس کا شرف چاندی کی طرح ہے۔

نکتہ:- اور قرآن مجید کے چند باطن ظاہر ہیں کہ ان میں سے بعض رسمی یعنی ظاہری علماء کو پہنچے ہیں اور سات باطن اور ہیں کہ ولی اللہ ان سات باطنوں سے واقف ہیں اور تین صفتوں سے ناواقف نہیں اور سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی سب باطن باتوں سے واقف نہیں۔

نکتہ:- اور جب خاص عطا کا امر ہو گیا تو فرمایا کہ فلاں کا لباس قطع کرنا ہم پر واجب ہو گیا اور ان دو کے برعکس اور کیتکی کے عطر کا ایک دریا اور ایک عطر گلاب کا ایک دریا فلاں کی طرف ہم رواں رکھتے ہیں اور جس میں چاہتا آتا ہے یعنی وصال و جدائی نہیں ہوتی فراق و وصال معروف ہے بلکہ عین وصال میں فراق ہے اور عین فراق میں وصال ہے مثلاً محب محبوب کے سامنے ہو اور سیر کرے اور وصال نہیں ہوتا۔ اس صورت میں عین وصال میں فراق ثابت ہے اور عین فراق میں وصال لازم ہوتا ہے۔

نکتہ:- جب ہمارے شاہنشاہ پیر جس پر مہربان ہوتے ہیں ظاہری و باطنی تجلی و خاطر اسے حاصل ہوتی ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے۔

نکتہ:- جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات وہ کلام سا قطرہ کی حالت میں تو اس کے اظہار پر مامور تھے اور وہ کلام جو ذات قادر میں تھا اس کو چھپانے پر مامور تھے

نکتہ:- یہ نکتہ جاننا چاہیئے کہ اس میں بہت کا شعر سیر فی اللہ اور مع اللہ پر تھا لیکن اس جگہ اتفاق ہوا سیر فی اللہ کا اس سے مفہوم ہے مثلاً مچھی دریا سے نکال دی جائے

اور جانے کہ میں بھی عین اسم ہوں اور نام کا فرق ہے اور ہمارے حضرت کے نزدیک اس مفہوم میں یہ ہے جو کسی اہل اللہ نے بیان نہیں کیا اور اس بیان تک نہیں پہنچے وہ یہ ہے کہ علوف ذات خدا میں مل کر عین ذات بن جاتا ہے اور نام کا فرق بھی رہتا ہے اور لفظ سع کہ اس کا مفہوم گناہ ہے اسی کو چاہتا ہے اور اپنے اندر آپ سیر کا تقاضا کرتا ہے ہمارے مرشد نے چونکہ تمام مراتب طے کر لیئے تھے اور اس جگہ پہنچے تھے جہاں کوئی نہ پہنچا۔ حضرت بالا پیر پیراں نے ہمارے حضرت کو کہا کہ تم آزادی کے درجہ کو پہنچ چکے ہو۔ ہم نے تمہیں آزاد کر دیا ہے اور تم مختار ہو جو کچھ چاہو کرو پھر ہمارے پیر صاحب نے دل میں فکر کیا پھر فرمایا اس سے قبل بندگی پیر کے لیئے تھی اور جب اس طرف سے آزادی ہو گئی تو بندگی اپنے لیئے ہو گئی اور جناب پیر صاحب کی طرف سے ہم نے اختیار کی اور یہ بھی اس بات پر مامور ہے طالب کو چاہیئے سوائے اپنے پیر کے جو کچھ پیر نے اس کے لیئے چاہا تھا ہر گز دوسری چیز نہ چاہے اگر چاہے تو اسی اپنی خواہش کو پائے گا جس طرح کہ حضرت متر موسیٰ علیہ السلام نے چہرہ ذات دیکھنے کی درخواست کی تو اس کا جواب ترانی سنا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گز درخواست نہ کی تمام چیزیں عطا ہوئیں اور جو کچھ پایا پالیا طالب کو چاہیئے کشاد دل کے لیئے جو اپنے علاوہ غیر کے حق میں اہل اللہ سے سنا تھا درخواست نہ کرے اگر کرے گا وہ بات اس سے نہیں ہو گی کہ ہر فرد کو علیحدہ کشاد باطن اور دوسرے طریقے سے ہو جائے جو کہ اس کے حق میں مقرر تھی۔ اس سے بھی اس آرزو کے سبب کہ نمود حجاب میں آجائے گی۔

چاہیئے کہ اپنے لیئے کچھ نہ چاہے اور اطاعت و فرماں برداری میں قائم رہے تاکہ حقیقی مراد تک پہنچ جائے اور یہ قاعدہ و قانون ہر گز ہاتھ سے نہ چھوڑے تاکہ محرومی میں نہ پڑے اور اپنے کشود حال اور کشف وغیرہ کے لیئے غیر پر تمنا نہ کرے کہ یہ

چاہت بیماری ہے اور طالب کو اس سے معلوم ہو جاتا ہے اور جو کچھ پیر اس طالب کے حق میں بہتر جانے وہی چاہے۔ دوسرے سلسلوں میں مرشد کو حق تک رسائی کرنے کا وسیلہ جانتے ہیں اور پیر کے سلسلہ اقدس کا سبق عین حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے اور قریب ترین طریقہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یہی ہے۔ دوسرے اولیاء اللہ نے جنہوں نے محنت کی یا اعلیٰ مراتب کے لیئے یا اپنی اولاد کے لیئے اور ہمارے پیر شاہنشاہ جنہوں نے عبادت و محنت کی نہ مراتب کے حصول کے لیئے اور نہ اولاد کے لیئے محض ذات خدائے سبحانہ تعالیٰ کے لیئے لہذا سب پر فوقیت پا گئے اور اولاً سب قبولیت پا گئے اور ہمارے حضرت یوں مطلق توفیق و قدرت رکھتے ہیں اگر پہاڑ کو ولی بنانا چاہیں تو اسی وقت ہو جائے تو کیا مقام ہے انسان کا جب مرید پیر کی توجہ سے ذات خدائے قادر تک رسائی حاصل کر گیا تو سابق منزلوں میں جو کہ اس سے پہلے تھیں تو ترتیب و تعلیم ہر منزل کے مطابق ایک عنوان کے تحت ذکر ہوتا ہے۔ جب اس جگہ پہنچ گیا لیکن لاکھوں قسم کی تعلیم اور ہزاروں زمانوں میں حاصل کی ہو اس کی انتہا نہیں ہو گی اس جگہ عین تعلیم وارشاد ہوتا ہے کہ اس مقام کی جتنی زیادہ خوشی منائے اسی قدر کم ہے اور اس مقام پر اگر دعا کرے تو یوں کرے کہ پیر نے مجھ کو ذات برتر تک پہنچا دیا ہے جو کہ اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، ظاہر و باطن سب کچھ ذات رب ہے اور آپ سے آپ کو چاہتا ہے اور یہ سمندر اپنی موجوں کو مجھ پر ظاہر کرے گا اور اس میں چاہت اور دوئی کو دور رکھے اور وحدۃ کو نہ چھوڑے کہ وہ خود سوالی ہے اور خود جواب دینے والا اور خود قاصد ہے اور خود جس کی طرف قاصد بھیجا جائے، خود ہی طالب ہے اور خود ہی مطلوب ہے یہ خود اپنے تئیں چاہتا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار جان کی طرح تھے اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ہر ایک کی قدر کے مطابق سوائے مہربانی و لطف کے کچھ نہ تھے اور طریقہ

ہمارے بزرگوں میں جاری ہے جس طرح وہ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مرید کے حق میں بہت زیادہ کرم و مہربانی فرماتے تھے اور ہر شخص کے حق میں خاص دعا بھی کہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جائے۔ اسی طرح سب بزرگ اور حضرت پیر پیراں کا ایک مرید تھا جو خاص مقصود تک پہنچ چکا تھا سے فرمایا کہ تو ملک دکن کی اس طرف جو ولی اللہ سے خالی تھا سکونت کر۔ اس نے اسی طرح کیا اور جب اس کو یاد فرمایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ مریدوں کی پرورش ہمارے حضرت شاہنشاہ کی قیامت تک جاری رہے گی۔ جب طالب حق کو پاتا ہے تو پیر کو چاہیئے کہ وہ یوں جانے کہ خود وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے سائل خود آیا ہے اور پیر نے اس کی پرورش کا حق ادا کرتا ہے اس کے صدق کی مناسبت سے۔ اگر مرید کے پاس روٹی ہے تو وہ بھی دے دے اور فقیر کی خدمت کرنے سے حتی المقدور دریغ نہ کرے کیونکہ بنیاد کی مضبوطی کا باعث ہے پس ہر فقیر کی خدمت کرنا لازم پکڑے اور ہمارے حضرت شاہنشاہ ہر فقیر کو چاہے وہ ان کا مرید ہو یا نہ ظاہری ضرورت سے بڑھ کر بخشش کرتے تھے مکمل طور پر چھپا کر کہ فرشتہ کو اس کا پتہ نہ ہوتا تھا تو انسان کا کیا مقام ہے۔

نکتہ:- حق تعالیٰ کے طالب جب اپنے تئیں راہ حق پر چلاتے ہیں اور سلوک کے راستے پر قدم بڑھاتے ہیں تو اس کے علاوہ اگر کوئی خواہش دنیا و آخرت کی دل میں رکھتے ہوں تو عین ڈاکو بن جاتی ہے اور حق سے پردے میں رہ جاتا ہے چاہیئے کہ اپنے مرشد کے سوا کوئی آرزو، اور خواہش نہ ہو تاکہ اصلی مقصود تک پہنچ سکے۔

نکتہ:- سلوک کے حق میں عارف کے دل کے میلان یہ مرید ہے کہ اس کا یمن حاصل ہو اگر میلان عطا ہو گیا تو یمن پیدا ہو جائے گا۔

نکتہ:- عارف پر جبار کی تجلی نازل ہوتی ہے تو خلقت کو اس کے سامنے آنکھ

جھپکنے کی طاقت نہیں ہوتی اور وہ معذور ہو جاتا ہے

نکتہ:- اور جو چیز کہ وظیفہ (سالک و طالب) میں خلل ڈالے وہ فعل طالب کے حق میں حرام ہوتا ہے بلکہ عین کفر ہوتا ہے خواہ نیک ہو یا بد اگرچہ نماز روزہ اور قرآن کا پڑھنا ہو یا اس کے علاوہ اَللّٰہُ فَھُوَ مِنْکَ اگر طالب کو خدا ظاہری اسباب عطا کرے اور اس کی حالت یکساں ہو جائے تو اس وقت حق تعالیٰ مرید کی رضا چاہتا ہے اور طالب پر عاشق ہو جاتا ہے اور یہ وقعت و وقار میسر ہو جاتا ہے کہ جب شغل عبادت میں مشغول ہو تو وہ بہت بڑا سمندر بن جاتا ہے کہ جب کوئی چیز اس میں جاتی تو اسے پابندی کا ڈر نہیں وہ اپنے حال پر رہتا ہے اور پاک رہتا ہے۔

نکتہ:- بلند مرتبے کا حال اس سے بالاتر ہوتا ہے کہ اس کا سونا جاگنا برابر ہو جاتا ہے کہ ایک نفس بھی غافل نہیں گزرتا۔

نکتہ:- اس لئے تصور کرنا بتاتے ہیں تاکہ مرید کے دل سے پیر کے دل کی طرف روشندان نہ کھل جائے کہ کہیں پیر پر وارد ہونے والی برکات مرید پر وارد ہو جاتے اور ہر وقت بغیر نیند کے حاضر رہے۔

نکتہ:- محبت اصلی جس کا مفہوم حاضر ہونا ہے شروع میں تصور سے اور اس کی انتہا بمطابق حضور تصور ذات کے ہمیشہ تک ہے۔

نکتہ:- جس قدر شغل عبادت میں انہماک دکھاتے گا اسی مطابقت سے غائب کی باتوں کو دیکھے گا جس طرح کہ سرو بدن کا کلام سنا اسرار الٰہی کا غیر کی محبت کو چھوڑ دینا اس کے بعد اللہ کی ذات میں گم ہونے کا سلیقہ آئے گا۔

نکتہ:- طالب مطلق فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کلام حقیقی کا انکشاف

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

ہوتا ہے اور سوال و جواب کر سکتا ہے اور قدرت رکھتا ہے اور جب لذت دنیاوی کو چھوڑتا ہے اس کے مقابلے میں لذت حقیقی پیدا ہوتی ہے اگر کسی مجلس میں ہو تو لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرے آہستہ آہستہ عوام کی بات ہرگز نہ سن سکے گا۔

نکتہ:- اور تین چیزوں کی نبیوں نے بھی آرزو کی ہے ایک حدیث نفس دوسرے یہ کہ سوتے جاگتے یاد خدا برابر ہو اور تیسری یہ بات کہ لذت اشیاء یوں جاتی رہے کہ نمکین و میٹھی چیزوں کا امتیاز جاتا رہے۔

نکتہ:- فنا کے گھر یعنی دنیا میں تلقین و تعلیم دونوں جاری و موجود ہیں اور عالم برزخ میں تلقین و تعلیم جاری رہتی ہے۔

نکتہ:- سلوک کی ابتدا میں طالب نہایت آہستہ منزل کی طرف چلتا ہے اور جب تجھے اسمائے باری میں سے کوئی اسم آ جائے تو تیز رفتار گھوڑے کی طرح راستہ طے کرنے والا ہو جائے گا طالب کو چاہیئے کہ اپنے خزانے کو جمع کرے ایک ذرہ بھر خرچ نہ کرے اور فضول خرچی نہ کرے یعنی عدم اظہار کرامات، راز کا افشاء کرنا اور کسی کے حق میں دعا و بد دعا کرنا وغیرہ جب ابتداء سلوک میں قدم رکھنے والا بدیوں سے باز رہے تو حق تعالیٰ کی راہ میں قدم ثابت رکھے گا ایسا کر دعا کی قبولیت کا مقام پا لے گا۔ اس حالت میں چاہیئے کہ دوست، دشمن کسی کے حق میں بھی دعا یا بد دعا نہ کرے تاکہ خزانہ جمع رہے اور جب صاحب کشف بن جائے ہرگز اظہار نہ کرے اور خرچ نہ کرے تاکہ خزانہ قائم رہے راہ حق کے لیئے اگر خرچ کر دیا تو خالی ہاتھ ہو جائے گا اور ہمیشہ کی محرومی حاصل ہوگی اور محروم رہے گا۔

نکتہ:- حق تعالیٰ تک رسائی کرنا یہ مردوں کا میدان ہے اور کسی شخص کی ہمت

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نہیں نہ حیلہ و نہ فریب کام دیتا ہے۔

نکتہ:- مشاہدہ حق سے جمعیت دل حاصل کرنا بہتر ہے مگر مشاہدہ حق زیادہ پسندیدہ ہے۔

نکتہ:- حضرت علی کرم اللہ وجہہ عین حضرت سرور کائنات کا علم رکھتے ہیں میری بات سمجھ لے۔

نکتہ:- اولاد کو اولیاء کی مدد عنایت سے ہوتی ہے لیکن شرط آزمائش ہے ورنہ نہیں۔

نکتہ:- صاحب اسم اعظم جس قدر نعمت پاتا اتنی ہی اس کی یاد رکھتا ہے۔

نکتہ:- دیہمانٌ حقانٌ یعنی حق تک پہنچتا ہے یعنی حال کا مقام مل جاتا ہے۔

نکتہ:- طالب اگر مشاہدہ کرے تو اسے مشاہدہ سے علیحدہ نہ جانے اور بیوقوفی ہے اگر اپنے مشہود کو جانے اور اپنے تئیں (وجود میں) جانے یعنی اپنے آپ کو دیکھنے والا نہ رہا اور نہیں دیکھتا ہے اور عین اپنے آپ کو جانے

نکتہ: طالب کو چاہیئے کہ غم عدم کا کرے اور خوشی حضور کی۔

نکتہ:- روحی نماز میں چاہیئے کہ پہلے اپنے تئیں فراموش و فنا کر دے جس طرح پہلے عالم کو بھول گیا اور نماز پڑھنے کا مقام یا کعبہ یا دل یا یہی ہو گیا۔

نکتہ:- ان جناب اقدس کے ہاں نماز روحی کی قسمیں دس ہیں ان میں پانچ یہ ہیں پہلی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرے عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تیسری اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ چوتھے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پانچویں اللّٰہُ الصَّمَدُ

نکتہ:- عشق الٰہی میں رونا دل کو روشن کرتا ہے اور اس کے علاوہ دل کو سیاہ کرتا ہے۔

نکتہ:- دھیان و خیال کے درمیان فرق اوپر تحریر ہوا اور گیان سے عالم ظاہر حاصل ہوتا ہے اور تمام خلقت عام طور پر سفر میں ہے۔

نکتہ:- الفقر بحر بلاء خاص مقرب لوگوں کے حق میں یہ موجب تجلیات الٰہی ہے اور مصیبت کا ظاہر غم دکھاتا ہے جیسے بچے کو سکول لے جانا جب عالم بن جاتا ہے وہ غم اور ڈانٹ ڈپٹ استاد کی بہت زیادہ لذت میں بدل جاتا ہے دوسری مثال ایک درخت کی ایک ٹہنی پھل دار ہے اور دوسری ٹہنی بے پھل اگر یہ اس پر غالب آ جائے تو اس بے پھل ٹہنی دبالے جائے اور یہ دکھ درخت کو پہنچتا ہے لیکن یہ شاخ درخت کی بے فائدہ شاخ ہے

نکتہ:- اللہ تعالیٰ کو بیگانہ اس طرح نہ جانے جس طرح عام خلقت جانتی ہے بلکہ اپنی ذات کو اس کی ذات جانے کہ میرے حق میں مہربان رحیم و کریم ہے سب اعلیٰ قدر والے ہیں اس کے کام کو بھی جاری رکھتے ہیں اور اس کے ذمہ نہیں رہنے دیتے۔

نکتہ:- وظیفہ اسم اعظم کے عامل کی حد یہ ہے کہ اگر وہ اپنے وظیفہ سے غافل نہ ہو تو زمانے کے رنج اور تکالیف اس کے حال میں رکاوٹ بن کر داخل نہیں ہوتے۔

نکتہ:- عرفان کی قدوت اپنے پیر کی خدمت میں محو ہونے سے یعنی محویت میں حاصل ہوتی ہے جس قدر محو ہونے کی کوشش کرتا ہیاتی جلدی مرتبوں کو پہنچ جائے گا۔ اپنی نظر یعنی امید و تمنا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہ رکھے اور نہ عام لوگوں کا خوف۔ خلقت کے افعال کو حق تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے بغیر ا

کے نہیں ہوتا ہے اور سالک کو یہ نہیں کرنا چاہیے اگرچہ یہ بھی درست ہے بلکہ سالک عین ذات خدا جانے نہ کہ غیر

نکتہ:- اگر مرید لائق ہے اور پیر ناقص تو بھی اپنے صدق و سچائی کے سبب انتہا کو پہنچ جائے گا لیکن اس جگہ قیدیوں کی طرح رہے گا اگر پیر کامل ہے تو اللہ تعالیٰ کی انتہائی خلوت گاہ تک پہنچا دیتا ہے اور پھر واپس آنا اور نازل ہونا سکھا دیتا ہے۔ جب سالک اللہ کی عنایت سے یہ مقام مل جائے گا تو وہ کامل ہو جائے گا۔

نکتہ:- سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ کے حضور لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دماغ میں جنید ہوں جس کے دماغ میں جنید کی سیر کرنا آئے تو ان جناب کے غریق اعظم میں ہے۔

نکتہ:- ٹھہرائے دل راستہ چلتے رہنا تو قدم پہاڑ اور کنوئیں سے بچا کر رکھنا اس راہ میں ہمیشہ رہنا وظیفہ و عمل ہے اور کنواں اور پہاڑ بے عبادت و وظیفہ رہنا ہے اور اس فعل عبادت سے باہر آنا تصور میں ثابت ہے۔

نکتہ:- عامل اسماء یا عامل دعوات اگر اپنے عمل کو جاری رکھے خود یا غیر اسے پورا کرے تو آخر کار اس سے حساب لیا جائے گا ضرر میں اور بیدزنی اس کے حال میں آئیں گی جیسے عمل ظاہری یا صوبہ سے خدمت ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے تو ہیبت بیدزنی کی ہے۔

نکتہ:- حق تعالیٰ کی محبت کی گرمی یہ نہیں کہ بے آرام کر دے اور سر درد دے بلکہ آرام و سکون بخشے چنانچہ گھومنا۔ بہت زیادہ سر درد نہیں دیتا ذات حق آتی ہے وہ گرمی اصل ہے اور یہ خوشی

نکتہ:- اپنا تصور جب اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کام اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں

نکتہ:- طالب کو اپنا کام دو بڑے کے مطابق کرنا چاہیئے دو بڑہ جیسی مت چکور کی چاندانان مابین اپنی توڑ بنا ہے وہ کی وہ جائیں۔ بہادری بخشش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے عقل کو۔ جناب حق تعالیٰ کی ذات میں کوئی دخل نہیں اور نہ اسرار الٰہی میں جو کہ میزان عقل کو ہاتھ سے چھوڑنے اور عقل کے تابع رہے اور وہ مطلق محروم رہے گا اور اسرار سے کوئی حصہ نہیں پاتا۔

نکتہ:- دل کی تسکین یہ ہے دنیا و مافیہا کا خطرہ اور عقبیٰ کا خطرہ دل میں خیالات پیدا نہ کرے اور اس جگہ سمانے کی تاب نہ رکھے اس مرتبہ اور نعمت عظمیٰ کا حصول اس آرام سے جو وظیفہ عبادت میں حاصل ہوتا ہے اس میں میں زیادہ پیدا کر کے آہستہ آہستہ دل کی تسکین تک پہنچ جائے گا۔

نکتہ:- عالم اجسام یعنی عالم پیدائش اور عالم امثال اور عالم ارواح اور عالم اعیان اور عالم صفات اور عالم شان ہوتا ہے بعد میں ان سات ذات کو سات دریائے عشق میں سات شہروں میں اور سات انصاف و عدل میں اور سات ازل میں اور سات عقبیٰ سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ جو طالب ان سات دریاؤں سے گزر جاتا ہے اور ذات خداتک پہنچ جاتا ہے اور کامل ہو جاتا ہے اور جب پھر پیر کی توجہ سے واپس آتا ہے اور عالم اجسام میں پہنچتا ہے تو اس صورت میں کامل ترین ہو جاتا ہے

نکتہ:- گردن جھکا لینا یعنی اطاعت کر لینا سب سے۔ بہتر ہے اور نہ کرے تو صادق نہیں ہے۔

نکتہ:- عارف لوگوں کے ساتھ ملاقات جو کہ راہ حق میں شہادت کی حیثیت رکھتے ہیں یعنی دنیا میں وہ زمانہ میسر آگیا کہ اس کے وصال کے مقام اور وجدت کے اسم کو ساری خلقت جانتی ہے لیکن دلی لگاؤ نہیں رکھتا اور اس زمانہ میں ثابت ہوتا ہے کہ سارے سرزد ہونے والے افعال خدا کی طرف سے جانتا ہے اور کوئی شخص دل کی بے قراری و ملال کا باعث نہیں بن سکتا اور جب کشادہ دل کا مرتبہ حاصل ہو گیا تو وہ سارا زمانہ خوش و اچھا ہو جائے گا اور دیکھے گا سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اور یہ انصاف ہے

نکتہ:- جس چیز میں خلقت آرام سمجھتی ہے وہ عین بے آرامی ہے خلقت کے نزدیک اور وہ بے آرام ہے وہ عین آرام ہے۔

نکتہ:- تین چیزیں ہیں جن میں خلقت شبہ و ظن میں پڑ گئی ہے اور ایک نکتہ نہیں پا سکے کہ العلم و نکتۃ دوسری اسم اعظم تیسری ہیں کا ہیں میں نقش اور یہ تینوں کسی کے قابو میں نہیں آتیں مگر پیر کے حکم سے بعد کشادہ معرفت کے

نکتہ:- طالب اپنی امید و طلب خلقت کے دلوں کو راضی کرنے پر نہ لگائے کیونکہ یہ غیر کی طرف رجوع کرنا ہو گا اگر کسی فعل کے کرنے پر مامور ہو اس کے خلاف خلقت شکایت کرے چاہیئے کہ اپنی نظر شکایت پر رکھے اور اس حکم کو جلد بجالاتے اور یہ ہمارے حضرت کی صفت خاص ہے چاہیئے کہ اپنی تمام ہمت اپنے اصلی مقصود پر لگا دے۔

نکتہ:- اگر نہ ہو سکے دائرہ بند رہے تو بھی کشادہ معرفت ہو گا اور اس دائرے بندی سے اسرار کو دیکھنے کی طاقت پیدا ہو گی اور تمام اعضاء دیکھنے والے ہو جائیں گے بلکہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- اپنا تصور جب اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کام اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں

نکتہ:- طالب کو اپنا کام دوہڑے کے مطابق کرنا چاہیے دوہڑہ جیسی مت چکور کی جاندانان مابین اپنی توڑ بنا ہے وہ کی وہ جانیں۔ بہادری بخشش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے عقل کو۔ جناب حق تعالیٰ کی ذات میں کوئی دخل نہیں اور نہ اسرار الٰہی میں جو کہ میزان عقل کو ہاتھ سے چھوڑنے اور عقل کے تابع رہے اور وہ مطلق محروم رہے گا اور اسرار سے کوئی حصہ نہیں پاتا۔

نکتہ:- دل کی تسکین یہ ہے دنیا و مافیہا کا خطرہ اور عقبیٰ کا خطرہ دل میں خیالات پیدا نہ کرے اور اس جگہ سمانے کی تاب نہ رکھے اس مرتبہ اور نعمت عظمیٰ کا حصول اس آرام سے جو وظیفہ عبادت میں حاصل ہوتا ہے اس میں میں زیادہ پیدا کر کے آہستہ آہستہ دل کی تسکین تک پہنچ جائے گا۔

نکتہ:- عالم اجسام یعنی عالم پیدائش اور عالم اسثال اور عالم ارواح اور عالم اعیان اور عالم صفات اور عالم شان ہوتا ہے بعد میں ان سات ذات کو سات دریائے عشق میں سات شہروں میں اور سات انصاف و عدل میں اور سات ازل میں اور سات عقبیٰ سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ جو طالب ان سات دریاؤں سے گزر جاتا ہے اور ذات خدا تک پہنچ جاتا ہے اور کامل ہو جاتا ہے اور جب پھر پیر کی توجہ سے واپس آتا ہے اور عالم اجسام میں پہنچتا ہے تو اس صورت میں کامل ترین ہو جاتا ہے

نکتہ:- گردن جھکا لینا یعنی اطاعت کر لینا سب سے بہتر ہے اور نہ کرے تو صادق نہیں ہے۔

نکتہ:- عارف لوگوں کے ساتھ ملاقات جو کہ راہ حق میں شہادت کی حیثیت رکھتے ہیں یعنی دنیا میں وہ زمانہ میسر آ گیا کہ اس کے وصال کے مقام اور وجدت کے اسم کو ساری خلقت جانتی ہے لیکن دلی لگاؤ نہیں رکھتا اور اس زمانہ میں ثابت ہوتا ہے کہ سارے سرزد ہونے والے افعال خدا کی طرف سے جانتا ہے اور کوئی شخص دل کی بے قراری و ملال کا باعث نہیں بن سکتا اور جب کشادہ دل کا مرتبہ حاصل ہو گیا تو وہ سارا زمانہ خوش و اچھا ہو جائے گا اور دیکھے گا سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اور یہ انصاف ہے

نکتہ:- جس چیز میں خلقت آرام سمجھتی ہے وہ عین بے آرامی ہے خلقت کے نزدیک اور وہ بے آرام ہے وہ عین آرام ہے۔

نکتہ:- تین چیزیں ہیں جن میں خلقت شبہ و ظن میں پڑ گئی ہے اور ایک نکتہ نہیں پا سکے کہ العلم و نکتہ، دوسری اسم اعظم تیسری ہیں کا ہیں میں نقش اور یہ تینوں کسی کے قابو میں نہیں آتیں مگر پیر کے حکم سے بعد کشادہ معرفت کے

نکتہ:- طالب اپنی امید و طلب خلقت کے دلوں کو راضی کرنے پر نہ لگائے کیونکہ یہ غیر کی طرف رجوع کرنا ہو گا اگر کسی فعل کے کرنے پر مامور ہو اس کے خلاف خلقت شکایت کرے چاہیے کہ اپنی نظر شکایت پر رکھے اور اس حکم کو جلد بجا لائے اور یہ ہمارے حضرت کی صفت خاص ہے چاہیے کہ اپنی تمام ہمت اپنے اصلی مقصود پر لگا دے،

نکتہ:- اگر نہ ہو سکے دائرہ بند رہے تو بھی کشادہ معرفت ہو گا اور اس دائرے بندی سے اسرار کو دیکھنے کی طاقت پیدا ہو گی اور تمام اعضاء دیکھنے والے ہو جائیں گے بلکہ

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

تمام مسام اور ہر بال دیکھنے والا ہو جاتا ہے اور آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر نیچے سب برابر ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَلَوْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ یہ بات عارفوں کے حق میں ہے نہ کہ عام لوگوں کے حق میں

نکتہ:- غم اور فکر جو خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ خلقت کی طرف سے آتے ہیں عارفوں کا فرق بھی یہی ہے کہ یہ خدا کی طرف سے جانتے ہیں نہ کہ خلقت کی طرف سے

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کا طریق خاص طور پر ہمارے حضرت پیر صاحب کا یہی طریق تھا کہ جب ولی آتا ہے تو تمام امور میں مختار ہوتا ہے اور باوجود اس مرتبہ کے محتاج ہوتا ہے۔ ہمارے پیر صاحب نے مختاری کو اختیار نہیں کیا ہے بلکہ اپنے تئیں حق کے حوالے کر دیا اور اپنے آپ کے لیئے معشوقی صفت اختیار کی اس صورت خدا تعالیٰ طالب رضائے بندہ ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- معشوقی اور محبوبی کے طریق کا حصول اس نکتہ سے وابستہ ہے کہ حق تعالیٰ رضا طلب کرنے والا ہو جائے اور دعا سوائے حق کی رضا کے نہ چاہے۔

بیت:- خدا کے سوا چاہنا ظن وسواس بڑھاتا ہے اور تمام کو گھٹاتا ہے

نکتہ:- نصیرہ طریق گیارہ ہیں چوتھا اور پانچواں اسی جگہ دیکھے گا اور چھٹا اس سے اوپر انگلی کی چوڑائی کے برابر اوپر ساتواں دل میں اور آٹھواں معدے میں اور ناواں سورج میں اور دسواں چاند میں اور گیارھواں سورج طلوع ہونے سے لے کر سرخی قائم رہنے تک اور مغرب کا وقت ہوتا ہے ہمت (کردار پالے)

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ بے معنی بات ہرگز زبان پر نہ لائے اور سوائے اہل طریق کے اور اہل طریق کے کلام نہ کرے۔

نکتہ:- دوُ چیزیں طالب کو حق سے ملاتی ہیں پیر کے حق میں پکی نیت اور اس کی رضا جس طرح بھی ہو سکے اگر اس میں فتور آ گیا تو راہ حق سے باز رہے گا۔

نکتہ:- وہ چیز جس سے حق تک پہنچتے ہیں وہ پہلے حق تعالیٰ کے ساتھ عشق کو مضبوط کرتا ہے اور غیر کو اپنے دل میں ہرگز راہ نہیں دیتے اور اس کے بعد واصل ہو جاتے ہیں اور ان جناب نے پہلے عشق کو یوں کمال تک پہنچایا ہے کہ پیر کے سوا ہرگز نہیں جانتا اللہ تعالےپیر کو جانتا ہے کیونکہ یہ حقیقی کفر ہے جب یہ محکم ہو گیا تو واصلان حق میں شامل ہو گیا اور تمام مرتبے اسی ایک منزل میں طے کر لیتا ہے اور جلد مطلوب تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہ نکتہ سب نکتوں سے بڑا ہے:- ہر حکم جو پیر دے یا پیر کا پیر یا پیروں کے پیر یا اولاد یا خدا فرمائے تو نہ کرے جب تک اپنا پیر نہ فرمائے پس سمجھ لے۔

نکتہ:- مرید مریض کی طرح ہوتا ہے اور پیر حکیم کامل کی طرح ہر صورت میں اپنی صحت پیر کے ہاتھ میں دے دے کہ کسی وجہ سے فکر و تدبیر خود نہ کرے اگر کرے گا تو پیٹ میں گرانی و بدہضمی پیدا ہو گی اور تمام دل کی بیماریاں اور سقم صحت پا جائیں کی چاہے ظاہری ہوں یا باطنی

نکتہ:- اپنی فکر اور اپنی رائے رکھنا دنیا میں رندی کا مسلک نہیں اہل ہمت کے نزدیک خود بینی اور خود رائی کفر ہے۔

نکتہ:- اور تم فقیر ہو اور وہ اللہ ہے جب طالب اس جگہ پہنچ گیا خود وہ بن جاتا ہے جب وہ بن گیا تو اپنا آپ معشوق بن گیا پس سمجھ لے میری بات

نکتہ:- جب لوگ کلام اللہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں اس کلام کا ثواب ہم نے فلاں بزرگ کو بخشا ان لفظوں کے ساتھ بخشنا عارفوں کے نزدیک نہایت برا ہے بلکہ لفظ نیاز کہنا چاہیئے کہ ہم نے نیاز پیش کی۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کا طریق خاص طور پر ہمارے پیر صاحب کا یہ تھا کہ ایک دریا دائیں و بائیں ہر وقت رات دن جاری تھا اور تمام عمر ہمارے پیر صاحب نے اس دریا کو آنکھوں سے نہ دیکھا تھا اور نہ کسی کو کشف نہ دیا سوائے ذات کے

نکتہ:- جو کوئی طلب حق تعالیٰ کرے اور دنیا کی حرص بھی رکھتا ہو یا کشف یا کرامت اس شخص کو کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی بلکہ بہرہ یاب نہیں ہوتا۔

نکتہ:- طالب صادق اس طرح گنہگار نہیں کہ ہر حال میں ختم ہو جائے اگر اس میں کوئی فتور دیکھتا ہے تو جناب اقدس پیر پر ناز کے سبب ہو گا پس سمجھ لے۔

نکتہ:- اور یہ راہ بہت مشکل ہے اس طرح کئی ہزار عاشق اس راہ میں سر کے بل پڑے ہوئے ہیں اور جان اللہ کے حوالے کر دی اور چلنے والے ننگے پاؤں اور ننگے بدن کے ساتھ ہوتے ہیں اگر جان دینے تک نوبت پہنچے تو ہرگز مقصود تک نہ پہنچے کہ وہ اس طرف نہیں آئے۔ عشق کے معنی جان دینا ہے اگر بہادروں کی طرح قدم رکھے گا اگر جان دینے اور کانٹے چبھنے سے ہرگز نہ ڈرے تو اپنے پیر کی مدد سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

نکتہ:- طالب پر اگر نور ذات جیسے بھی ہو ظاہر ہو تو اپنی خودی پر فخر نہ کرے بلکہ حق تعالیٰ پر کرے اور اپنی خودی کو درمیان سے نکال دے اور دور کر دے۔

نکتہ:- ان جناب اقدس میں کہ صاحب و بزرگ رہے ہیں اور رہیں گے قیامت تک ان کے نصیب رہے گا کہ وہ خدا کے قریب ہے اور جھوٹ اور خلاف ورزی بزرگ شان خدا کے نزدیک اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں نے سخت محنت اختیار کی تو ذات خدا کے مراتب کے حصول کے لیئے اور جب تک آدمی ذات پاک کی رضا کے لیئے بہادری دکھاتا رہے صد آدمیوں کے لشکر کا مقابلہ کرے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

نکتہ:- الوہیت کی مثال عدم تصرف ہماری بزرگوں کے نزدیک یہ نہیں مثلاً ایک بادشاہ اپنے ایک غلام کو اپنے تمام خزانہ اور مملکت کا مالک بنا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ ہماری ملکیت ہے اس کا مختار کل تمہیں کر دیا اور میں بھی تیرا ہی ہوں اگر مجھے ایک روٹی خشک دے دے تو راضی ہوں پس اس غلام کو افضل جانا اسی لئے کہ شاہی خزانوں کو خرچ نہ کرے بلکہ زیادہ کرے تو سختی کا موجب اور آنکھوں کے سونے کا باعث ہو گا۔

نکتہ:- ہمارے تمام بزرگ جو اپنے ہر زمانے میں صاحب کمال ہوئے ہیں یہاں تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حالات، مقالات اور مرتبے ہمارے پیر صاحب کے ان سے حاصل ہوئے تھے اور جو کچھ خود ذات شریف نے حاصل کیا ہے۔ ممکن نہیں تھا باوجود ان مراتب کے دم نہ مارا اور اس سے ذرہ بھر بھی ظاہر نہ کیا اس سے باہر نہ آئے اور عشق سے سات دریا پی گئے اور اس سے باہر نہ آئے اور کسی کو اس کا علم نہ ہوا۔

نکتہ:- اگر مرید پر مصیبت نازل ہو اور طالب مصیبت کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور ایک مرتبہ کے گم ہونے کے خوف سے باوجود اس مرتبہ بلا کو نہیں ٹالتا اور راضی رضا پر ہو گیا یہ طالب کے مرتبہ میں اضافہ کا باعث ہو گا اور عارف اس کو بہادر کا نام دیتے ہیں اور اس مرید کے پیر کو شاباش دیتے ہیں۔

نکتہ:- شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت عارفوں سے پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہے مگر ان جناب اقدس پر ظاہر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اسماء میں سے چار اسم ہیں اور ان کا اثر ظاہر ہوتا ہے ان کا سالک پر جس طرح آنحضرت کا ظاہر ہے اثر۔ پس عارف کامل عین حضرت ہیں مجبوراً ادب لازم ہے کہ باوجود غیب کے غیب نہیں جانتے اور طفیل سمجھتے ہیں اپنے آپ کو پیر کی۔ ان پر منزل کے احکام جاری ہو جاتے ہیں اور حکم ہر ایک کا جو ملحد ہوا جو کہ محرم نہیں مرید پر جائز جانتا ہے مثلاً کثرت نکاح پس سمجھ

نکتہ:- مرید کو چاہئے کہ جس منزل میں ہو اس میں ہر وقت حاضر و ناظر اور دھیان میں رکھے اور کبھی اس سے غفلت اختیار نہ کرے اور جب ایسا کر لیا اور پیر مرید پر عاشق ہو جاتا ہے اس کو ہرگز نہیں چھوڑتا اور اس وقت طالب کو چاہئے کہ اس منزل پر اکتفا نہ کرے اور نہ ٹھہرے اور بہت زیادہ ہمت اپنے سامنے رکھے تاکہ اوپر والی منزل حاصل ہو یہی قاعدہ پہلی منزل سے بالائی منزل تک ذہن میں رہے اور حاصل مقصود جو کہ فقر ہے اپنے پیر کی مدد سے حاصل کرے دریائے وحدت دنیائے ظاہری میں نہیں حسن و عشق و خوشی روح اور روح کی خوشی بغیر کشود دل حاصل ہو گی۔

نکتہ:- باطن میں سات دریا ہیں کہ ان کو سات عالم و سات وادیاں اور سات منزلیں

بھی کہتے ہیں اور ان میں سے ایک دریائے وحدت ایسا ہے کہ انتہا نہیں رکھتا اور بہت ڈراونا اور وحشتناک ہے جب مرید اس جگہ پہنچتا ہے تو نہ اعتقاد نہ ہمت کچھ باقی نہیں رہتا پھر اس جگہ پر کشتی بن جاتا ہے محض پیر کامل کی توجہ سے کہ خود اس مرید کو عبور کرائیں گے اور ساحل تک پہنچائیں گے اور اعتقاد و محنت و ہمت نئے سرے سے عطا فرمائیں گے کہ یہ کشتی کی روانگی کے آلات ہیں اگر پیر کامل نہیں تو دریا کو ہرگز عبور نہیں کر سکتا محض معذور و لاچار ہو جاتا ہے۔ ایک دن اپنے پیر و حضرت جناب عطا کرنے والے اور مقدس سے میں نے عرض کیا اِنَّ قَصْدِیْ تُرَابَ قَدَمَیْکَ فِیْ تِلْکَ الْعَرْضِ جَاءَ فَزَ الدَّمْعَۃُ (ترجمہ) بے شک میرا ارادہ تیرے قدموں کی مٹی بننا ہے اس غرض پر اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ یعنی خوش ہو گئے اَلْوُہِیْبِیَۃُ وَالْعَطَاءِ فِیْ حَقِّیْ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَطَاءٌ وَلَا یُعْطِی الْغَیْرِیْ اَلْکُلُّ مِنَ الْکُلِّ فَکَیْفَ شُکْرٍ مَحْدُوْدِ الْعَطَاءِ غَیْرَ مُحَدَّدٍ ترجمہ میرے حق میں الوہیت اور عطاء کا مقام بخشش کریں تو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے کہا عطاء ایسی چیز ہے جو اپنے سے سوا کسی کو نہیں دی جاتی کل کل سے ہے پس کیسے محدود عطا پر محدود شکر کیا جائے غیر محدد کا

نکتہ:- اور طالب کو پیر مراتب اعلیٰ میں سے جو کچھ عطا کرے اپنے اوپر کشود راز اور مراتب کی طلب نہ کرے کہ اس میں کم ہمتی کی بو نہ رہے اور سب کچھ پیر کے ہاتھ ہے جس وقت چاہے کشف کے مرتبے دکھا دے اور مرید پر نمایاں و ظاہر کر دے۔

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کے نزدیک خوف و رجا کا مطلب یہ ہے کہ پیر کی محبت درجہ کمال کو پہنچ جاتے چاہے حضور میں چاہے غیب میں ہو کیا نزدیکی اور کیا دوری مرید کو خوف رہے جس طرح کہ زردی سرخ رنگ سے پیدا ہوتی ہے اور یہ سرخی رجا

سے رخساروں پر بھی ظاہر ہوتی ہے اور اس جماعت کے نزدیک سب کچھ جائز ہے اور خوف و رجا کی انتہا نہیں ہوتی جو کچھ تحریر کیا گیا اس کی دوری کی نشانی یہ ہے کہ پیر اس کی پناہ گاہ ہو جاتا ہے ظاہری و باطنی افعال میں اور حرکات و سکنات میں کیا کھانا و کیا پینا اور کہنا وغیرہ

نکتہ:- ہمارے بزرگوں کے نزدیک توکل کرنا نفع بخش اور حق تعالیٰ کی راہ میں یہ ہے کہ تمام کاروبار دنیا و آخرت اور راہ سلوک اپنے پیر کی طرف کرے اور اس کے حوالے کردے مثلاً اگر دنیاوی کاروبار میں کوئی خرابی آجاتے تو مقام ظہوری سے ملے ہوئے شخص کی طبع کو چاہیئے کہ فکر مند نہ ہو اور ثابت قدمی سے پاؤں باہر نہ رکھے اور لغزش نہ کھاتے اور جانے کہ یہ سب پیر کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے وہی دکھائیں گے اور اپنے پیر کی لڑی داخل ہوا اور پھر اس سے ختم ہوا اس کے ختم ہونے پر افسوس ہے کہ اس سے۔ بہتر اور زیادہ تدبر میرے نصیب کرے گا اور توکل کرنا چاہیئے ہر حال میں اور ہر وقت اپنے پیر کا فرماں بردار رہنا چاہیئے کہ فرماں برداری۔ بہت نفع بخش ہے۔

نکتہ:- طالب تلخی و بے قراری میں اور وصال کے شوق میں کہ جلد حاصل ہو پیر کی طرف سے تاخیر حصول مطلب میں حکمت ہوتی ہے۔ طالب پر پیر کی طرف سے سب کچھ ظہور میں آتا ہے پس طالب اس میں دو خدائی کا مالک ہونا چاہیے۔ کہ اپنا عشق جتنا زیادہ ہوگا کوشش کرے گا اور پیر کی طرف سے تاخیر کو۔ بہتر جانے

نکتہ:- مرید پر جو کہ لوگوں کے سامنے صحبت کے سبب جو اس کے دل پر غفلت غالب ہو جاتی ہے اثر کرتی ہے چاہیئے کہ اس حالت میں طالب اپنے تئیں شغل عبادت کے زور سے غالب رکھے اور اس اثر کو دل پر نہ آنے دے اور روح کے ساتھ۔ بہت

محبت کرے اس کوشش کے بعد غفلت کا اثر نصیب نہ ہوگا۔

نکتہ:- طالب کو چاہیئے کہ اپنی روح کو پیر پر فدا کردے اور روحی خدمت ہر طرح کی کرتا رہے پورے ادب اور دل کی خوشی سے اس وقت کوئی غم و فکر نہ کرے گا حکم بجالاتے اور جب کشادراز کا مقام عطا ہوگا اور خدمت کے خاتمے پر قدرت حاصل ہوگی اور سب کچھ پورا کرے گا۔

نکتہ:- روح کی خدمت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں پیر کی رضا میں رہے بلکہ ہر دم اور ہر وقت فراموش نہ کرے اور تصور میں رات سے صبح تک رہے اور فنا کے بغیر فدا بالکل نہیں ہوگا اور اپنے پیر پر خوشی و فخر کرے کہ لیس کمثلہ شیء نہ کہ خود پر کرے

نکتہ مشرب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ:- طالبان حق کے بارے میں یہ تھا ہر مرید جو آتا تھا ان کے پاس وہ۔ بہت خوش ہوتے تھے اور عبادت اور ارشاد اس مرید کے حوصلہ کے مطابق فرماتے تھے بعض لوگ قلندری اور بال کٹوانے کا مشرب اپنا لیتے ہیں اور بعض شریف وضع اگر بعض میں اعتقاد کم ہوا اس کے حق اتنی مہربانی فرماتے تھے کہ اعتقاد زیادہ ہو جاتا تھا بعض لوگ محبت و خواہش تلقین کا اپنے دل پر کوئی اثر نہ رکھتے تھے وہ خود ذات شریف کے دعوت دینے والے ہو جاتے تھے راہ حق میں یاد حق محض بتاتے ہی آجاتی تھی اور تصور کے ساتھ اس منزل میں واصلان حق میں شامل ہو جاتے تھے ان کے حق میں اتنی کشش فرماتے تھے کہ ایک حرف بھی بغیر تصور و غفلت میں نہیں پڑھ سکتے تھے

نکتہ:- اور شاہ سیف الرحمن قطب زمانہ اور طالبوں کے حق تقدیر رب کو پھاڑنے

والے (تقدیر کے خلاف کام کر دینے والے) کا شرب یہ تھا کہ اگر ہر اس مرید پر
جس پر مہربان ہو جاتے جو کچھ اس کے نصیب میں ہوتا دے دیتے تھے اور اس کے
نصیب سے بڑھ کر خود بھی دے دیتے اور عطا کرتے اور وقت کا قطب بنا دیتے اور
نہایت کمال تک پہنچا دیتے تھے اگر مزاج میں ناراضگی آ جاتی تو صاحب یقین بھی ہوتا تو
موقوف کر دیتے۔

نکتہ:- حضرت پیر پیراں کا شرب و طریق یہ تھا کہ طالب کو اس کے نصیب کے
مطابق جو کچھ ہوتا مل جاتا تھا اور حصہ لے کر جاتا

نکتہ:- اگر طالب پر سات زمین و آسمان کا علم منکشف ہو جائے اور سارے فرشتے
اور حیوانات اور جمادات کلام کرنے لگیں تو ابھی فقر کی پہلی سیڑھی پر نہیں پہنچ پاتا
اور مرتبہ فقر بہت اور بلند ہوتا ہے اور جو مقام فقر کو پہنچ گیا پہنچ گیا۔ کمر ہمت باندھ
لے کہ پیر کی مدد سے فقر کے مرتبے کو پہنچے یہ بھی پہنچے ہوتے لوگوں میں ہو جاتا ہے۔

نکتہ:- کشادراز کی جڑ اعتقاد ہے اور کشود میں زیادتی مرید کی ہمت سے وابستہ ہے

نکتہ:- جتنی ہمت زیادہ ہوگی کشود راز زیادہ ہو گا

نکتہ:- مرید کو پیر جو حکم دے چاہیے کہ بجا لائے اور اٹھا لے اس بوجھ کو اگر خلاف
شرع بھی ہو تو کر دے خواہ شراب کا پینا ہو خواہ اس کے علاوہ بڑے گناہوں میں سے
ہو طالب کا یہ کام عین عبادت ہے اور خدا کے نزدیک اسی سے خدا کا وصال بھی
حاصل ہوتا ہے پیر کا فعل اس کو کھینچ کر اور بھید یعنی سر دکھا دیتا ہے اور طالب کامل
سب کا مالک ہو گیا ہے اگرچہ وہ فعل حرام ہو اس کے حق میں عبادت بنا دیا ہے اور یہ
بات مرید بھی جانتا ہے کہ میرے یقین سے ہی راہ اللہ سے واصل ہونے کی ہے کہ

واصل ہو جاؤں گا۔

فرد:- سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا
ترجمہ اگر آتش پرستوں کا پیر مجھے حکم دے تو مصلی کو بھی شراب سے رنگ دے کہ
پیر منزلوں کے راہ و رسم سے بے خبر نہیں ہوتا
اور وہ بھید یعنی سر اس سے حرکت پیدا ہوتی ہے کہ فاعل یعنی مرید اپنی خواہش خود
نہیں کی ہے نہ خود کی خواہش ہے بلکہ پیر کی خواہش ہے پس اس کا فاعل صاحب حکم
ہے کہ اس پر حکم کیا گیا ہے پس اس فعل کی جگہ پر نفس کا داخلہ نہیں رہا ہے لہذا
مطالب کی حرمت بھی نہ رہی میری بات سمجھ تمام حرکات و سکنات اور واعظیں وہ
اپنی ملکیت نہیں جانتا بلکہ پیر کی ملکیت جانتا ہے یقین سے نہ کہ شک سے یہ ہمارا
مشرب ہے نبات شہد کے بارے میں مشاہدات کے سلسلے میں جس نے چکھا پہچان
گیا اور جس نے نہ پہچانا وہ بہت شدومد سے انکار کرتا ہے

نکتہ:- میں نے عرض کر دیا کہ یہی تمنا رکھتا تھا کہ پاؤں کے تلوں کی مٹی بن جاؤں
لیکن نہیں بن پاتا یہ تکلیف دل کو بہت زیادہ ہوتی ہے فرمایا کہ جس گھر میں تو رہتا
ہے اس میں ہم ہیں اور تیرا بدن ہمارے پاؤں کے نیچے ہے یہی پاؤں کی مٹی ہونا ہے۔
دل کو تسلی ہوئی کہ اس کا بیان معذوری ہے پھر میں نے درخواست کی کہ رات دن
کمال حضور دل سے حضوری میں حاضر رہا ہوں اور جس وقت پیاس زیادہ لگتی تھی
میں ہر گز سیر نہ ہوا اگر ایسی خواہش و آرزو تو آپ جانتے ہیں جو ہم نے آپ کے دل میں
ڈال دی ہے اور خدا کی خاطر تم سے ہم نے خدائی لے لی تجھ پر ہمارا پرتو ہے اور تجھے
اپنے اور کسی شخص کی حاجت نہیں قطعاً خود مہار ہو گئے ہو اور فضیلت بیان کی حد سے
باہر ہے

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

بیت:- میں نے اپنے پیر کی نعمت سے بس کر دی ہے ہمیں اب بخشنے والے کی بخشش کی ضرورت نہیں جو سمجھا سمجھ گیا اور چکھ گیا جو چکھ گیا

نکتہ:- باوجود ان سب اعلیٰ مراتب کے ہمارے بزرگوں نے کبھی ربوبیت کا دم نہ مارا عبودیت میں رہے اور ہمارے پیر صاحب دو مرتبہ عاشقی و معشوقی پر یوں کمال کو پہنچے تھے کہ کوئی نہیں پہنچا ہرگز دم نہ مارا اور سب کو پی گئے اور چکھا جس نے چکھا

نکتہ:- دونوں صاحبوں میں ایک اپنی عاشقی اور ایک کو معشوقی پر ہے دونوں نے عشق کیا اور دوسرے میں خود معشوق تھا اپنے ساتھ معشوقی میں لگ گیا

نکتہ:- مجھے میرے رب نے حکم دیا یعنی میرے پیر نے جو کچھ تیرے دل میں آئے اپنی طرف سے جان اس کی امداد سے بلکہ ہر حرکت و سکون اس کی امداد سے خود ہر لحظہ و لمحہ اس سے غافل نہ رہ اگر غیر سے محبت کی بات سنے تو اسے بھی ہماری طرف سے جان کہ وہ بھی غیر کی زبان سے ہے یہ قاعدہ کلیہ پختہ ہو گیا اس کا پھل اچھا مکمل حاصل ہو گا

نکتہ:- عارف لوگوں کے دلوں کی وسعت یہ ہے کہ آدم علیہ الصلوۃ سلام کی بقیہ فطرت و سرشت سے بنائے گئے ہیں

نکتہ:- خواب دلیل کے موافق دل میں آتا ہے چاہے اس کا ظہور قریب ہو یا دور اسی طرح ارادہ و نیت سبب حصول معرفت کا ہو گا البتہ ثمر و حاصل ہوتا ہے لیکن مسلسل محنت و کوشش سے شان کی بلندی مرتبے کی بلندی حاصل ہوتی ہے

نکتہ:- جب طالب سلوک کے راستے پر چلتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اس کے دل کو

پر نور کر دے وہ جتنی کوشش کرتا ہے پر نور نہیں ہوتا اور جتنی وسعت رکھتا ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ تم سے باز رہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے نور کا سیلاب بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے اس طرح پر ہو کہ خوشی و غمی کا مقام نہ رہے غیر کے ساتھ محنت جو کہ غیر ہے دل میں امکان ہوتا ہے

نظر خدمت و امید سب سے منقطع کر لے نہ اہل و عیال پر نہ فرزند پر نہ دوست پر نہ مرید پر کہ یہ سب اس کی ذات ہے اپنی نظر و امید ہمیشہ اور ہر حال میں اسی پر رکھنی چاہیے

نکتہ:- محویت و مستی کی اصل و حقیقت یہ ہے کہ ہوش قائم اور کسی جگہ پر خراب و پریشان نہ ہو مقصود میں اتنا غرق نہ ہو کہ اپنی کوئی خبر نہ رکھتا ہو

نکتہ:- مرید کو چاہیے کہ پریشانی و اضطراب کو اپنے قریب نہ آنے دے اور خود کو مردے کی طرح پیر کے سامنے پیش کرے۔ مردے کو البتہ گور یعنی قبر میں دفناتے ہیں اسی طرح مرید کو پیر مقصود کی گور تک پہنچا دیتا ہے

نکتہ:- اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر روزہ رکھے اور ہزار رکعات نماز پڑھے تو طریق قوم سے کچھ حاصل نہیں ہوتا سوائے حاضر ہونے کے جو کہ پیر نے ارشاد کر دیا ہو۔ جس نے حاضر ہونا طریقہ پا لیا ہر چیز جو طالب کو غیر حاضر کرے اس چیز سے بدتر نہیں ہے بلکہ مرید کے حق میں گراں ہے چاہے اس کا ظاہر نیک ہو چاہیے کہ اس پر دھیان رکھے البتہ مرید کو چاہیے اپنی خاطر میں اس کا لحاظ رکھے

نکتہ:- مرید کو چاہیے کہ جب حاضر ہو ادب بجا لائے اگر یاد نہ کرتے تو حاضر نہ ہوتا اور اگر غیر حاضر ہو گیا تو یہ کہے کہ ہم سے تقصیر ہو گئی کہ اس کا سبب میں تھا تو عشق

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

کمال کو پہنچ جاتا ہے اور طالب عاجزی اختیار کرے تو یہ اکسیر اعظم ہے اور ہمارے بزرگوں کے نزدیک شکر ایک حالت ہے جس کا بیان قابل معافی و عذر ہے وہ شکر ایسے ہے جیسے دریا میں سے ایک قطرہ مثلاً ایک شخص ہو اور بہت زیادہ لوگ پیاسے ہوں اور اس کے ہاتھ سرد و لطیف پانی آ جائے اسے پی لے نہ کہ شربت تو پیاس بجھ جائے جو سمجھا سمجھ گیا

نکتہ:- عارف کی رحلت کے وقت وہ خلقت جو پیدا ہو چکی ہو تو اس سلسلہ کے عارف اسکے لانے کے لیئے استقبال کے لیئے نکلتے ہیں۔

نکتہ:- اور ان عالموں کا بدن خودی تکبر کرتا ہے اور وہ بدن یوں خوشی رکھتا ہے کہ اگر انگلی کا ایک جوڑا اس میں رکھے تو وہ ظاہر ہو جائے پس جو سمجھا سمجھ گیا

نکتہ:- معین وقت پر عبادت و وظیفہ تنہائی میں کرنا ہر وقت کرنے سے۔ بہتر ہے

نکتہ:- ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا فقیر ان کانٹوں کو دور کرتا ہے اور نہیں رہنے دیتا

نکتہ:- انہوں نے وہی کہا یہ تمہاری حویلی بن جائے گی

نکتہ:- ان دونوں کی اخیر یہ تھی کہ تمہارے قاصد ہیں اور ہمت تمہاری طرف سے تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے

نکتہ:- دوئم

جب ایسا کیا تو بہت سے اسرار رات و دن میں اس پر جلوہ گر و نمودار ہوں گے فائدے پر دھیان رکھنا چاہیئے کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی ذات پر

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

نکتہ:- مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کی خدمت اس آیت کریمہ کے مطابق کرے یَفعَلُ اللہُ مَا یُرِیدُ حرف کبیر احمک

نکتہ:- طالب پر منکشف ہوتے ہیں اور کلام نہیں کرتے اگر طالب ان کے کلام کی آرزو کرے تو یہ ہو جائے گا لیکن طالب کے حق میں یہ آرزو کرنا اچھا نہیں اگر پیر چاہے تو وہ کلام کریں گے یہ۔ بہتر ہے کہ عدم کلام پیر کی خواہش سے۔ بہتر ہے کہ یہ اپنی خواہش ہو گی

نکتہ:- اور تاڑی کی محنت حضرت جنید بغدادی نے۔ بہت کی ہے

نکتہ:- صورت اسماء۔ پارس کی طرح ہے اسماء کو بھی ان مصور اسماء کی صورت دے کر طالب پر روشن کر دیا گیا ہے اس قیاس پر تمام مقامات پر اگر منزل صفات نور پر ظاہر ہو تو سالک صاحب محویت ہو جاتا ہے اگر سرخ نہیں ہوتا تو صاحب سکر ہو جائے گا اگر دونوں رنگ سبز و سرخ پیر عطا کرے تو یہ شکر اور محویت کا مقام ہے

عمل اسم یا عزیز:- جو کوئی بعد نماز فجر اکتیس بار پڑھے خدا اس کو عزیز رکھتا ہے اور دنیاوی گھر میں باعزت و حرمت رہتا ہے اور شوق و محبت اسے عطا ہوتی ہے

برائے زیارت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت جن معنوں میں بھی آتے درود ہزارہ کو ایک ہزار دفعہ یا پانچ صد دفعہ طاق عدد کے مطابق پڑھے تو پہلے تو خواب میں حضوری کا مقام مل جائے گا اور زیارت نصیب ہو گی اور جب زیادہ خلوص نیت سے پڑھے تو بیداری کی حالت میں زیارت حضور نصیب ہو گی ظاہری علوم کے گروہ علماء سوائے زبانی تسلی کے کچھ نہیں ہیں

"تمت بالخیر"

شاہ مقیم اکیڈمی گوجرانوالہ کی طبع شدہ کتب

تذکرہ مقیمیہ	تصنیف حضرت میاں محمد بخش	قیمت 200 روپے
نوریہ شریف	تصنیف سید عبد اللہ نوری	قیمت 150 روپے
مثنوی مددی	تصنیف حضرت سید مدد السین	(زیر طبع)
دُرّ العجائب	تصنیف حضرت شاہ محمد مقیم	(زیر طبع)

https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana

حکیم حاجی علی ضیاء صابری
• فاضل طب والجراحت • رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب حکومت پاکستان
• فاضل قانون نظریہ مفرد اعضاء • سابقہ فزیشن قرشی ہیلتھ سروس لاہور
0301-6914588
الحمد دواخانہ
الحمد
386۔فاطمہ جناح روڈ تلیانوالہ محلہ ساہیوال
https://www.facebook.com/AlHamdDwakhana